خطباتِ صدیقیہ

جلد دوم

خطیبِ پاکستان

مولانا محمد صدیق ملتانی مدظلہ العالی

خطیب مرکزی سُنّی رضوی جامع مسجد جھنگ بازار۔ فیصل آباد

مکتبہ [illegible]

خطباتِ صدیقیہ

جلد دوم

خطیبِ پاکستان مولانا محمد صدیق ملتانی مدظلہ العالی
خطیب مرکزی سُنی رضوی جامع مسجد جھنگ بازار۔ فیصل آباد

مکتبہ نوریہ رضویہ
گلبرگ اے۔ فیصل آباد

نام کتاب	ــــــــ	خطباتِ صدیقیہ (جلد دوم)
مؤلف	ــــــــ	مولانا محمد صدیق صاحب ملتانی
تزئین واہتمام	ــــــــ	سید حمایت رسول قادری
پروف ریڈنگ	ــــــــ	حافظ رب نواز سیالوی
		(فاضل دارالعلوم نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد)
صفحات	ــــــــ	400
اشاعت	ــــــــ	باراوّل مارچ 2005ء
تعداد	ــــــــ	1100
کمپوزنگ	ــــــــ	غلام محمد یٰسین خاں
مطبع	ــــــــ	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ناشر	ــــــــ	مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
قیمت	ــــــــ	/- روپے

ملنے کے پتے

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11 گنج بخش روڈ لاہور فون 7313885

مولانا محمد صدیق ملتانی فیصل آباد

موبائل: 0300-6608706

فہرست

آدابِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوٰة والسلام علی رسولہٖ الكريم. اما بعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم○

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَاتَشْعُرُوْنَ ○ صَدَقَ اللّٰهُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ○

حمد وصلوٰۃ کے بعد میرے نہایت ہی واجب الاحترام بزرگو بھائیو اور عزیزو میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی ایک آیہ کریمہ تلاوت کی ہے اس کا سادہ سا ترجمہ اور چند ضروری باتیں جن کا تعلق اس آیۃ کریمہ سے ہوگا آپ حضرات کی خدمت میں پیش کروں گا۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور مجھے اور آپ کو سن کر قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

یاایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہٗ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون○

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے اونچا نہ کرو اور ان کے حضور اس طرح چلا کر بات نہ کرو جس طرح تم ایک دوسرے سے کرتے ہو اگر تمہاری آوازیں نبی کی موجودگی میں اونچی ہو گئیں اور تم نے ان کے حضور چلا کر

بات کی تو تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ یہ اس آیہ کریمہ کا ترجمہ ہے اور اعمال بھی ایسے ضائع ہونگے کہ تمہیں اعمال کے ضیاع کا علم بھی نہیں ہوگا پتہ بھی نہیں چلے گا کب اعمال ضائع ہوئے اس آیہ کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے بخاری شریف میں حدیث ہے کہ ایک مرتبہ ایک قبیلے کے کچھ لوگ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ مین حاضر ہوئے اس قبیلے کے سردار کے انتخاب کا مسئلہ تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے یہ تھی کہ اقرع بن جابس نامی آدمی کو اس قبیلے کا سردار بنایا جائے لیکن صدیق اکبر کسی اور کو سردار بنانا چاہتے تھے دونوں میں اختلاف ہو گیا تو آپ حضرات جانتے ہیں کہ جب دو آدمیوں میں اختلاف ہو تو آوازیں بلند ہو جاتی ہیں۔ ہر آدمی اونچی آواز میں اپنا دعویٰ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے جب دونوں کی آوازیں نبی کی موجودگی میں اونچی ہوئیں تو اللہ نے یہ آیت کریمہ نازل کی۔ یا ایھا الذین امنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی. اے ایمان والو اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے اونچا نہ کرنا۔

جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سے اس طرح بات کرتے تھے جیسے کسی کے کان میں راز کی بات کی جاتی ہے بلکہ شیخ محقق فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنے منہ میں کنکریاں رکھ لی تھیں کہ جب آواز اونچی ہونے لگے گی تو یہ کنکریاں مجھے یاد دِلا دیں گی کہ نبی کی آواز سے اپنی آواز کو اونچا نہیں کرنا۔ اور حضرت فاروق اعظم اس طرح آہستہ آواز میں حضور ﷺ سے بات کرتے کہ حضور ﷺ کو بار بار پوچھنا پڑھتا تھا۔ اے عمر تم نے کیا کہا بلکہ قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ نے الشفاء بتعریفِ حقوقِ مصطفیٰ میں لکھا کہ صحابہ کرام اپنے ناخنوں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دروازہ کھٹکھٹایا کرتے تھے۔ ہتھیلی سے نہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ دروازہ کھٹکھٹانا ہی حضور نبی کریم ﷺ کی

اذیت کا سبب بن جائے حضور اندر کلام کر رہے ہوں اور ہمارے کھٹکھٹانے کی آواز حضور کی آواز سے اونچی ہو جائے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکان کے دروازے کے کواڑ کپڑے کے بنائے ہوئے تھے لکڑی اور لوہے کے اس لئے نہیں بنائے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اپنا کواڑ بند کروں اور اس سے اتنی آواز پیدا ہو جائے کہ نبی گھر میں کلام کر رہا ہو۔ تو اس کی آواز اس سے اونچی ہو جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عائشہ کے حجرے کے ساتھ کسی دوسرے کا مکان تھا۔اس نے دیوار میں کیل نصب کرنی چاہی وہ کیل ٹھوک رہی ہے تو آواز پیدا ہو رہی ہے تو آپ نے فرمایا گھر والو نبی کو اذیت نہ دو۔ نبی کو تکلیف نہ دو تو ذرا غور فرمائیں صحابہ کرام کتنی احتیاط کیا کرتے تھے۔ ایک شانِ نزول تو یہ جو بیان ہوا دوسرا شانِ نزول یہ ہے۔

ثابت بن قیس اور تعظیمِ رسول:

حضور ﷺ کے ایک صحابی ہیں حضرت ثابت بن قیس یہ ذرا اونچا سنتے تھے۔ آپ حضرات جانتے ہیں جو اونچا سنتا ہو وہ یہ سمجھتا ہے کہ میرا بالمقابل بھی اونچا ہی سنتا ہے اس لئے وہ ذرا بلند آواز سے بولتا ہے تو یہ جب حضور ﷺ سے بات کرتے تو بڑے زور سے بات کرتے تھے جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی یـا ایھـا الـذیـن امـنـوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بـالـقـول کـجھر بعضکم بعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون۔ خبردار اگر تمہاری آوازیں نبی کی آواز سے اونچی ہوئیں تو تمہارے سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے وہ گھر میں چھپ کر بیٹھ گیا نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آنا چھوڑ دیا۔ کچھ دنوں کے بعد حضور ﷺ کو احساس ہوا کہ ثابت بن قیس نہیں آ رہے۔ ایک صحابی نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اگر آپ اجازت دیں تو میں

معلوم کر کے آؤں کہ وہ کیوں نہیں آ رہے ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ وہ گئے تو دیکھا وہ غمگین بیٹھے ہوئے ہیں۔ فرمایا کیا بات ہے غمزدہ نظر آ رہے ہو کہا میرے اعمال ضائع ہو گئے میری آواز نبی کی آواز سے اونچی ہو جاتی ہے میں دوزخی ہو گیا۔ یہ وہاں سے چلے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی یہ بات ہے وہ کہتا ہے میری آواز نبی کی آواز سے اونچی ہو جاتی ہے لہٰذا میرے اعمال ضائع ہو گئے ہیں دوزخی ہو گیا ہوں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جاؤ اس سے جا کر کہہ دو۔

اِنَّکَ لَسْتَ مِنْ اَھْلِ النَّارِ وَلٰکِنَّکَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّةِ.

اے ثابت بن قیس تو دوزخی نہیں ہے بلکہ میں محمد اس کی گواہی دیتا ہوں کہ تو جنتی ہے معلوم ہوا ہمارا نبی جانتا ہے کہ کون دوزخی ہے اور کون جنتی ہے ایک جنگ میں ایک صحابی بڑی بہادری سے لڑ رہا ہے ایک صحابی نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ فلان آدمی بڑی بہادری سے لڑ رہا ہے فرمایا وہ دوزخی ہے اب وہ صحابی فرماتے ہیں مجھے تجسس ہوا بڑی بہادری سے لڑ رہا ہے بھلا دیکھوں یہ کیسے دوزخی ہو جاتا ہے آخر لڑتے لڑتے وہ زخموں کی تاب نہ لا سکا اور اس نے اپنی تلوار کی نوک اپنے سینے پر رکھ کر اوپر بوجھ ڈال اور خودکشی کر لی۔ جب اس نے خودکشی کر لی یہ دوڑتے ہوئے حضور ﷺ کی بارگاہ میں گئے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ نے سچ فرمایا وہ واقعی دوزخی تھا اس لئے کہ اس نے زخموں کی تاب نہ لا کر خود کشی کر لی ہے اور اپنے آپ کو ہلاک کر لیا ہے معلوم ہوا اللہ کا نبی جانتا ہے کون جنتی اور کون دوزخی ہے۔

ثابت بن قیس مسیلمہ کذاب کے ساتھ جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں جنگ لڑی گئی ہے تو یہ اس وقت لشکرِ اسلام کے ساتھ تھے۔ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے ایک مسلمان نے دیکھا کہ سینے پر ذرع بڑی بہترین ہے انہوں نے اُتار لی کہ کس

کام کی۔ اب ان کے پھر کون سا دیکھ رہے ہیں اُتار کر اپنے خیمے کے باہر رکھ کر اوپر ہنڈیا الٹی کر دی اور اس کے اوپر اونٹ کا پالان یا اپنے گھوڑے کی زین رکھ دی رات ہوئی حضرت ثابت بن قیس جو شہید ہو گئے تھے وہ ایک سپاہی کو خواب میں ملے اس مسلمان کو کہا جو کچھ میں کہتا ہوں اس کو سچا جاننا وہم وگمان پر مبنی نہ سمجھنا اس نے کہا بولو کیا کہنا چاہتے ہو اس نے کہا کل جب میں شہید ہو گیا تھا میری زرع فلاں آدمی نے اتار لی ہے اور اس کا خیمہ سب سے آخر میں ہے اس کے باہر اس کا گھوڑا بندھا ہوا ہے جو گھاس چر رہا ہے۔ اس نے میری زرع رکھ کر اوپر ہنڈیا اُلٹی کر دی ہے اوپر اونٹ کا پالان ڈال دیا ہے یا گھوڑے کی زین رکھ دی ہے تو خالد بن ولید سے کہنا کہ وہ زرع منگوا لے اور خالد بن ولید سے کہنا کہ جب مدینہ پہنچے تو میرا صدیق اکبرؓ کو سلام کہنا اور انہیں کہنا کہ مجھ پر اتنا قرض تھا وہ قرض ادا کر دے اور دوسری بات یہ ہے کہ میرے غلام کو میری طرف سے آزاد کر دیا جائے۔ معلوم ہوا خدا کے برگزیدہ بندے اپنی قبروں میں پڑے ہوئے دیکھتے ہیں۔ کون ان کی قبر پر آیا ہے یہ شہید ہو گئے لیکن یہ جانتے ہیں میری زرع کس نے اتاری ہے اس کا خیمہ کس مقام پر ہے اور زرع کے اوپر کیا رکھا ہوا ہے اور اس کے اوپر کیا رکھا ہوا ہے جب نبی کریم ﷺ کے غلام کے علم کا یہ کمال ہے کہ وہ موت کے بعد بھی جانتا ہے کہ جس نے میری زرع چُرائی ہے وہ فلاں مقام پر ہے جب نبی کے غلام کے علم کا یہ کمال ہے تو نبی کے علم کا کیا کمال ہو گا۔

اور دیکھئے۔ حضرت اسماعیل حقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیر روح البیان میں لکھا:

اس دنیا میں جتنا ولیوں کا علم ہے مرنے کے بعد عام مومنوں کا اتنا علم ہو جاتا ہے یعنی مرنے کے بعد علم میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ جب عام مومن فوت ہو جاتا ہے تو اس کا علم ولی کے برابر ہو جاتا ہے اور جب ولی فوت ہوتا ہے تو اس

کا علم نبی کے برابر ہو جاتا ہے اور جب نبی فوت ہوتا ہے تو اس کا علم امام الانبیاء کے برابر ہو جاتا ہے اور جب اللہ کا نبی اس دنیا کو چھوڑ کر گیا تو پھر اللہ نے حضور ﷺ کو کتنا علم دیا ہو گا یہ اللہ جانتا ہے یا اس کا محبوب جانتا ہے تو وفات کے بعد علم میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

حضرت صدیق اکبر اور تعظیم رسول ﷺ:

اس آیۃ کریمہ کا تیسرا شانِ نزول یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر ایک مرتبہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر تشریف لے گئے دیکھا کہ حضرت عائشہ اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کچھ تلخ کلامی ہو گئی ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مارنا چاہا مارنے کے لئے ہاتھ اُٹھایا جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اُٹھایا تو حضور نبی کریم ﷺ نے آگے بڑھ چھوڑا دیا فرمایا خبردار عائشہ کو نہیں مارنا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ناراض ہو کر گھر سے نکل گئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے عائشہ دیکھ میں نے تجھے تیرے باپ کے ہاتھ سے بچا لیا ہے کچھ دنوں کے بعد حضور ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں صلح ہو گئی آپ جانتے ہیں کتنا بھی کوئی تحمل مزاج بااخلاق آدمی ہو پھر بھی میاں بیوی میں کبھی نہ کبھی گھر میں جھگڑا اور تلخ کلامی ہو ہی جاتی ہے بعد میں صلح ہو گئی جب صلح ہو گئی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یارسول اللہ ﷺ جس طرح آپ دونوں نے مجھے اپنی لڑائی میں شامل کر لیا تھا۔ اب آپ دونوں اپنی صلح میں بھی مجھے شامل کر لیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا لو اب ہم نے آپ کو اپنی صلح میں بھی شامل کر لیا تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز سے اپنی آواز کو اونچا کرنا منع ہے کیونکہ سزا وہی سنائی جا رہی ہے جو کافروں کی سزا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اُولٰئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِهُمْ خَالِدُوْنَ.

اللہ فرماتا ہے کافروں کے سارے اعمال ضائع ہو گئے اور وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔ تو اعمال کا ضائع ہونا یہ کافروں کا وصف بیان ہوا ہے اور یہاں یہ بیان ہوا ہے اے مومنو اگر تمہاری آواز نبی کی آواز سے اونچی ہو گئی تو تمہارے بھی اعمال ضائع ہو جائیں گے معلوم ہوا نبی کی آواز سے آواز اونچی کرنا یہ گستاخی ہے اور اس گستاخی کی سزا وہی ہے جو کافروں کی سزا ہے نتیجہ یہ نکلا جو نبی کی بارگاہ میں گستاخی کرتا ہے وہ دائرہِ اسلام سے خارج ہے۔

ایک آیت:

دوسرا مضمون جو آج شروع ہے وہ ہے تعظیم مصطفیٰ کس طرح کرنی چاہیے۔ صحابہ کرام کیسے کرتے؟ ایک آیت پیش کی ہے تعظیمِ مصطفیٰ کے بارے میں دوسری آیت اللہ فرماتا ہے۔

يَـاَيُّهَـا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌO

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہیں بڑھنا اللہ سے ڈرو اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

اس کا شانِ نزول یہ ہے کچھ صحابہ کرام ایسے تھے جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے اپنے جانوروں کی قربانی کرلیا کرتے تھے اور کچھ صحابہ کرام ایسے تھے جو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے روزہ رکھ لیا کرتے تھے۔ یہ بات اللہ کو ناپسند آئی کہ کوئی میرے محبوب سے آگے بڑھنے کی کوشش کرے اللہ نے یہ آیت کریمہ نازل کر دی خبردار میرے محبوب سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو۔ صحابہ کرام نے اس پر کیسے عمل کیا حدیبیہ کا مقام ہے پندرہ سو صحابہ عمرہ

کرنے کے لئے تشریف لے گئے وہاں پڑاؤ ڈال کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ مشرکینِ مکہ نے روکا ہم آپ کو عمرہ نہیں کرنے دیں گے۔ حضور ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا جاؤ مشرکین مکہ سے کہہ دو کہ ہم لڑنے کے لئے نہیں آئے ہم تو عمرہ ادا کرنے کے لئے آئے ہیں عمرہ ادا کر کے چلے جائیں گے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ تو جانتے ہیں مکے میں میرے بڑے دشمن ہیں۔ آپ یوں کریں عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھیجیں اس لیے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے وہاں رشتہ دار بھی موجود ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا عثمان تم جاؤ اور ان سے کہہ دو کہ ہم لڑنے کے لئے نہیں آئے ہم تو کعبہ کا طواف کر کے واپس چلے جائیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گئے اور جا کر نبی کریم ﷺ کا پیغام دیا کہ اے اہل مکہ ہم آپ سے لڑنے کے لئے نہیں آئے بلکہ ہم تو صرف عمرہ کرنے کے لئے آئے ہیں۔ عمرہ کر کے واپس چلے جائیں گے۔ انہوں نے کہا اے عثمان رضی اللہ عنہ جہاں تک تیرے نبی کا تعلق ہے اس کو تو ہم کعبہ کا طواف نہیں کرنے دیں گے ہاں اگر تو چاہے تو کعبہ کا طواف کرسکتا ہے۔ آپ نے فرمایا مشرکین مکہ یہ تم نے کیا کہہ دیا اگر میرا نبی کعبہ کا طواف نہیں کرے گا تو میں کیسے کرسکتا ہوں اللہ فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے پہل نہ کرو۔ آگے نہ بڑھو۔

تو اگر میں طواف کرلوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں آگے بڑھ گیا بلکہ تم مجھے طواف کے لئے کہہ رہے ہو۔ اگر میرا نبی طواف نہیں کرے گا، طواف کرنا تو درکنار میں تو کعبے کی طرف دیکھنے کو بھی تیار نہیں کیونکہ طواف کی نعمت تو مجھے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملی ہے اگر میرا نبی طواف نہیں کرے گا تو میں

کیسے طواف کر سکتا ہوں۔ ایک حدیث:

دوسری حدیث بخاری و مسلم میں بھی موجود ہے۔

ایک قبیلہ تھا بنی عمرو بن عوف ان میں کچھ چپقلش ہو گئی کچھ رنجش، ہو گئی حضور ﷺ صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے وہاں دیر ہو گئی ادھر نماز کا وقت ہو گیا نبی کریم علیہ السلام وہاں موجود نہیں ہیں۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے کہا اے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز کا وقت ہو گیا ہے اور نبی کریم علیہ السلام کو وہاں روک لیا گیا ہے اگر میں اقامت کہوں تو آپ نماز پڑھا دیں گے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس طرح تمہاری مرضی۔ بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اقامت کے بعد مصلّے پر کھڑے ہو گئے۔ یاد رکھو سترہ مرتبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں امامت کرائی ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے دو مرتبہ نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں امامت کرائی ہے۔ اب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ امامت کے مصلّے پر کھڑے ہیں۔ اتنے میں حضور ﷺ تشریف لے آئے صفوں کو چیرتے ہوئے پہلی صف میں آ کر کھڑے ہو گئے۔ صحابہ کرام نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو متنبہ کرنا چاہا کہ نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے ہیں۔ لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز میں بڑے محو ہو جاتے تھے۔ صحابہ کرام نے ہاتھوں پر ہاتھ مارے گویا آپ کو متنبہ کیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو احساس ہو گیا کہ حضور ﷺ تشریف لے آئے ہیں۔

آپ نے پیچھے ہٹنا چاہا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اپنے مقام پر ٹھہرے رہو لیکن صدیق اکبر ٹھہرے نہیں وہ پیچھے آ گئے حضور ﷺ امامت کے مصلّے پر کھڑے ہو گئے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امامت کرائی نماز ہوئی جب نماز ہو گئی حضور ﷺ نے فرمایا اے صدیق میں نے تمہیں اشارہ کیا تھا اپنے

مقام پر ٹھہرے رہو تو پیچھے کیوں آ گئے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ابو قحافہ کے بیٹے ابوبکر کی کیا مجال ہے کہ وہ نبی کے آگے کھڑے ہو کر امامت کرائے۔ توجہ فرمایئے صدیق اکبر جو پیچھے ہٹے ہیں تو حضور ﷺ کی تعظیم کرتے ہوئے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ مجھ سے افضل امام آ گیا ہے اب میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں میں امامت کا حقدار نہیں ہوں۔ معلوم ہوا عین نماز کی حالت میں انہوں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کی۔ دوسری حدیث یہ حدیث بھی بخاری میں موجود ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک رات میں نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ تہجد کے نوافل پڑھ رہا تھا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرأت کو لمبا کر دیا۔ اتنا لمبا کر دیا کہ میں تھک گیا میں نے بُرا ارادہ کر لیا صحابہ کرام نے پوچھا آپ نے بُرا ارادہ کیا کیا تھا۔ فرمایا بُرا ارادہ یہ کیا تھا کہ میں بیٹھ جاؤں لیکن بیٹھا نہیں اس لئے کہ اس کو خلافِ ادب سمجھا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میرا نبی کھڑا رہے میں بیٹھ جاؤں تو عین نماز کی حالت میں بولو انہوں نے تعظیم کی یا نہیں۔

یہ حدیث فتح الباری شرح بخاری میں علامہ ابن حجر نے لکھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس اسلام کے دامن میں ان سے بڑھ کر مفسر ہمارے پاس نہیں سب سے پہلے اور سب سے بڑے مفسر ہیں۔ یہ ابھی بچے تھے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایک مرتبہ تہجد پڑھ رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے ان کے کان سے پکڑا ان کو اپنے برابر کھڑا کر لیا لیکن یہ پیچھے ہٹ گئے پھر نبی کریم علیہ السلام نے پکڑا اپنے برابر کھڑا کر لیا یہ پھر پیچھے ہٹ گئے پھر نبی کریم علیہ السلام نے پکڑا پھر یہ پیچھے ہٹ گئے۔ تین مرتبہ اپنے برابر کھڑا کیا مگر یہ پیچھے

ہٹ گئے نماز کے بعد آپ نے فرمایا تو میرے برابر کھڑا کیوں نہیں رہا۔عرض کی یارسول اللہ ﷺ کسی مسلمان کی کیا مجال کہ وہ نبی کے برابر کھڑا ہو کر نماز پڑھے انہوں نے بھی عین نماز کی حالت میں تعظیم کی۔

اب کتاب کا نام ہے صراطِ مستقیم لکھنے والے ہیں مولوی اسمٰعیل دہلوی اس کو دیو بندی بھی مانتے ہیں اور غیر مقلد بھی مانتے ہیں۔

وہ کہتے ہیں صرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو رسالت مآب باشد چندیں مرتبہ بدتر از استغراق درصورت گاؤ وخر خود است۔

کہتے ہیں نماز کی حالت میں نبی کا خیال آنے سے بہتر ہے کہ گدھے اور بیل کا خیال آجائے اور وجہ یہ بتاتے ہیں کہ اگر نبی کا خیال آئے گا تو یہ آئے گا تعظیم کے ساتھ اور نبی کا خیال تعظیم کے ساتھ آئے تو یہ شرک تو اس سے نماز ٹوٹ جائے گی آپ ایمان سے بتایئے میں نے تین حدیثیں آپ کے سامنے پیش کیں ہیں صدیق اکبر عبداللہ بن عباس اور عبداللہ ابن مسعود ان تینوں صحابہ کرام نے عین نماز کی حالت میں سرکار کی تعظیم کی ہے یا نہیں کیا یہ مشرک ہو گئے یہ جو کہتے ہیں نماز کی حالت میں نبی کا خیال تعظیم کے ساتھ آجائے تو یہ شرک ہے۔میرے دوستو اور بزرگو معلوم ہوا کہ عین نماز کی حالت میں نبی کی تعظیم کرنا یہ صحابہ کرام کی سنت ہے۔ الحمد للہ ہم بھی نماز کی حالت میں نبی کی تعظیم کا خیال کرتے ہیں ہمارا مسلک بھی وہی ہے جو صدیق اکبر کا مسلک ہے۔معلوم ہوا نبی کا خیال نماز میں آنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔سنو بھئی یہ کہتے ہیں کہ نماز میں نبی کا خیال تعظیم کے ساتھ آجائے تو یہ شرک ہے نماز میں تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ نبی کا خیال نہ ہو۔تراویح ہم سب پڑھتے ہیں یا نہیں تراویحوں میں سارا قرآن ختم ہوتا ہے یا نہیں جب یہ آیۃ کریمہ پڑھی جاتی ہے مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ بولو پڑھنے

والے کو بھی نبی کا خیال آئے گا اور سننے والوں کو بھی نبی کا خیال آئے گا یا اَیُّھَا النَّبِیُّ نبی سے مراد ہمارے نبی کریم ہیں۔ اَلتَّحِیَّات پر بیٹھے ہوئے نبی پر سلام پیش کرتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اے نبی آپ پر سلام ہو اللہ کی رحمت اور اللہ کی برکتیں ہوں بولو حضور ﷺ کا خیال آیا یا نہیں چلئے یہاں بھی نہیں آیا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ بولو حضور ﷺ کا خیال آئے گا یا نہیں اب خیال تو آئے گا ضرور خیال آنے کی دو ہی صورتیں ہیں یا آئے گا تعظیم کے ساتھ یا آئے گا تحقیر کے ساتھ اگر تحقیر کے ساتھ آئے گا یہ تو کفر ہے بات یاد رکھو نماز میں نبی کا خیال حقارت سے آئے تو یہ کفر ہے آدمی کافر ہو جاتا ہے اگر تعظیم کے ساتھ آئے تو ان کے نزدیک شرک ہے اب ذرا غور کیجئے خیال تو آئے گا ضرور یا آئے گا تعظیم کے ساتھ یا آئے گا تحقیر کے ساتھ اگر نماز کی حالت میں نبی کا خیال تعظیم کے ساتھ آجائے تو ان کے نزدیک وہ ہو گیا شرک تب بھی نماز نہ ہوئی اور اگر آ گیا تحقیر کے ساتھ تو یہ کفر ہے لہٰذا نماز تب بھی نہیں ہو گی اگر ان کے اصول پر عمل کرو گے تو ان کی نماز تو نہ تعظیم کے ساتھ خیال آنے سے ہو گی نہ تحقیر کے ساتھ خیال آنے سے ہو گی کیونکہ ان کی اپنی نمازیں نہیں ہوتیں لہٰذا ان کے پیچھے ہماری نمازیں کیسے ہو جائیں گی اس لئے ہم ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور ہمارا یہ مسلک ہے کہ ہماری نماز اس وقت تک کامل و اکمل ہوتی نہیں ہے جب تک نبی کا خیال نہ آجائے۔ اس لئے کسی نے کیا خوب کہا یارسول اللہ یا حبیب اللہ سب کہو صلی اللہ علیک وسلم۔

سجدہ کرنا ہے تو یوں کر سر ہو سجدے میں جھکا
سر خدا کے واسطے دل مصطفیٰ کے واسطے

بڑا نقطہ عرض کر رہا ہوں ذرا غور سے سننا سارے فرشتے ہمارے نبی کے

امتی ہیں کیونکہ سرکار نے فرمایا اُرسِلتُ اِلَی الخَلقِ کَافَۃً میں ساری مخلوق کا رسول ہوں فرشتے بھی مخلوق ہیں لہٰذا رسول ان کے بھی نبی حضرت زکریا علیہ السلام نے جب دیکھا کہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا کے آستانے پر بغیر موسم کے پھل آرہے ہیں تو خیال آیا کہ جو اللہ بغیر موسم کے پھل دے سکتا ہے وہ بغیر موسم کے اولاد بھی تو دے سکتا ہے اگرچہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں میری بیوی بوڑھی ہو چکی ہے تو اللہ اس بات پر قادر رہے وہ دے سکتا ہے وہاں آپ نے کھڑے ہو کر دعا مانگی یا اللہ ہمیں اولاد سے سرفراز فرما اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

فَنَادَتۡهُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيۡ فِي الۡمِحۡرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحۡيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوۡرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَ.

حضرت زکریا محراب میں نماز پڑھ رہے تھے نماز کی حالت میں محراب میں کھڑے تھے تو فرشتوں نے پکارا۔ فَنَادَتۡهُ الۡمَلٰٓئِكَةُ فرشتوں نے پکارا اور بشارت دی کہ تجھے اللہ ایک لڑکا عطا فرمائے گا جس کا نام یحییٰ ہوگا وہ عورتوں سے بچنے والا ہوگا یعنی ساری عمر شادی نہیں کرے گا سردار ہوگا اور سارے نبیوں میں سے ہوگا اگر غور کرو جب نماز کی حالت میں حضرت زکریا کو فرشتوں نے پکارا تو بولو زکریا کے دل میں فرشتوں کا خیال آیا ہوگا یا نہیں تو کیا اُن کی نماز ٹوٹ گئی نماز ٹوٹی نہیں میرے دوستو بزرگو اللہ کا نبی نماز پڑھ رہا ہے فرشتوں نے پکارا گویا نبی کریم ﷺ کے امتیوں نے پکارا اللہ کے نبی کے دل میں ان کا خیال ضرور آیا لیکن نماز ٹوٹی نہیں غور کرو جب امتی کا خیال آنے سے نماز نہیں ٹوٹتی تو نبی کا خیال آنے سے نماز کیسے ٹوٹ جائے گی نتیجہ یہ نکلا کہ نبی سے آگے نہیں بڑھنا چاہیے اللہ ہمیں ادب سکھا رہا ہے بلکہ اس کے تحت علماءِ کرام نے یہ لکھا کہ برگزیدہ

بندوں علماء کرام اور اولیاء کرام کے آگے ہو کر بھی نہیں چلنا چاہیے شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر عزیزی میں یہ حدیث نقل فرمائی کہ حضور جا رہے ہیں ساتھ حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہم بھی ہیں حضرت ابودردا بھی چلتے چلتے حضرت ابودردا تھوڑے سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھ گئے نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا اے ابودردا عرض کی لبیک یارسول اللہ۔ فرمایا پیچھے ہو جاؤ صدیق اکبر سے آگے مت بڑھو اس لئے کہ یہ دنیا میں بھی تم سے افضل ہے اور آخرت میں بھی تم سے افضل ہے معلوم ہوا جو اللہ کے نزدیک صاحبِ مرتبہ ہو اس کا لحاظ کرنا چاہیے اس سے آگے نہیں چلنا چاہیے باپ جا رہا ہو تو اس کے آگے نہیں چلنا چاہیے کوئی پیر جا رہا ہو اللہ کا ولی جا رہا ہو تو اس کے آگے نہیں چلنا چاہیے کوئی عالم دین جا رہا ہو تو اس کے آگے نہیں چلنا چاہیے اس آیت سے ہمیں یہ درس ملتا ہے۔

دو آیتیں:

میرے دوستو اور بزرگو پہلی جتنی بھی امتیں ہوئی ہیں وہ اپنے نبیوں کو نام لے کر پکارا کرتی تھیں چنانچہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا یَامُوسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ۔ اے موسیٰ ایک ہی کھانا کھاتے اُکتا گئے ہیں اب ہم اس کھانے پر صبر نہیں کر سکتے تو انہوں نے یا موسیٰ کہہ کر پکارا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا۔ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّکَ اَنْ یُّنَزِّلَ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ۔

اے عیسیٰ کیا تیرا رب اس طرح کر سکتا ہے کہ ہمارے لئے آسمان سے پکا پکایا کھانا نازل فرمائے تو پہلے نبیوں کو ان کی امتیں نام سے پکارا کرتی تھیں اور قرآن مجید کو الم سے لے کر والناس تک پڑھ جاؤ ہمارے نبی کریم ﷺ کے کسی

اُمتی نے حضور کو یا محمد کہہ کر پکارا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا۔ لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا۔

اللہ فرماتا ہے اے میرے محبوب کے اُمتیوں خبردار نبی کا بلانا تم آپس میں اس طرح نہ ٹھہراؤ جس طرح تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ علامہ ابن کثیر نے اس کے تحت لکھا کہ حضور کو یارسول اللہ کہہ کر پکارو یا نبی اللہ کہہ کر پکارو۔ ایک جگہ پنجاب میں مناظرہ ہو رہا تھا ہم سنیوں کی طرف سے مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ تھے مناظرہ کر رہے تھے۔ فریقِ مخالف نے یہ کہا کہ یارسول اللہ کا کوئی ثبوت نہیں ہے تو مولانا نے یہی آیت پڑھ کر کہا کہ ابن کثیر کہہ رہا ہے نبی کریم ﷺ کو جب پکارنا ہو تو یارسول اللہ ﷺ کہہ کر پکارنا چاہیے انہوں نے کہا دیکھاؤ ذرا مجھے تفسیر جب تفسیر دیکھائی گئی تو جس حصے پر یارسول لکھا ہوا تھا وہ سارا ورق ہی اس نے پھاڑ دیا ورق تو پھاڑ دیا لیکن اس دلیل کا جواب نہیں دے سکا۔

تو معلوم ہوا حضور نبی کریم کو یارسول اللہ کہنا یہ اس آیت کے مطابق اس آیت پر عمل کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے حضور نبی کریم علیہ السلام کو بزرگانِ دین یارسول اللہ یا حبیب اللہ کہہ کر پکارتے آ رہے ہیں۔ حضرت علامہ جلال الدین رومی کے پیرومرشد حضرت شمس الدین تبریزی فرماتے ہیں۔

یارسول اللہ حبیبِ خالقِ یکتا توئی
برگزیدہِ ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی

بہاری لال صبا ھندو شاعر نے کہا۔

تصور باندھ کر دل میں تمہارا یارسول اللہ
خدا کا کر لیا گویا نظارہ یارسول اللہ

11343

فرماتے ہیں یارسول اللہ آپ کا تصور ہی ایسا ہے جیسے میں نے خدا کا دیدار کرلیا ہے۔ ہندو ہو کر حضور علیہ السلام کو یارسول اللہ کہہ رہا ہے یہ مسلمان ہو کر کہتے ہیں۔ یارسول اللہ کہیں تو یہ شرک ہے ایمان سے بتانا شرک پاکستان میں بھی شرک ہے انڈیا میں بھی شرک ہے افغانستان میں بھی شرک ہے عرب میں بھی شرک ہے شرک ہر جگہ شرک ہے۔ یہاں یارسول اللہ کہنے کو شرک کہتے ہیں اور خود حضور نبی کریم ﷺ کے مواجہ شریف کے سامنے بیٹھ کر کہتے ہیں اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ۔ اگر یہاں شرک ہے تو بولو وہاں شرک نہیں ہے وہاں بھی شرک ہے ان کا وہاں پڑھنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ اس کو دل سے شرک نہیں سمجھتے اگر دل سے شرک سمجھتے ہوتے تو وہاں بھی نہ پڑھتے اس لئے کہ شرک ہر جگہ شرک ہے تو بہر حال حضور ﷺ سے پہلی جتنی امتیں ہوئی ہیں وہ اپنے نبیوں کو نام سے یاموسیٰ یاعیسیٰ کہہ کر پکارتی تھیں ہمیں یہ ادب سکھایا گیا ہے کہ نبی کریم کو یارسول اللہ یا حبیب اللہ کہہ کر پکارو۔

کتنی آیتیں ہوگئیں تین۔ چوتھی آیت:۔

میرے دوستو اور بزرگو پہلے جتنے بھی نبی ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو نام سے کر پکارتا رہا اللہ فرماتا ہے۔ یَا آدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ۔

اے آدم تو اور تیری بیوی دونوں جنت میں جا کر رہو اللہ نے حضرت آدم کو یا آدم کہہ کر پکارا حضرت نوح علیہ السلام کا زمانہ آیا۔ یَا نُوْحُ اھْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا وَبَرَکَاتٍ عَلَیْکَ۔

اے نوح سلامتی کے ساتھ کشتی سے اُتر جا اللہ تعالیٰ کی تجھ پر برکتیں ہوں۔ اللہ نے یانوح کہہ کر پکارا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قربانی دی اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یَا اِبْرَاھِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّیَا اللہ نے فرمایا۔ اے ابراہیم تو نے قربانی

کر کے اپنے خواب کو سچا کر دیکھایا تو اللہ نے یہاں یا ابراہیم کہہ کر پکارا۔

یَادَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنَاکَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ.

اے داؤد ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا تو حضرت داؤد کو یا کہہ کر اللہ نے پکارا: یَازَکَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامِ اِسْمُهٗ یَحْییٰ ۔اے زکریا ہم تمہیں بشارت دیتے ہیں ایک ایسے لڑکے کی جس کا نام یحییٰ ہوگا یا کہہ کر پکارا حضرت زکریا کو آگے حضرت یحییٰ کی باری اللہ فرماتا ہے یَا یَحْییٰ خُذِ الْکِتَابَ بِقُوَّةٍ۔ اے یحییٰ کتاب کو قوت کے ساتھ مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو۔ وَمَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یٰمُوْسٰی ۔اے موسیٰ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے یا کہہ کر پکارا۔ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ ۔اے عیسیٰ میں تجھے تیری مدت کے پورا ہونے تک رہنے دوں گا اس کے بعد اپنی طرف اُٹھا لوں گا۔ پہلے نبیوں کو اللہ نام سے پکارتا رہا لیکن الٓمٓ سے لے کر والناس تک سارا قرآن اُٹھا کر دیکھئے کہیں اللہ نے حضور ﷺ کو محمد (ﷺ) کہہ کر نہیں پکارا بلکہ کس طرح پکارا یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاکَ شَاهِدًا ۔اے غیب کی خبریں دینے والے ہم نے آپ کو حاضر و ناظر بنا کر بھیجا اور کہیں فرمایا۔ یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ۔ اے اللہ کے رسول جو تجھے پہنچتا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دے۔ اور کہیں فرمایا۔ یٰسٓ وَالْقُرْآنِ الْحَکِیْمِ ٥ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ٥ یٰسٓ کا معنیٰ علما نے سردار لکھا ہے کہیں فرمایا یَا اَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلاً ۔اے چادر اوڑھنے والے رات کو کھڑا ہو کر ذرا تھوڑا قیام کیا کر اور کہیں فرمایا یَا اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ۔ اے لحاف اوڑھنے والے اُٹھ لوگوں کو ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر اور کہیں فرمایا طٰهٰ مَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْآنَ لِتَشْقٰی ۔اے چودھویں رات کے چاند ہم نے تمہیں قرآن اس لیے تو نہیں دیا کہ تو مشقت میں پڑ جائے تو ذرا غور

فرمایئے بڑے پیارے پیارے الفاظ سے اللہ نے اپنے محبوب کو یاد کیا گویا اللہ نے ہمیں درس دیا سبق دیا کہ میرے محبوب کو پکارنا ہو تو بڑے پیارے پیارے القابات سے پکارو نام لے کر نہ پکارو۔ مولانا جمیل الرحمٰن قادری فرماتے ہیں۔

کسی جا ہے طٰہٰ تو یٰسؔ کہیں پر

لقب ہے سراجاً منیرا تمہارا

حضور نبی کریم کا ادب خود اللہ تعالیٰ سیکھا رہا ہے۔ توجہ فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّا اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ اِلٰی طَعَامٍ غَیْرَ نَاظِرِیْنَ اِنَّہٗ۔ اے ایمان والو نبی کے گھروں میں بغیر اجازت کے داخل نہ ہوا کرو اور اب جب کھانے کے لئے بلایا جائے تو نبی کے گھر میں اجازت لے کر داخل ہوا جائے اور لیکن اس طرح نہیں کہ کھانا پکنے سے پہلے آ کر بیٹھ جاؤ اور کھانا کھانے کے بعد چلے جاؤ اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے حضرت زینب کے ساتھ نکاح فرمایا اور نکاح کے بعد ولیمہ کیا اور صحابہ کرام کو ولیمے پر بلایا صحابہ کرام آتے جاتے اور کھانا کھا کر چلے جاتے جو آخری ٹولی تھی ان میں تین صحابی آ کر بیٹھ گئے انہوں نے سوچا اب اور تو کوئی آنے نہیں وہاں حضور کے گھر بیٹھ کر محوِ گفتگو ہو گئے باتیں کرنے لگ گئے۔ حضور ﷺ کے گھر میں جگہ تھی تھوڑی حضور ﷺ کو یہ بات ناگوار گزری تھوڑی دیر کے بعد حضور ﷺ اُٹھ کر چلے گئے مطلب یہ تھا کہ میں اُٹھوں گا تو یہ بھی اُٹھ جائیں گے لیکن وہ سمجھے نہیں وہ بیٹھے رہے حضور ﷺ باہر چلے گئے تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے پھر دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے ہیں اب انہوں نے سمجھ لیا کہ حضور جو ہمیں بار بار دیکھ رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں یہاں سے اُٹھ کر چلے جانا چاہیے وہ اُٹھ کر چلے گئے۔ اب ذرا غور فرمایئے گا اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو ادب

سکھایا اے میرے محبوب کے صحابہ میرے نبی کے گھر میں بغیر اجازت کے داخل نہ ہوا کرو اور جب کھانے پر بلائے جاؤ تو کھانا پکنے سے پہلے نہ آ جایا کرو اور یہ بھی نہیں کہ کھانا کھا کر وہاں بیٹھے رہو بلکہ کھانا کھا کر چلے جایا کرو اس لئے کہ میرا محبوب تو رحمتہ اللعالمین ہے وہ تو تمہیں نہیں اُٹھائے گا میری غیرت گوارہ نہیں کرتی کہ میرے محبوب کا دل تنگ ہو۔ اس لئے کہ محبوب علیہ السلام کی بارگاہ کا ادب سکھایا جا رہا ہے بلکہ بعض علما نے یہ کہا کہ اگر فرشتوں کو بھی یَـا اَیُّهَـا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے زمرے میں شامل کیا جائے تو پھر فرشتوں کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ وہ نبی کریم کی بارگاہ میں آئیں تو بغیر اجازت کے نہ آئیں۔ چنانچہ حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی نے کشف الغمّہ میں۔ ایک حدیث نقل فرمائی۔ کَـانَ جِبْرَئِیلُ اِذَا اَتَی النَّبِیَّ یَقِفُ عَلٰی بَابِ ثُمَّ یَسْتَاذِنُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ۔

کہ جبریل جب حضور نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ میں آئے تو حضور ﷺ کے دروازے پر کھڑے ہو کر اجازت مانگتے اگر اجازت ملتی تو اندر داخل ہوتے ورنہ وہی کھڑے ہو جاتے۔ مولانا حسن رضا فرماتے:

بے اجازت جن کے گھر میں جبریل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شان اہلبیت

بلکہ شیخِ محقق نے مدارج النبوۃ میں لکھا۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ ملک الموت بھی حضور ﷺ کے دروازے پر آیا تو اس کو بھی حضور ﷺ سے اجازت طلب کرنا پڑی۔ کیونکہ اللہ نے یہ حکم دیا تھا جب میرے محبوب ﷺ کے دروازے پر میرے محبوب کی روح قبض کرنے کے لئے جاؤ تو پہلے اجازت لینا۔ ایمان سے بتایئے ملک الموت نے کبھی کسی سے اجازت لی ہے کسی بڑے سے بڑے سیاست دان کسی بڑے سے بڑے نمرود سے کسی بڑے سے بڑے ہامان شدّاد سے کسی

بڑے وزیر کبیر بادشاہ سے اجازت لی ہے نہ اجازت لی ہے اور نہ آئندہ کسی سے اجازت لے گا کیونکہ وہ کسی سے ڈرتا تھوڑا ہی ہے۔

وہ کسی سے ڈرتا نہیں میرے دوستو اور بزرگو ہمارے نبی کریم علیہ السلام کی خصوصیت ہے کہ ملک الموت نبی کے دروازے پر کھڑا ہو کر نبی سے اجازت طلب کر رہا ہے۔ شیخ محقق فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ السلام مرضِ وفات میں ہیں۔ حضرت فاطمۃ الزہرا حضور نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ میں موجود ہیں۔ کسی نے آواز دی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَھْلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ۔ اے اللہ کے رسول ﷺ کے گھر والو تم پر سلام ہو۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے کہا کون ؟ کہا ایک اعرابی اور دیہاتی ہوں اور نبی کریم علیہ السلام کی بیمار پُرسی کے لئے آیا ہوں۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے اعرابی واپس چلا جا میرے ابا جان کی طبیعت ناساز ہے پھر کبھی آ جانا وہ ٹھہرے تھوڑی دیر کے بعد پھر ایک بار آواز دی کون ! کہا ایک اعرابی ہوں حضور نبی کریم ﷺ کی بیمار پُرسی کے لئے آیا ہوں۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے جو کہا کہ میرے ابا جان کی طبیعت ناساز ہے پھر آ جانا چلے جاؤ تھوڑی دیر ٹھہرے تیسری مرتبہ بڑی خوف ناک گرج دار آواز نکالی حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت میں افاقہ ہوا فرمایا فاطمہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ ایک اعرابی آپ سے ملنا چاہتا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ وہ اعرابی نہیں وہ لذتوں کو قطع کرنے والا ہے انسانوں کی خواہشوں کو ختم کرنے والا ہے یہ وہ فرشتہ ہے جو باپ کو بیٹے سے جُدا کر دیتا ہے ماں کو بیٹی سے جُدا کر دیتا ہے۔ والدین کو اولاد سے جُدا کر دیتا ہے اور اولاد کو والدین سے جُدا کر دیتا ہے اس نے آج تک کبھی کسی سے اجازت مانگی نہیں اور نہ میرے بعد قیامت تک کسی سے اجازت مانگے گا یہ تو

تیرے باپ کا شرف ہے کہ وہ اجازت مانگ رہا ہے اور آئندہ وہ کسی سے اجازت نہیں مانگے گا جب حضرت فاطمۃ الزھرا نے ملک الموت کا سُنا تو بے اختیار رونے لگیں فرمایا فاطمہ کیوں روتی ہو۔ تمہیں بشارت ہو کہ میرے بعد سب سے پہلے تو آ کر مجھے ملے گی اور جاؤ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم کو بھی لے آؤ۔ حضرت امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہم آئے حضور نبی کریم ﷺ نے دونوں کو سینے سے لگا کر پیار و محبت کا اظہار کیا حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ ملک الموت آئے عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے اللہ نے آپ کی بارگاہ میں بھیجا ہے اگر آپ کی اجازت ہو تو روح قبض کروں اور اگر اجازت نہ ہو تو روح قبض نہ کروں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم ایسا کرو گے ہاں یارسول اللہ، اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میرے محبوب کی رضا ہو تو روح قبض کرنا اور اگر رضا نہ ہو تو روح قبض نہ کرنا۔ ذرا غور فرمایئے گا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا دربار گوہر بار وہ دربار ہے کہ جہاں ملک الموت بھی اجازت طلب کر کے آتے ہیں اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ ملک الموت کیوں اجازت طلب کر رہے ہیں۔

مسلم شریف کی حدیث:

ملک الموت موسیٰ کلیم اللہ کے پاس آئے اور کہا یا موسیٰ کلیم اللہ میں اللہ کی طرف سے آپ پر موت طاری کرنے کے لئے آیا ہوں۔ آپ نے کھینچ کر طمانچہ دے مارا یہ آنکھ باہر آ گئی ہاتھ سے سہارا دے کر اللہ کے پاس گئے۔ اللہ نے فرمایا یہ کیا ہو گیا حالانکہ اللہ جانتا ہے جب یہ فرشتے کراماً کاتبین اللہ کی بارگاہ میں جاتے ہیں اللہ فرماتا ہے کہاں سے آئے ہو؟ حالانکہ خود اللہ نے بھیجا ہے پھر پوچھتا ہے کہاں سے آئے میرا بندہ کیا کر رہا تھا یا اللہ نماز پڑھ رہا تھا۔ معلوم ہوا ہر سوال لاعلمی کی دلیل نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات سوال کسی حکمت کی بنا پر بھی کیا جاتا

ہے نبی کریم ﷺ سے بعض موقعوں پر جو سوال کیا گیا اس کا مطلب یہ نہیں نبی کریم کو اس کا علم نہیں تھا بلکہ اس میں بھی کچھ حکمتیں تھیں۔

میرے دوستو اور بزرگو اللہ نے فرمایا ملک الموت کیا ہو گیا ہے۔ یا اللہ جس کے پاس تو نے بھیجا تھا وہ تو تیرے پاس آنا نہیں چاہتا معلوم ہوا ملک الموت نے کہا ہو گا یا اللہ ایسے دو تین آدمیوں کے پاس مجھے اور بھیج دیتا تو میرا تو میدان صاف ہی تھا۔ کیا ہو گیا یا اللہ وہ آنا نہیں چاہتا اللہ نے یہ نہیں فرمایا اب پوچھ لیتے ہیں میرا بھیجا ہوا تھا تو نے اسے کیوں مارا کیوں بھئی ایمان سے بتانا اگر ہم یہاں سے یعنی پاکستان کی گورنمنٹ کسی کو سفیر بنا کر انڈیا بھیجے اور انڈیا والے اس کو ماریں تو بولو پاکستان کی توہین ہے یا نہیں کیونکہ پاکستان کی گورنمنٹ نے اس کو بھیجا اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو بھیجا ملک الموت کو مارا اور آنکھ نکال کر باہر رکھ دی۔ چاہیے تو یہ تھا اللہ فرماتا اے موسیٰ یہ تو نے کیا کیا؟ یہ تو میرا بھیجا ہوا تھا۔ اللہ نے یہ نہیں فرمایا بلکہ فرمایا جاؤ میرے کلیم کے پاس جا کر کہو کہ اگر وہ دنیا میں رہنا چاہتے ہیں تو ایک بیل کی پشت پر ہاتھ پھیر لیں اور جتنے بال ان کی ہتھیلی کو لگ گئے اتنے سال ہم ان کی عمر میں اور اضافہ کر دیں گے۔ معلوم ہوا کہ اللہ نے اس لئے نہیں کہا۔ کیونکہ اللہ کی بارگاہ میں اللہ کے نبی کا بڑا مقام ہوتا ہے۔ میرے دوستو اور بزرگو ذرا غور فرمایئے گا ملک الموت آئے یا کَلِیْمَ اللّٰہ اللہ فرماتا ہے۔ اگر آپ دنیا میں رہنا چاہتے ہیں اس بیل کی پشت پر اپنا ہاتھ پھیر لیں جتنے بال آپ کی ہتھیلی کو لگیں گے اتنے سال ہم آپ کی عمر میں اور اضافہ فرما دیں گے۔ کلیم اللہ نے کہا اس کے بعد کیا ہو گا فرمایا اس کے بعد بھی موت ہی ہے موت سے تو چھٹکارا نہیں کلیم اللہ نے کہا اگر اس کے بعد بھی موت ہے آؤ پھر اپنی منشاء پوری کرو۔ تو اللہ ہمیں ادب سکھا رہا ہے کہ خبردار نبی کی بارگاہ میں جاؤ تو بغیر

اجازت داخل نہیں ہونا۔

چوتھی آیت:

اللہ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاِذَا کَانُوْا مَعَہٗ عَلٰٓی اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْھَبُوْا حَتّٰی یَسْتَاْذِنُوْہُ۔

اللہ فرماتا ہے مومن وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور جب وہ کسی ضروری کام کے لئے نبی کی بارگاہ میں ہوتے ہیں تو پھر وہ نبی سے اجازت لئے بغیر نہیں جاتے۔ معلوم ہوا نبی کی بارگاہ کا یہ ادب سکھایا جا رہا ہے۔ اے میرے نبی کے صحابہ جب تم میرے نبی کی بارگاہ میں آ جاؤ تو پھر بغیر اجازت کے نہ جاؤ۔ اللہ فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَکَ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ۔

اے محبوب تیرے وہ صحابہ جو تیری بارگاہ میں آ جاتے ہیں اور پھر اجازت لے کر جاتے ہیں وہ تو پکے سچے مومن ہیں ان کے ایمان کی گواہی ہم دیتے ہیں کہ وہ اللہ کے رسول پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْکَ لِبَعْضِ شَاْنِھِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْھُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَھُمُ اللّٰہَ ط

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے محبوب اگر تیرے صحابہ میں سے کوئی کسی ضروری کام کیلئے جانے کی اجازت مانگے تو پھر یہ تیری مرضی ہے تو جس کو چاہے اجازت دے اور جس کو چاہے اجازت نہ دے یہ نبی کریم علیہ السلام کے دربارِ گوہر بار کا ادب ذرا غور فرماؤ۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ تُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ وَتُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ○

اللہ فرماتا ہے۔ بے شک اے محبوب ہم نے تجھے حاضر و ناظر بنا کر بھیجا بشیر و نذیر بنا کر بھیجا اور لِتُوْمِنُوْا میں لام ہے علما نے فرمایا یہ علت کا ہے یعنی وجہ بیان ہو رہی ہے کہ ہم تمہیں نبی کیوں بنا کر بھیجا اس لئے نبی بنا کر بھیجا تا کہ یہ لوگ تم پر ایمان لائیں اس کے بعد نبی کی تعظیم کریں اور اس کے بعد اللہ کی عبادت کریں علما نے فرمایا پہلے ایمان لانے کا حکم ہے اور اس کے بعد نبی کی تعظیم اور پھر ہے اللہ کی عبادت نتیجہ یہ نکلا کہ نبی پر ایمان لانے کے بعد پہلا کام جو ہر انسان کے لئے ضروری ہے وہ ہے نبی کی تعظیم اور اس کے بعد ہے اللہ کی عبادت گویا ایمان اور عبادت کے درمیان نبی کی تعظیم ہے۔

فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَاتَّبِعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.

پس وہ جو اس پر (یعنی اللہ کے نبی) پر ایمان لائے اور اس کی تعظیم کی اور اس کی مدد کی اور جو وہ نور لائے اس نور کی اتباع کی تو وہی لوگ کامیاب ہیں اس آیۃ کریمہ پر غور فرمایئے کامیابی کا مدار کامیابی کا انحصار چار چیزیں قرار دی گئیں نبی پر ایمان لانا دوسرا نبی کی تعظیم کرنا تیسرا نبی کی مدد کرنا اور چوتھا نبی پر نازل ہونے والی کتاب کی اتباع کرنا اس کا حکم ماننا معلوم ہوا جو نبی کی تعظیم نہیں کرتا وہ اللہ کے نزدیک کامیاب نہیں لاکھ وہ مربّعوں کا مالک بن جائے فیکٹریوں کا مالک بن جائے بینک بیلنس اس کا ہو جائے لیکن اگر نبی کی تعظیم نہیں کرتا تو کامیاب نہیں ہے اللہ کے نزدیک کامیاب وہ جو ایمان لانے کے بعد نبی کی تعظیم کرے اور نبی کریم علیہ السلام کی تعظیم کے بعد کتاب اللہ نتیجہ یہ نکلا ایمان لانے کے بعد تعظیم کرو گے اور عبادت کرو گے اور پھر اللہ اس کی عبادت بھی قبول فرمائے گا اور بھی ثواب اسے دے گا اور اگر ایمان لائے اور صرف عبادت کرتے رہے

اور نبی کی تعظیم نہ کی تو یاد رکھو اس عبادت کا ثواب نہیں ہوگا جس میں نبی کی تعظیم نہ ہو۔ اسی لئے مولانا حسن رضا خان فرماتے ہیں۔

بندۂ سرکار ہو پھر کر خدا کی بندگی
ورنہ اے بندے خدا کی بندگی اچھی نہیں

نبی کی تعظیم کرو پھر عبادت کرو تو وہ بندگی اور عبادت اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوگی۔ ایک اور مقام پر فرمایا۔ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ۔

اور تم ایمان لائے میرے رسولوں پر اور ان کی تعظیم کی یہاں بھی ایمان کے بعد تعظیم کا حکم ہوا ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نبی کی تعظیم کرنے کا فائدہ کیا ہوتا ہے جیسا کہ گزر چکا ہے کہ حضرت ثابت بن قیس نے نبی کریم ﷺ کی تعظیم کی خاطر آپ کی بارگاہ میں آنا چھوڑ دیا کہ کہیں میری آواز نبی کریم ﷺ کی آواز سے اونچی نہ ہو جائے اور اپنے آپ کو یہ کہہ کر کہ میرے اعمال ضائع ہو گئے اور میں دوزخی ہو گیا اصطبل میں بند کر لیا اور گھر والوں کو کہا کہ کنڈی چڑھا دو اور دروازے پر کیل نصب کر دو میں اس وقت تک نہیں نکلوں گا کہ مجھے موت آ جائے یا نبی کریم ﷺ مجھ سے راضی نہ ہو جائیں۔ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں یہ واقعہ بیان کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا جاؤ حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرے پاس لے آؤ۔ حضرت عاصم ثابت بن قیس کو لے کر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آئے جب حضرت ثابت نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچے تو عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں آپ کی آواز سے اپنی آواز کو اونچا نہیں کروں گا۔ تو اس وقت اللہ نے قرآن نازل کیا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ○

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے شک وہ لوگ جو اپنی آواز کو نبی کی آواز سے دھیما کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں کو تقوی کے لئے پرکھ لیا ہے اور اللہ نے ان کے گناہوں کو معاف فرما دیا اور ان کے لئے اجر عظیم ہے۔

معلوم ہوا جو نبی کا ادب کرتا ہے کتنا بڑا گناہگار کیوں نہ ہو اللہ ادب مصطفیٰ کی وجہ سے معاف فرما دیتا ہے صرف معاف ہی نہیں کرتا بلکہ اجر عظیم بھی عطا فرماتا ہے یہ نبی کریم ﷺ کے ادب کا فائدہ ہے۔ حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا میں لکھا اور حافظ ابو نعیم یہ حافظ الحدیث ہیں اور اصطلاح محدثین میں حافظ الحدیث اس کو کہا جاتا ہے جس کو کم از کم ایک لاکھ حدیث زبانی یاد ہو۔ یہ فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ عالیہ ہے آپ کا ایک امتی مر گیا جو دو سو سال سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا چلا آ رہا تھا جب مر گیا کیوں کہ اللہ کا نافرمان تھا تو قوم نے اس کے پاؤں سے پکڑا اور گھسیٹ کر اسے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر پھینک دیا موسیٰ علیہ السلام کی طرف اللہ نے وحی نازل فرمائی ۔ اے میرے کلیم میرا ایک بندہ فوت ہو گیا۔ غور فرمایئے ۔ دو سو سال سے اللہ کی نافرمانی کرتا چلا آ رہا تھا اللہ فرما رہا ہے میرا بندہ تو اللہ نے میرا بندہ کیوں کہا۔ ذرا غور فرمایئے۔ تیری قوم نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا پیارے موسیٰ جاؤ اور جا کر جنازہ پڑھو اور دفن کرو۔ آپ آئے قوم سے پوچھا یہ آدمی کیسا ہے آپ نے سمجھا کہ شاید کوئی بڑا آدمی ہوگا کیونکہ اللہ نے جو مجھے خاص طور پر حکم دیا ہے اس کی نماز جنازہ پڑھ کوئی اللہ کے نزدیک بڑا ہی ہوگا۔ قوم نے کہا یہ تو دو سو سال تک ایک دو سال کی بات نہیں دو سو سال تک اللہ کی نافرمانی کرتا چلا آ رہا ہے ۔ موسیٰ علیہ السلام بڑے حیران ہوئے قوم تو کہہ رہی ہے دو سو سال سے نافرمانی کرتا چلا آ رہا ہے تو اسے اپنا بندہ کہہ رہا ہے اور مجھے حکم دے رہا ہے کہ میں اس کی نماز جنازہ پڑھوں ۔ اللہ

تعالیٰ نے فرمایا بے شک یہ دو سو سال سے میری نافرمانی کرتا چلا آ رہا تھا لیکن:

كُلَّمَا نَشَرَ التَّوْرَاةَ وَنَظَرَ اِلٰى اِسْمِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَهُ وَضَعَهُ عَلٰى عَيْنَيْهِ وَصَلّٰى عَلَيْهِ فَشَكَرْتُ لَهُ ذٰلِكَ وَغَفَرْتُ ذُنُوْبَهُ وَزَوَّجْتُهُ سَبْعِيْنَ حُوْرًا.

جب بھی یہ توراۃ کھولتا اور میرے محبوب کا نام آتا تو اس نام کو چوم کر اپنی آنکھوں سے لگا لیا کرتا تھا اور میرے محبوب پر درود پڑھتا تھا۔ میں نے اس کے اس عمل کو قبول کر لیا اور میں نے اس کے سارے گناہوں کو معاف کر دیا دو سو سال کی نافرمانی صرف میرے محبوب کے نام کے ادب کی وجہ سے معاف ہو گئی ہے اور یہی نہیں بلکہ ستر حوروں کو بھی اس کے نکاح میں دے دیا ہے۔

میرے دوستو اور بزرگو! ذرا غور فرمایئے گا میرے نبی کریم علیہ السلام کا نام لکھا ہوا ہے توراۃ میں چوم کر آنکھوں پر لگا لیتا ہے اور ایک زمانہ آج کا ہے کہ ہم لوگ کہتے ہیں کہ یہ بدعت ہے۔

سنو ذرا غور سے شامی شریف پہلی جلد ص 267 پر:

يُسْتَحَبُّ اَنْ يُّقَالَ عِنْدَ سَمَاعِ الْاُوْلٰى مِنَ الشَّهَادَةِ کہ جب موذن اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلَ اللّٰهِ کہے پہلی مرتبہ تو اس وقت سننے والے کو چاہیے کہ وہ کہے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ ۔ جب دوسری مرتبہ کہے تو پھر یہ سننے والا کہے۔ قُرَّةُ عَيْنِىْ بِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ يَقُوْلُ ۔ پھر کہے اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِىْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ اِبْهَامَيْهِ عَلٰى عَيْنَيْهِ اور پھر اپنے انگوٹھوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر لگا لے۔ فَاِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامِ يَكُوْنُ قَائِدًا لَهُ اِلَى الْجَنَّةِ ۔ جو نبی کریم ﷺ کا نام سن کر اپنے انگوٹھے چوم کر اپنی آنکھوں سے لگائے قیامت کے دن حضور ﷺ اس کو اپنے پیچھے پیچھے کر کے جنت میں لے جائیں گے۔

دوسری کتاب طحطاوی شریف یہ کراچی کے دیوبندیوں نے شائع کی ہے اس کے صفحہ 111 پر یہ واقعہ موجود ہے۔ بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے اذان دی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا نام آیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں انگلیوں کے دونوں پوروں کو چوم کر اپنی آنکھوں سے لگایا۔ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔ مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِيْلِي فَقَدْ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے دوست صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اس سنت پر جو بھی عمل کرے گا اس پر میری شفاعت واجب ہوئی ہے۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانے چاہئیں کیونکہ یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سنت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین المھدین۔ حضور ﷺ نے فرمایا میری سنت پر عمل کرو اور میرے جو خلفاء صدیق اکبر، عمر فاروق، عثمان غنی اور حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کی بھی سنتوں پر عمل کیا کرو۔ بہر حال میرے دوستو اور بزرگو! ذرا غور فرمایئے گا دو سو سال کے گناہوں کو نبی کریم ﷺ کے نام کے ادب کی وجہ سے اللہ نے معاف فرما دیا۔

اور دیکھئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں جب فرعون کے جادوگر آئے تو مقابلہ ہونا شروع ہوا تو وہ جو جادوگر تھے انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے ایک بات کہی جس میں موسیٰ علیہ السلام کے ادب کو ملحوظ رکھا گیا تھا۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰى اِمَّا اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّا اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ۔

انہوں نے کہا اے موسیٰ تو پہلے اپنے فن کا مظاہرہ کرے گا یا ہم کریں یعنی انہوں نے ادب کیا اور موسیٰ علیہ السلام سے اجازت طلب کی کہ پہلے آپ اپنے فن کا مظاہرہ کریں گے یا ہم کریں تو آپ نے فرمایا پہلے تم اپنے دل کی

بھڑاس نکال لو۔ انہوں نے اپنی لاٹھیاں یا رسیاں ڈالیں وہ سنپولیے بن گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈالا وہ ان کے تمام سنپولیوں کو نگل گیا وہ جتنے بھی جادوگر تھے ان کے بارے میں قرآن کہتا۔

فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سَاجِدِیْنَ قَالُوْا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ٥ رَبِّ مُوْسٰی وَ هَارُوْنَ٥

وہ سارے کے سارے سجدے میں گر پڑے جتنے جادوگر تھے انہوں نے سجدہ کیا اور کہا ہم تمام جہانوں کے رب اور موسیٰ و ہارون کے رب پر ایمان لائے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری میں لکھا کہ انہوں نے خدا کی بارگاہ میں سجدہ کیا اور سجدے سے اُٹھ کر اپنے جنتی مکانات کو دیکھا۔ فرعون نے کہا میری اجازت سے پہلے تم موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے رب پر ایمان لے آئے ہو۔ معلوم ہوتا ہے یہ تمہارا بڑا ہے تم سوچے سمجھے منصوبے کے تحت یہاں آئے ہو۔ میں تمہیں پھانسی دے دونگا اور انہیں پھانسی دے دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ شہید ہو گئے۔ ذرا غور کرو جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی کا ادب کیا تو آن کی آن میں مومن بن گئے۔ فرعون نے عذاب دیئے صبر کیا صابر بن گئے شہید بھی ہو گئے اللہ نے جنت بھی دے دی کلیم اللہ کا ادب کرنے کی وجہ سے اللہ نے ان کو چار مقام عطا فرمائے ایمان بھی ہاتھ آ گیا مومن بھی بن گئے صابر بھی بن گئے شہید بھی ہو گئے جنتی بھی ہو گئے۔ غور کرو جب کلیم اللہ کے ادب کا یہ مقام ہے تو حبیب اللہ ﷺ کے ادب کا کیا مقام ہوگا۔

یہ اللہ کے نبی کے ادب کرنے کا فائدہ ہے۔ اب دیکھئے صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کا ادب کیسے کرتے تھے۔ کتاب کا نام ہے طبقاتِ ابن سعد حضرت فاروق اعظم جمعہ کے دن نیا لباس پہن کر مسجدِ نبوی میں جمعہ پڑھانے کے لئے

آرہے ہیں۔ راستے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا مکان تھا انہوں نے مکان کی چھت پر دو چوزے ذبح کیے اور خون قطرہ قطرہ پرنالے سے ٹپک رہا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خیال نہیں کیا تو چند قطرے آپ کے لباس پر پڑ گئے۔ آپ نے حکم دیا یہ پرنالہ فوراً اکھاڑ دیا جائے اکھاڑ دیا۔ آپ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے حضرت عباس رضی اللہ عنہ جن کے مکان کا پرنالہ اکھاڑا گیا تھا وہ آئے اور عرض کی اے امیر المومنین جس پرنالے کو آپ نے اکھاڑنے کا حکم دیا ہے یہ وہ پرنالہ تھا جو نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے لگایا تھا اور آپ نے اکھاڑنے کا حکم دیا ہے جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سُنا تو بے تاب ہو گئے۔ فرمایا آؤ میرے ساتھ میرے کندھے پر چڑھ جاؤ اور فوراً یہ پرنالہ اسی جگہ پر لگا دو جس جگہ میرے نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے لگایا تھا۔ میری غیرت یہ گوارا نہیں کرتی اس پرنالے کو اکھاڑ دوں جو نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے لگایا تھا یہ کمال ادب کا نتیجہ تھا حدیبیہ کے مقام پر جب یہ مشہور ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ آپ ایک کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ آؤ میرے ہاتھ پر بیعت کرو کہ جب تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ نہیں لیں گے ہم واپس نہیں جائیں گے۔ آخر یہ فرمایا کہ یہ میرا ہاتھ ہے اور یہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے دائیں ہاتھ کو حضور ﷺ نے عثمانِ غنی کا ہاتھ قرار دیا حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے مجھے یہ پتہ چلا کہ حضور ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کو میرا ہاتھ قرار دیا ہے اس کے بعد میں نے دائیں ہاتھ کے ساتھ اپنی شرم گاہ کو چھوا ہی نہیں۔

اسی حدیبیہ کے مقام پر صلح نامہ حضرت علی المرتضیٰ نے لکھا اس میں لکھا **هٰذَا مَا كَتَبَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔**

مشرکین مکہ نے کہا کہ اگر ہم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ کا رسول مان لیں تو پھر جھگڑا کس بات کا۔ جھگڑا تو یہی ہے کہ ہم رسول نہیں مانتے اس لیے لفظِ رسول صلح نامے سے کاٹ دو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے علی یہ لفظ رسول کاٹ دو حضور نبی کریم ﷺ نے جب فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میری غیرتِ ایمانی گوارا نہیں کرتی کہ میں لفظِ رسول کاٹ دوں کیونکہ میں تو آپ کو رسول مانتا ہوں لفظِ رسول کو کاٹنا اس بات کی دلیل ہے کہ میں آپ کو مانتا نہیں میں تو مانتا ہوں میں تو نہیں کاٹوں گا حالانکہ اللہ کا حکم یہ ہے کہ جس طرح اللہ کا نبی حکم دے اس طرح مانو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کا یہ مطلب ہے کہ یارسول اللہ ﷺ میں خود تو کٹ سکتا ہوں لیکن لفظِ رسول کو نہیں کاٹ سکتا یہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ کا ادب تھا۔

حضور علیہ السلام کے صحابی حضرت اسلع ان کی ڈیوٹی یہ تھی کہ یہ حضور ﷺ کی سواری پر کجاوہ باندھا کرتے تھے ایک دفعہ کسی سفر میں موجود ہیں رات ایک جگہ پڑاؤ ڈالا ان پر غسل واجب ہو گیا تو انہوں نے سوچا کہ اگر میں ٹھنڈے پانی سے نہاؤں گا تو بیمار ہو جاؤں گا اور اگر میں بغیر غسل کے کجاوہ باندھوں تو میری غیرتِ ایمانی گوارا نہیں کرتی جنبی یعنی غسل کی حالت میں مَیں نہیں چاہتا کہ نبی کریم ﷺ کے کجاوے کو میرا ہاتھ لگ جائے۔ انہوں نے ایک اور انصاری سے کہا کہ کجاوہ تم باندھ دو اور خود انہوں نے پتھروں کا چولہا بنا کر پانی گرم کیا نہائے اور قافلے میں حضور ﷺ کے ساتھ مل گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے فلاں لبیک یارسول اللہ ﷺ فرمایا آج تمہارے کجاوے باندھنے میں کچھ تغیر نظر آ رہا ہے۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ کجاوہ میں نے نہیں باندھا فرمایا کس نے باندھا ہے فرمایا فلاں انصاری نے باندھا ہے حضور ﷺ نے فرمایا آپ نے کیوں

نہیں باندھا عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھ پر غسل واجب ہو گیا تھا اور میں نہیں چاہتا تھا کہ اس حال میں میرا ہاتھ آپ کے کجاوے کو لگ جائے اور یہ بے ادبی ہو جائے یعنی بغیر غسل کیے اپنا ہاتھ بھی حضور ﷺ کے کجاوے کو لگانے کے لئے تیار نہیں۔ کتاب کا نام ہے ''الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ''۔ حضرت عبدالرحمٰن ایک تابعی ہیں ان کے پاس ایک کمان تھی جس کو نبی کریم علیہ السلام کبھی ہاتھ سے چھوا ہوگا پکڑا ہوگا۔ وہ فرماتے ہیں۔

مَامَسَسْتُ الْقَوْسَ اِلَّا عَلٰی طَهَارَةٍ مُنْذُ بَلَغَنِی اِلَیَّ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَخَذَالْقَوْسَ بِیَدِہٖ

فرماتے ہیں جب سے مجھے یہ پتہ چلا کہ یہ وہ کمان ہے کہ جس کو میرے نبی نے ہاتھ لگایا تو میں نے اسے بغیر وضو کے ہاتھ نہیں لگایا اگر بغیر وضو کے ہاتھ لگاوے تو منع نہیں لیکن ایک ہے فتویٰ اور ایک ہے تقویٰ فتوی تو یہ ہے کہ اس کو ہاتھ لگا لو تقوی یہ ہے اور نبی کے ادب کا تقاضا یہ ہے کہ بغیر وضو کے ہاتھ نہ لگایا جائے۔

حضور نبی کریم ﷺ تشریف لا رہے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا اور چھپ گئے کیونکہ ان پر غسل واجب تھا نہا کر پھر حضور ﷺ کی بارگاہ میں آئے حضور ﷺ نے پوچھا ابو ہریرہ تم کہاں چلے گئے تھے۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھ پر غسل واجب تھا میری غیرتِ ایمانی نے گوارا نہیں کیا کہ میں بغیر غسل کے آپ ﷺ کے ساتھ رہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا بندۂ مومن ناپاک نہیں رہتا۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ طیبہ رہتے دروازے پر کوئی مسئلہ یا حدیث پوچھنے آتا تو آپ اپنی کنیز کو بھیجتے ہیں جاؤ پتہ کرو یہ کوئی فقہی مسئلہ پوچھنے آیا ہے یا حدیث سننے آیا ہے۔ اگر کوئی فقہی مسئلہ پوچھنے آتا تو آپ دروازے پر آ کر

مسئلہ بتا دیتے اگر وہ کہتا کہ میں نبی کی حدیث سننے آیا ہوں آپ پہلے غسل کرتے پھر پاکیزہ لباس پہنتے پھر اوپر سے سبز چادر اوڑھتے عمامہ باندھتے خوشبو سلگاتے اور ایک بلند مقام پر بیٹھ کر بڑی عزت اور وقار کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی حدیث بیان فرماتے تھے کیونکہ حضور ﷺ کی حدیث کا ادب بھی حضور ﷺ کا ادب ہے۔

قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ نے الشفا بتعریف حقوقِ المصطفیٰ میں لکھا کہ ایک مرتبہ آپ حدیث پاک کا درس دے رہے تھے دورانِ درس ایک بچھو نے آپ کی کمر پر ڈنگ مارا آپ نے پڑھانا نہیں چھوڑا اسی طرح متواتر پڑھاتے رہے حتیٰ کہ بچھو نے سولہ ڈنگ مارے۔ غور کرو اگر ہمیں بچھو ڈنگ مارے ہم کتنا بھی اہم کام کیوں نہ کر رہے ہوں ہم اس کو جاری نہیں رکھ سکتے لیکن بچھو نے سولہ ڈنگ مارے ہیں مگر آپ نے نبی کریم ﷺ کی حدیث کو پڑھانا نہیں چھوڑا حدیث پڑھا چکے تو فرمایا دیکھنا میری کمر پر کیا ہے جب کرتہ اُٹھا کر دیکھا تو بچھو نے سولہ ڈنگ مارے ہوئے تھے۔ غور کرو یہ نبی کریم ﷺ کی حدیث کا ادب ہے کہ سولہ ڈنگ تو برداشت کر لیے لیکن نبی کریم ﷺ کی حدیث پڑھانا نہیں چھوڑی۔

بخاری شریف کا نام آپ سب نے سنا ہوگا امام بخاری جب بخاری شریف کو لکھنے لگے تو پہلے آپ استخارہ فرماتے استخارہ رب سے مشورہ کرنے کو کہتے ہیں اور اس کے کئی طریقے ہیں۔ استخارہ کرتے پھر آبِ زم زم کے ساتھ غسل کرتے پھر مقام ابراہیم کے سامنے دو نفل پڑھتے اور اس کے بعد ایک حدیث نقل کرتے اس ادب کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی حدیثوں کو لکھا اور بخاری شریف کتاب مرتب کی ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ علماء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اَصَحُّ الْکُتُبِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰہِ۔ اللہ کی کتاب کے بعد جس کتاب کا سب سے بلند رتبہ ہے، وہ کتاب بخاری ہے۔

یہ تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا ادب صحابہ کرام، تابعین، اولیاء کرام، بزرگانِ دین، علما کرام کس طرح کیا کرتے تھے۔ آگے دیکھئے کہ وفات کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کا ادب واحترام کس طرح کرنا چاہیے میرے دوستو اور بزرگو بخاری شریف میں حدیث موجود ہے حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں مسجدِ نبوی میں موجود تھا کسی نے مجھ کو کنکری ماری میں نے مڑ کر دیکھا تو حضرت فاروقِ اعظم تھے آواز نہیں دی کنکری ماری کیوں آواز دوں گا تو ساتھ نبی کریم ﷺ کی قبرِ انور ہے۔ میری آواز سے نبی کریم ﷺ کو کہیں اذیّت نہ ہو جائے مجھے فرمایا وہ جو دو آدمی اونچی آواز سے گفتگو کر رہے ہیں اُن کو میرے پاس لے آؤ فرمایا میں اُن دونوں کو لے کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا فرمایا یہ بتاؤ تم کہاں کے رہنے والے ہو عرض کی اے امیر المومنین ہم طائف سے آئے ہیں لائف کے رہنے والے ہیں فرمایا اگر تم مدینہ طیبہ کے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا نہیں پتہ نہیں ہے یہ نبی کریم ﷺ کی مسجد ہے اور نبی کریم ﷺ کی مسجد میں آپ کی وفات کے بعد بھی بلند آواز سے باتیں کرنا منع ہے۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات شریف کے بعد اسی طرح ادب کرنا چاہیے جس طرح آپ کی ظاہری حیات میں کیا جاتا تھا۔

اب تک تو باتیں ہوئی ہیں حضور نبی کریم ﷺ کے ادب واحترام کی اب سنیے جو حضور ﷺ کا ادب واحترام نہیں کرتے ان کا کیا انجام ہے۔ میرے دوستو اور بزرگو حضورِ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھ کر صحابہ کرام حضور ﷺ کا وعظ سنا کرتے تھے۔ دورانِ وعظ اگر کوئی بات کسی صحابی کی سمجھ میں نہ آتی تو وہ عرض کرتا: رَاعِنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔ یارسول اللہ ﷺ ہماری رعایت فرمائیے۔ یعنی یہ بات ذرا دوبارہ ارشاد فرما دیجئے ہمیں سمجھ میں نہیں آئی حضور ﷺ دوبارہ ارشاد فرما دیتے

اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں یہودی بھی بیٹھتے تھے اور یہ بات یاد رکھئے۔ از روئے قرآن اسلام کے سب سے بڑے دشمن یہودی ہیں وہ بھی حضور ﷺ کی مجلس میں بیٹھتے وہ بھی رَاعِنَا کہتے وہ رَاعِینَا یعنی یا کو ذرا کھینچ کر پڑھتے راعینا میں معنیٰ بدل جاتا ہے راعنا کا معنیٰ ہے ہماری رعایت فرمایئے اور راعینا کا معنیٰ ہے ہمارا چرواہا۔ گویا وہ اس طرح کہہ کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں گستاخی کرتے تھے حالانکہ یہ لفظ حضور ﷺ پر صادق آتا ہے کیونکہ سرکار ﷺ نے حلیمہ رضی اللہ عنہا کی بکریاں چرائیں بلکہ ہر نبی نے بکریاں چرائیں۔

اے حلیمہ بھید کھلا نہیں یہ مقام چون و چرا نہیں
تو خدا سے پوچھ وہ کون تھے تیری بکریاں جو چرا گئے

حضور ﷺ نے بکریاں چرائیں لیکن اس کے باوجود اللہ نے منع فرما دیا۔ فرمایا:

یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوْا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ○

ترجمہ: اے ایمان والو راعنا نہ کہا کرو بلکہ انظرنا کہا کرو اور ذرا توجہ سے سُنا کرو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

قرآن مجید کی اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ فرما رہا ہے۔ اے میرے نبی ۔کے صحابہ تم میرے نبی کی بارگاہ میں توجہ سے کیوں نہیں بیٹھتے تمہیں راعنا کیوں کہنا پڑتا ہے۔ معلوم ہوا پہلے توجہ نہیں ہے تو تب ہی کہہ رہے ہو نہ راعنا تم پہلے ہی توجہ سے بیٹھا کرو کہ راعنا کہنے کی نوبت ہی نہ آئے یہ جو تم راعنا کہتے ہو تو تمہاری نیت تو اچھی ہے لیکن یہ جو یہودی تمہارے ساتھ بیٹھتے ہیں ان کی نیت تو اچھی نہیں ہے۔ اس لیے آئندہ راعنا نہ کہنا حالانکہ صحابہ اس لفظ کو برے معنیٰ میں استعمال

نہیں کرتے تھے کیونکہ صحابہ کے راعنا کہنے کی وجہ سے یہودیوں کو موقع مل جاتا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا کہ تم بھی راعنا نہ کہو تا کہ یہودیوں کو گستاخی کرنے کا موقع نہ ملے۔ معلوم ہوا نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اس لیے اللہ نے فرمایا: وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ ان یہودیوں کو کافر قرار دیا جو حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے تھے۔

کتاب کا نام "الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ" قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ فرماتے کہ ایک بہت بڑا شاعر تھا جس کا نام تھا ابراہیم فزاری۔ ایک مرتبہ اس نے کسی عالم دین سے مناظرہ کیا اس نے مناظرہ میں اللہ اور رسولِ اکرم اور دیگر نبیوں کی شان میں گستاخی کی اس وقت کے مفتیوں نے فتویٰ دیا چونکہ اس نے نبیوں کی شان میں بالخصوص ہمارے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ لہٰذا یہ کافر ہو گیا اس کو قتل کر دیا جائے مفتیٔ وقت نے فتویٰ دیا اس کو اُلٹا لٹکا کر اس کے پیٹ میں چھری مار کر اس کو قتل کر دیا گیا۔ جب اس کو پھانسی پر لٹکایا تو اس کا چہرہ خود بخود کعبہ کی طرف سے پھر گیا۔ یہ بھی اس بات کی دلیل تھی کہ یہ نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر ہو گیا ہے۔ جب چھری ماری پیٹ میں سے تو خون بہنا شروع ہو گیا۔ ایک کُتا آیا اس نے اُس کے خون کو چاٹنا شروع کر دیا حالانکہ حضور ﷺ کی حدیث ہے۔ اَلْكَلْبُ لَا يَلَغُ فِي دَمِ الْمُسْلِمِ۔ کُتا مسلمان کے خون کو نہیں چاٹتا۔ یہ بات یاد رکھیے کہ نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے کہ کُتا مسلمان کے خون کو نہیں چاٹتا لیکن کُتے نے اس کے خون کو چاٹا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ مسلمان نہیں رہا بلکہ کافر ہو گیا ہے۔

ایک ہندو شاعر ہے بہاری لال اس نے اس موقع کی مناسبت سے ایک شعر نقل کیا ہے۔

خدا اس کا نہیں ہوتا خدا کا وہ نہیں ہوتا
جسے آتا نہیں ہونا تمہارا یارسول اللہ ﷺ

کتاب کا نام ہے تفسیر روح البیان علامہ اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا دور تھا ایک قبیلے کا امام تھا وہ ہر صبح صبح کے دو فرضوں میں یہ سورہ عبس وتولی پڑھا کرتا تھا۔ تیوڑی چڑھائی اور پہلو تہی کی پھر منہ پھیرا بظاہر اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے حضور ﷺ پر عتاب کیا ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو آپ نے اس کو بُلایا۔ فرمایا مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ تم ہر روز یہی سورت پڑھتے ہو فرمایا یہ منافق ہے اس کی گردن ماردی جائے یہ ہر روز یہی سورت پڑھتا ہے۔ بظاہر جس میں حضور ﷺ پر عتاب کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا یہ صحیح معنوں میں مومن نہیں ہے اس کو قتل کر دیا جائے چنانچہ فاروقِ اعظم نے اس گستاخِ رسول ﷺ کو قتل کروا دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جو بار بار نبی کریم ﷺ کی گستاخی کرتا ہے وہ منافق ہے۔

کتاب کا نام ہے ''معارج النبوۃ'' علامہ ملاّ مُعین مکاشفی رحمتہ اللہ علیہ جن کے حوالے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی کتابوں میں ملتے ہیں شیخِ محقق نے بھی مدارج النبوۃ میں اس کتاب کے حوالے دیئے۔ حضرت جبرئیل امین حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آج میں ایک جزیرے کے پاس سے گزرا ہوں وہاں میں نے رونے کی آواز سنی جب میں آگے بڑھا تو دیکھا یہ وہی فرشتہ ہے جو آسمان پر ستر ہزار فرشتوں کا سردار ہے میں نے پوچھا کیا بات ہے کیوں رو رہے ہو اس نے کہا اے جبرئیل امین میری شفاعت فرما دو مجھ سے غلطی ہوگئی ہے کہا کیا غلطی ہوگئی ہے۔ کہا معراج کی رات جب امام الانبیاء حبیب کبریا میرے پاس سے گزرے تو میں حضور ﷺ کی تعظیم کے لئے کھڑا نہیں

ہوا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے مجھے اس عہدے سے معزول کر کے یہاں زمین پر گرا دیا۔ اس کا ترجمہ کسی شاعر نے یوں کیا۔

حکم فرمایا نکل جا اے فرشتے پُر غرور
کیوں نہ کی تعظیم آیا سامنے جب میرا نور
یہ عبادت رات دن کی مجھ کو نامنظور ہے
دور ہے جو میرے احمد سے وہ مجھ سے دور ہے

اور دیکھئے امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ جب یوسف علیہ السلام مصر کے بازار میں آئے تو تمام مصریوں نے اللہ کے اس نبی کو کہا کہ یہ غلام ہے یعنی یہ انہوں نے گستاخی کی کہ اللہ کے نبی کو انہوں نے غلام کہا نتیجہ یہ ہوا زمانہ گزرتا گیا۔ آپ مصر کے بادشاہ بن گئے مصر میں قحط پڑ گیا، سات سال تک مصر میں قحط سالی کا دور دورہ رہا مصریوں نے اپنے مال و دولت مویشی اپنی اولاد اپنے مکانات اپنی زمینیں جائیداد سب کچھ حضرت یوسف علیہ السلام کو دے دیا حتیٰ کہ خود حضرت یوسف علیہ السلام کے غلام بن گئے اور غلّہ حاصل کیا اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کو جوش آیا فرمایا اے میرے پیغمبر دیکھ یہی وہ سارے مصری ہیں جنہوں نے تمہیں غلام کہا تھا اے میرے پیارے نبی جو تمہیں غلام کہتے تھے آج ہم نے ان سب کو تیرا غلام بنا دیا ہے وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی گستاخی کرتے تھے۔ اللہ نے اُن سب کو حضرت یوسف علیہ السلام کا غلام بنا دیا۔ کتاب کا نام ہے ''خصائص کبریٰ'' اس میں بھی موجود ہے۔

دلائل النبوۃ امام بیہقی اس میں بھی یہ واقعہ موجود ہے۔

دلائل النبوۃ حافظ ابونعیم اس میں بھی یہ واقعہ موجود ہے۔

اعلانِ نبوت سے پہلے کافروں کے ساتھ رشتہ داری جائز تھی چنانچہ حضور

نبی کریم ﷺ کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما ابو لہب کے بیٹوں سے بیاہی ہوئی تھیں۔ رقیہ جو تھی وہ عتبہ کے نکاح میں تھی اور ام کلثوم جو تھی وہ عتیبہ کے نکاح میں تھی جب نبی کریم ﷺ نے اعلانِ نبوۃ فرمایا تو آپ کو پتہ ہے کہ ابولہب تو حضور نبی کریم ﷺ کا بڑا دشمن ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو مجبور کیا کہ جاؤ محمد ﷺ کی دونوں لڑکیوں کو جا کر طلاق دے آؤ۔ اب وہ جو عتیبہ تھا کہنے لگا اے محمد ﷺ کیونکہ میں اپنے باپ کے مجبور کرنے پر مجبور ہوں اس لیے میں آپ کی بیٹی کو رکھ نہیں سکتا میں طلاق دیتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے لیکن وہ جو عتبہ تھا اس نے بڑی گستاخی کی اس نے کہا نہ تو میں تجھے مانتا ہوں اور نہ تیرے خدا کو مانتا ہوں اور یہ رہی آپ کی بیٹی میں اس کو طلاق دیتا ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ **اَللّٰھُمَّ سَلِّطْ عَلَیْکَ کَلْبًا مِنْ کِلَابِکَ**۔ یا اللہ اپنے کتوں میں سے ایک کتے کو اس پر مسلط فرما دے۔ جب وہ گھر پہنچا تو ابولہب نے کہا دے آئے طلاق کہا ہاں، کہا محمد ﷺ نے کیا کہا، کہا انہوں نے کہا کہ یا اللہ اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پر مسلط کر دے ابولہب نے کہا بیٹا پھر تیری خیر کوئی نہیں کیونکہ محمد ﷺ جو دعا مانگتا ہے وہ رب ردّ نہیں کرتا۔

شام کی طرف جانے کے لئے ایک قافلہ ترتیب دیا گیا اس میں ابولہب بھی موجود ہے اس کا بیٹا عتبہ بھی موجود ہے چلتے چلتے ایک جنگل میں ایک راہب کا گرجا آیا انہوں نے سوچا یہاں کچھ آبادی ہے یہاں پڑاؤ ڈال لیتے ہیں۔ پڑاؤ ڈال لیا گرجے کے پادری نے کہا اے قافلے والو یہاں رات کو شیر آتا ہے اس لیے ذرا احتیاط کرنا۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے ابولہب نے کہا قافلے والو تم جانتے ہو میں مکہ کا سردار ہوں آج میری ایک بات مانو انہوں نے کہا وہ کیا وہ یہ کہ

چاروں طرف اپنے بستر لگاؤ اور درمیان میں اپنا سامان رکھ دو اور اس کے اوپر میرے بیٹے عتبہ کا بستر لگاؤ تا کہ اگر شیر آئے بھی تو وہاں تک پہنچ نہ سکے لیکن جب اللہ پہنچانا چاہے تو پھر کوئی روک بھی نہیں سکتا انہوں نے اسی طرح کیا چاروں طرف اپنے بستر لگا لیے سامان کے اوپر عتبہ کا بستر لگا دیا۔ آدھی رات کا وقت ہوا یہ سارے سو گئے شیر آیا جو ارد گرد سوئے ہوئے تھے ان سب کو سونگا۔ ایک ایک کو سونگتا جاتا اور چھوڑتا جاتا چاروں طرف جتنے سوئے ہوئے تھے سب کو سونگا تو اس نے اندازہ لگا لیا کہ جس کے لیے میں آیا ہوں ان میں سے وہ نہیں پیچھے ہٹ گیا پیچھے ہٹ کر اس نے جھپٹ لگائی چھلانگ لگائی اور سامان پر پہنچ گیا اس کو سونگا۔ نبی کریم ﷺ کی گستاخی کی بدبو آئی اس کو چیر پھاڑ دیا لیکن وَلَـمْ یَاکُلْ لِنَجَاسَتِہٖ اور اس کی نجاست کی وجہ سے اس کو کھایا نہیں ہے۔ معلوم ہوا نبی کریم ﷺ کے گستاخوں کو جانور بھی پہچانتے ہیں اور ہم غلام ہو کر نہ پہچانیں تو پھر ہمارا بھی تو قصور ہے۔

غور کرو اس نے چیر پھاڑ ڈالا ٹکڑے ٹکڑے کر دیا صبح ہوئی ابولہب نے کہا دیکھا میں نے تمہیں کہا تھا نا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم دعا مانگے تو اللہ ردّ نہیں کرتا کیوں اس لیے:

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد ﷺ

حضور نبی کریم ﷺ نے جب اعلان نبوت فرمایا تو حضور ﷺ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ نے وقت کے بڑے بادشاہوں کو خط لکھا کہ اسلام قبول کر لو ان میں شاہ کسریٰ بھی تھا جس کو آج ہم ایران کہتے ہیں۔ آپ نے اس کے گورنر بحرین کے والی کو خط لکھا اس نے وہ خط کسریٰ کے پاس پہنچا دیا کسریٰ

نے جب خط پڑھا تو نبی کریم ﷺ کے خط کے اس نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور پھینک دیا اور یمن کے گورنر کو خط لکھا کہ مکہ میں جس نے نبوت کا اعلان کیا ہے اس کے پاس دو سپاہی بھیجو تا کہ اس کا سر میرے پاس لے آئیں یا زندہ گرفتار کر کے لے آئیں۔ ادھر نبی کریم ﷺ کو پتہ چلا کہ اس نے میرے خط کو پھاڑ دیا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ مَزِّقْ مُلْکَهٗ کَمَا مَزَّقَ کِتَابِیْ یا اللہ جس طرح اس نے میرے خط کے ٹکڑے کیے ہیں تو اس کے ملک کے ٹکڑے کر دے جو یمن کا گورنر تھا اس نے دو بہادر سپاہیوں کو منتخب کیا اور کہا کہ جاؤ اور اس نبی کا سر لے کر آؤ وہ پہلے مکہ میں آئے تو پتہ چلا کہ وہ مکہ سے مدینہ ہجرت کر گئے ہیں پھر مدینے آئے حضور ﷺ کے صحابہ کو پتہ چلا حضور ﷺ کے صحابہ نے ان کو گرفتار کر لیا اور حضور ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یمن سے دو آدمی آپ کو قتل کرنے کے لئے آئے ہیں۔ یہ بات ذرا غور سے سننا حضور نبی کریم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ جاؤ مدینے کے باہر لے جا کر اُن کی گردنیں کاٹ دو۔ انہیں قتل کر دو حضور ﷺ نے فرمایا وہ میرے مہمان ہیں سات دن تک اُن کو پُر تکلف کھانے کھلائے جائیں دیکھو حضور ﷺ کا اخلاق کہ وہ آپ کو قتل کرنے آئے ہیں اور حضور ﷺ نے فرمایا بہترین مکان میں ان کو اُتارو اور اچھے کھانے پیش کرو کہ وہ میرے مہمان ہیں۔

سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سُن کر دعائیں دیں

یہ ہے ہمارے نبی کا اخلاق نبی کریم ﷺ نے فرمایا سات دن تک ان کو پُر تکلف کھانے کھلائے جائیں ساتواں دن ہوا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا آج میرے مہمانوں کو میری بارگاہ میں پیش کیا جائے۔ حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا

گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیسے آنا ہوا بجائے اس کے کہ وہ کوئی بات کرتے وہ منہ کے بل نیچے گر پڑے۔ حضور ﷺ نے فرمایا گھبراؤ نہیں ہم تمہیں کچھ نہیں کہیں گے انہوں نے عرض کی اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یمن کے گورنر نے ہمیں تمہارے قتل کے لئے بھیجا ہے اس لئے کہ ایران کے بادشاہ نے حکم دیا ہے۔ فرمایا جس ایران کے بادشاہ نے مجھے قتل کرنے کا حکم دیا ہے یہ جو رات گزر گئی ہے اس رات اس کے بیٹے نے اس کو قتل کر دیا ہے۔ جا کر یمن کے گورنر کو بتا دو کہ جس کے حکم سے تم مجھے قتل کرنے کے لئے آئے ہو اس کو اس کے بیٹے نے قتل کر دیا ہے۔ غور کرو جو نبی کریم ﷺ کی گستاخی کرنے آئے ہیں تو حضور ﷺ نے ان کے ساتھ کیسا احسن سلوک کیا اور جس نے گستاخانہ حکم دیا تھا نبی کریم ﷺ نے جو فرمایا سات دن ان کی خاطر مدارات کرو کیوں اس لئے کہ حضور ﷺ کو پتہ تھا کہ ساتویں دن وہ خود ختم ہو جائے گا ان کو اطلاع دے کر بھیجوں گا کہ جاؤ جس نے مجھے قتل کرنے کا حکم دیا ہے وہ خود قتل ہو گیا ہے اور دیکھئے۔

حضور موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ تھا۔ آپ نے ملکِ شام میں جبارین پر حملہ کرنا چاہا تو وہاں ایک آدمی تھا بلعم ابن باعور وہ مجیب الدعوات تھا۔ اس کی دعائیں قبول ہوتی تھیں قوم اس کے پاس آئی اے بلعم موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی بڑے طاقتور ہیں وہ ہم پر حملہ کرنا چاہتے ہیں تو دعا کر اللہ موسیٰ علیہ السلام کو یہاں سے ٹال دے اس نے کہا تم کیا کہہ رہے ہو۔ موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں میں نبی کے خلاف دعا کروں انہوں نے دیکھا کہ یہ ہماری بات نہیں مانتا تو انہوں نے اس کی عورت کو تحفے تحائف دینے شروع کر دیئے عورتیں جو ہوتیں ہیں اس لحاظ سے بڑی کمزور ہوتی ہیں تو اس عورت نے کہا کہ دیکھو انہوں نے تحفے تحائف بھیجے ہیں ان کے کہنے کے مطابق موسیٰ کے خلاف دعا کر

دو اس نے کہا میں نہیں دعا کروں گا اس نے جب مجبور کیا تو اس نے کہا اچھا میں اللہ سے استخارہ کرلوں مشورہ کرلوں رات کو استخارہ کیا تو استخارہ یہ نکلا کہ دعا نہ کی جائے۔ کہنے لگا کہ میں اس کے لئے دعا نہیں کروں گا۔ انہوں نے پھر مجبور کیا کہا اچھا میں پھر استخارہ کرتا ہوں دوبارہ استخارہ کیا تو اب استخارہ میں کوئی ہاں ناں کا جواب نہیں آیا۔ اس نے کہا کہ اب میں نے جو استخارہ کیا ہے اس میں ہاں ناں کا کوئی جواب نہیں آیا۔ انہوں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کے بارے دعا کرنا اللہ ناپسند ہوتا تو اللہ منع فرما دیتا اس نے کہا اچھا میں تیار ہوں وہ پہاڑ پر چڑھ گیا اور جبارین کی قوم کے کچھ افراد بھی اس کے ساتھ ہیں۔ دعا مانگی چاہتا یہ تھا کہ اپنی زبان سے ایسے الفاظ نکالے کہ یا اللہ جبارین کی قوم کو فتح دے اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو شکست دے الفاظ یہ نکالنا چاہتا تھا لیکن الفاظ یہ نکلے کہ یا اللہ میری قوم کو شکست دے اور موسیٰ علیہ السلام کو فتح دے قوم نے کہا یہ تُو کیا کہہ رہا ہے اس نے کہا میری زبان میرے بس میں نہیں ہے زبان لڑکھڑا گئی ہے ہمارا سارا جسم اور ہمارے سارے اعضا یہ تو اللہ کی ملکیت میں ہیں اللہ جس طرح چاہے کام لے لے بولو قیامت کے دن یہ ہمارے ہاتھ اور پاؤں بولیں گے کہ نہیں۔ اب اس ہاتھ سے کہو کہ بولو مارتے رہو سارا دن کبھی نہیں بولے گا لیکن اللہ بُلوائے گا۔ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ۔

اللہ فرماتا ہے آج کے دن یعنی قیامت کے دن ہم تمہارے منہ پر مہر خاموش ثبت کر دیں گے اور تمہارے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے کہ دنیا میں تم کیا کرتے رہے اس نے کہا زبان میری میرے بس میں نہیں ہے اس کی زبان کُتے کی طرح باہر نکل آئی اور وہ نبی کا گستاخ ہو گیا علما نے فرمایا یہ جو اصحاب کھف کے ساتھ کُتا تھا اس کُتے کی شکل بلعم کو دے کر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور کُتے کو بلعم کی شکل دے کر اسے داخل جنت کر دیا جائے گا۔

قرآن اور صاحبِ قرآن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قَدْ جَاءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ

تحقیق تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور روشن کتاب آئی۔

اس آیت میں نور سے مراد ذات مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم یعنی صاحب قرآن اور کتاب مبین سے مراد قرآن ہے لہٰذا جو مضمون بیان ہو گا وہ قرآن اور صاحب قرآن ہے۔

ان دونوں میں وجوہات مناسبت ملاحظہ فرمائیں۔

قرآن عزیز ہے: خدا فرماتا ہے۔ وَاِنَّہٗ لَکِتَابٌ عَزِیْزٌ ۔ اور وہ کتاب عزیز ہے۔ صاحب قرآن بھی عزیز ہے۔

لَقَدْ جَاءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ۔

البتہ تحقیق تمہاری جانوں میں ایک شاندار رسول آیا جو عزیز ہے۔

قرآن نور ہے:

خدا فرماتا ہے، وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ۔ اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور نازل کیا۔

صاحب قرآن بھی نور ہے:

خدا فرماتا ہے، یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ۔

وہ (کافر) اپنے منہ سے اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ اپنے نور

کو مکمل کرنے والا ہے اگرچہ وہ بُرا منائیں.......... اس آیت میں نور سے مراد سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات ہے۔

قرآن عظیم ہے:

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْآنَ الْعَظِيْمَ○

اور البتہ تحقیق ہم نے تمہیں سات آیات دیں جو بار بار دہرائی جاتی ہیں اور قرآن عظیم دیا۔

صاحب قرآن بھی عظیم ہے:

خدا فرماتا ہے: وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۔ اے محبوب بلاشبہ تو خلق عظیم کے مرتبے پر فائز ہے۔

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالق حسن وادا کی قسم

قرآن کریم ہے:

ارشاد باری ہوتا ہے۔ اِنَّهٗ لَقُرْآنٌ كَرِيْمٌ۔ بے شک وہ قرآن کریم ہے۔

صاحب قرآن بھی کریم ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۔ بے شک وہ قرآن رسول کریم کا قول ہے۔

قرآن رحمت ہے:

خدا فرماتا ہے۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۔

اور ہم قرآن میں سے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لئے باعث شفاء اور رحمت ہے۔

صاحب قرآن بھی رحمت ہے:

ارشاد خداوندی ہے۔ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ ۔ اور تم میں سے مومنوں کے لئے رحمت ہے۔

قرآن رات کو آیا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۔ ہم نے اسے (قرآن کو) عزت والی رات نازل کیا۔

صاحب قرآن بھی رات کو آیا:

ملک یمن میں ایک عامر نامی آدمی اپنے بُت خانے میں بیٹھا تھا سید المرسلین کی ولادت کی رات آپ کا نور مشرق سے مغرب جنوب سے شمال اور زمین سے آسمان تک محیط تھا حق تعالیٰ نے عامر کے سامنے سے پردہ ہٹایا عامر کو نظر آیا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہیں ملائکہ اُتر رہے ہیں پہاڑ اور درخت سجدہ کررہے ہیں حیران تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ یکا یک عامر کا بُت اوندھا گرا اور اس سے یہ آواز آئی۔

وُلِدَ النبی المنتظر الذی یخاطبه الحجر والشجر وینشق له القمر

اس نبی کی ولادت ہوئی جن کا مدت سے انتظار کیا جا رہا تھا جن سے درخت اور پتھر کلام کریں گے جن کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو جائے گا۔

یہ سن کر عامر نے اپنی زوجہ سے کہا تم نے بھی سنا جو میں سنتا ہوں اس نے کہا ہاں میں نے بھی سُنا ہے۔ اے عامر ذرا یہ تو پوچھو کہ وہ کہاں پیدا ہوا ہے اور اس کا نام کیا ہے عامر نے پوچھا اے مبارک ہاتف وہ کہاں پیدا ہوا ہے اور

اس کا نام کیا ہے آواز آئی اس کا نام محمد مصطفےٰ ﷺ ہے عامر کی ایک لڑکی تھی جو بیمار اپاہج تھی جس کے ہاتھ پاؤں بیکار تھے۔ نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارک کے وقت اس نے بھی ہر طرف نور دیکھا۔

بارھویں کو اوڑھ کر نکلا دو شالہ نور کا
ہو گیا سارے جہاں بھر میں اجالا نور کا

اس نے خدا کی بارگاہ میں عرض کی اگر اس نور میں برکت ہے تو مجھے بھی اس کا حصہ ملنا چاہیے خدا تعالیٰ نے فوراً اسے صحت کاملہ اور شفاء عاجلہ سے سرفراز فرمایا۔ عامر یہ واقعہ دیکھ کر سخت حیران ہوا اور کمر باندھ کر آپ کی زیارت کے لئے مکہ معظمہ آیا تلاش کرتے ہوئے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہ کے در دولت پر حاضر ہوا اور عرض کی خدارا اس مسافر غریب الوطن کو اپنے نوزائیدہ بچے کی زیارت کرا دیں حضرت عبدالمطلب نے نبی کریم ﷺ کو اپنی آغوش میں اُٹھایا یہ دیکھتے ہی آپ کے قدموں پر جاں بحق ہو گیا۔ یہ پہلا آدمی تھا جس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔

نکیرین کرتے ہیں تعظیم میری
فدا ہو کے تجھ پر یہ عزت ملی ہے

قرآن آیا تو ساتھ فرشتے آئے:

عن سعید بن جبیر ماجاء جبریل بالقرآن الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا ومعہ اربعۃ من الملائکۃ حفظۃ۔

(ج 1 ص 245 انسان العیون)

حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ جب جبرئیل نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں قرآن لے کر آتے تو ان کے ساتھ چار فرشتے

ہوتے تھے جو حفاظت کرتے تھے۔

یہ فرشتے چاروں طرف سے شیطان سے حفاظت کرتے تھے کہ کہیں شیطان نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قرآن نہ سننے پائے اور کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان جبریل یا نبی سے قرآن سن کر اپنے چیلوں تک پہنچا دے۔

جب سورہ انعام نازل ہوئی ہے تو ستر ہزار فرشتے ساتھ نازل ہوئے ہیں۔

جب سورہ فاتحہ شریف نازل ہوئی ہے تو اسّی ہزار فرشتے ساتھ نازل ہوئے ہیں۔

جب سورہ یونس نازل ہوئی ہے تو ساتھ تیس ہزار فرشتے نازل ہوئے ہیں۔

جب سورہ زخرف نازل ہوئی ہے تو ساتھ بیس ہزار فرشتے نازل ہوئے ہیں۔

سورہ بقرہ کی ہر آیت کے ساتھ اسّی ہزار فرشتے نازل ہوئے ہیں۔

جب جبرئیل امین سورہ بقرہ کی آخری آیات لے کر نازل ہوئے ہیں تو ان کے ساتھ فرشتوں کی اتنی بڑی تعداد نازل ہوئی ہے کہ جن کی تعداد خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

سورہ کہف کے نزول کے وقت ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے ہیں۔

آیۃ الکرسی کے ساتھ تیس ہزار فرشتے نازل ہوئے ہیں۔

(ج 1 ص 93 الاتقان)

صاحب قرآن کی تشریف آوری پر بھی فرشتے آئے:

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ کی ولادت ہوئی تو میں نے آسمان سے ایک سفید نوری ابر آتا ہوا دیکھا جس میں سے سفید گھوڑوں کے ہنہنانے پرندوں کے بازؤں کی حرکت اور فرشتوں کے کلام کی آواز آتی تھی۔

فرشتوں کی سلامی دینے والی فوج گاتی تھی
جناب آمنہ سنتی تو یہ آواز آتی تھی

اس بادل نے آ کر نبی کریم ﷺ کو ڈھانک لیا اور مجھ سے غائب کر دیا پھر میں نے سنا کوئی منادی ندا کر رہا ہے۔ آپ کو روئے زمین اور اس کے مشارق و مغارب کا طواف کراؤ ساتوں سمندروں کی سیر کراؤ اور ہر ذی روح جن وانس وحوش وطیور اور ملائکہ کے سامنے پیش کرو تا کہ تمام مخلوق آپ کو آپ کے نام کو اور آپ کی صفات حسنہ کو پہچان لے اور آپ کو آدم کا خلق سٹیٹ کی معرفت حضرت نوح علیہ السلام کی شجاعت، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان حضرت اسحاق علیہ السلام کی رضا، حضرت صالح علیہ السلام کی فصاحت حضرت لوط علیہ السلام کی حکمت، حضرت یعقوب علیہ السلام کی بشارت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوت و شدت، حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر، حضرت یونس علیہ السلام کی اطاعت، حضرت یوشع علیہ السلام کا جہاد، حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز، حضرت دانیال علیہ السلام کی حُب، حضرت الیاس علیہ السلام کا وقار، حضرت یحیٰ علیہ السلام کی عصمت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زھد عطا کر دو تا کہ تمام انبیاء کی صفات آپ میں جمع ہو جائیں۔ پھر وہ بادل چھٹ گیا میں نے دیکھا کہ آپ سبز رنگ کا ریشم پکڑے ہوئے ہیں جو رسی کی مانند لپٹا ہوا ہے اور اس سے پانی نکل رہا ہے اور یکا نک آواز آئی واہ واہ۔

قبض محمد على الدنيا كلها ولم يبق خلق من اهلها الا دخل في قبضته.

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ساری دنیا پر قبضہ کر لیا اور کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو آپ کے قبضہ میں نہ آئی ہو۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں

پھر میں نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہے۔

چاند سے تشبیہہ دوں یہ بھی کوئی انصاف ہے
چاند پر دھبے ہیں اور مدنی کا چہرہ صاف ہے

اور آپ کے جسم سے نہایت پاکیزہ خوشبو آرہی ہے۔ پھر میں نے تین آدمی دیکھے (یہ فرشتے تھے) ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا، دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت اور تیسرے کے ہاتھ میں سفید حریر تھا۔ اس نے اس حریر کو کھولا اور اس میں سے ایک ایسی مہر نکالی جس کا نور اتنا تیز تھا کہ آنکھوں میں اس کے دیکھنے کی تاب نہ تھی پھر اس لوٹے سے آپ کو سات بار غسل دیا گیا اور اس مہر سے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر لگا دی اور حریر میں آپ کو لپیٹ کر آپ کو اُٹھایا اور ایک ساعت اپنے بازوؤں پر رکھا اور پھر مجھے دے کر غائب ہو گئے۔ (ج 1 ص 113 زرقانی)

جہاں تلاوت قرآن ہو وہاں فرشتے ہوتے ہیں:

حضرت اسید بن حضیر فرماتے ہیں کہ میں رات کو سورۂ بقرہ پڑھ رہا تھا اور میرا گھوڑا میرے پاس بندھا ہوا تھا یکایک میں نے دیکھا کہ وہ اچھلنے کودنے لگا میں پڑھتے پڑھتے خاموش ہو گیا۔ گھوڑا بھی ٹھہر گیا۔ میں نے پھر پڑھنا شروع کیا گھوڑا پھر شوخیاں کرنے لگا میں خاموش ہو گیا گھوڑا بھی ٹھہر گیا میں نے پھر پڑھنا شروع کیا گھوڑا پھر اچھلنے کودنے لگا۔ آخر کار میں نے پڑھنا بند کر دیا اور میرا بیٹا یحییٰ نزدیک سو رہا تھا مجھ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں گھوڑا اس کو کوئی اذیت نہ دے پس میں اپنے بیٹے کو وہاں سے اُٹھانے کے لئے آگے بڑھا۔ میری نظر آسمان پر پڑی میں نے دیکھا ابر سا چھایا ہوا ہے جس کے اندر چراغ جل رہے ہیں جب صبح ہوئی تو میں نے یہ واقعہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ آپ نے فرمایا اے ابن

حضیر تو پڑھتا رہتا عرض کی میرا بیٹا گھوڑے کے قریب سویا ہوا تھا مجھے اندیشہ تھا کہ گھوڑا اس کو کچل نہ دے اس لئے میں نے پڑھنا بند کر دیا آپ نے فرمایا جانتے ہو وہ کیا تھا میں نے عرض کیا نہیں فرمایا وہ فرشتے تھے جو تیری قرأت سننے آئے تھے اگر تو پڑھتا رہتا تو صبح کو لوگ فرشتوں کو دیکھ لیتے اور فرشتے ان کی نگاہوں سے نہ چھپتے۔ (ج 1 ص 295 مشکوٰۃ)

صاحب قرآن کی خدمت میں فرشتے:

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے لکھا ہے۔ **کان مھدہ یتحرک بتحریک الملائکة**۔ آپ کا جھولا فرشتے جھلاتے تھے۔ (مظہری)

مھد میں جب لیٹ جاتا تھا سراپا نور کا
آ کے نوری جھلا جاتے تھے جھولا نور کا

علامہ یعقوت شیرازی نے لکھا ہے کہ جب ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عمر سات سال کی ہوئی تو خدا تعالیٰ نے حضرت اسرافیل علیہ السّلام سے فرمایا کہ جاؤ میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرو لیکن اپنے آپ کو ان پر ظاہر نہ کرنا سات سال کی عمر سے لے کر گیارہ سال کی عمر تک متواتر چار سال تک حضرت اسرافیل علیہ السلام آپ کی خدمت کرتے رہے پھر خدا تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا وہ گیارہ سال کی عمر سے لے کر ستائیس سال کی عمر تک متواتر سولہ سال خادم بن کر آپ کی خدمت کرتے رہے۔

مکان عرش ان کا فلک فرش ان کا
ملک خادمانِ سرائے محمد ﷺ

قرآن شفاعت کرے گا:

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ **اقرؤا القرآن فانه**

یاتی یوم القیامۃ شفیعا لا صحابہ ۔قرآن پڑھا کرو کیونکہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرے گا۔

حضرت ابان بن ابی عیاش فرماتے ہیں کہ ہم مؤرخ عجلی کی وفات کے وقت ان کے پاس موجود تھے جب ان کی وفات ہو چکی اور ان پر چادر ڈالدی گئی تو ہم نے دیکھا کہ ان کے سر پر ایک نور بلند ہوا جو کمرے کی چھت سے پار ہو گیا پھر ایک نور دیکھا جو پاؤں کی طرف سے بلند ہوا۔ پھر ایک نور دیکھا سینے سے بلند ہوا تھوڑی دیر کے بعد مؤرخ عجلی نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور کہا تم نے کچھ دیکھا ہے ہم نے کہا ہاں اس نے کہا یہ سورہ سجدہ تھی جس کو میں ہر رات پڑھتا تھا جو تم نے سر کی طرف نور دیکھا وہ اس کی پہلی چودہ آیات کا نور تھا اور جو تم نے پاؤں کی طرف نور دیکھا وہ اس کی آخری چودہ آیات کا نور تھا جو تم نے سینے سے نور دیکھا وہ خاص اس کی آیت سجدہ کا نور تھا۔ اس سورت نے خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو کر میری شفاعت کی ہے پھر وہ پہلے کی طرح وفات کی حالت میں ہو گئے۔ (ص 30 شرح الصدور)

صاحب قرآن بھی شفاعت فرمائیں گے:

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے ایک رات مجھے نیند نہ آئی چنانچہ میں اپنی جگہ سے اُٹھا کیا دیکھتا ہوں کہ لشکر کی قیام گاہ میں حدنگاہ تک ہر جانور زمین پر سر رکھ کر سویا ہوا ہے میرے دل میں خیال آیا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دیتا ہوں اور صبح تک آپ کے ساتھ بات چیت میں مصروف رہتا ہوں میں لوگوں کے درمیان سے گزرتا ہوا لشکر گاہ سے باہر نکلا تو کسی شخص کا اثر ونشان محسوس ہوا ادھر روانہ ہوا تو وہ حضرت ابو

عبیدہ بن جراح تھے اور حضرت معاذ بن جبل ان دونوں نے مجھ سے پوچھا اس وقت باہر نکلنے کا موجب کیا ہے میں نے کہا جس چیز نے آپ کو باہر نکالا اسی چیز سے مجھے یہاں تک پہنچایا ہمارے قریب ہی درختوں کا ایک جھنڈ تھا ہم اس کی طرف چلے تو ہمیں شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ اور ہواؤں کی سرسراہٹ محسوس ہوئی۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا یہاں ابوعبیدہ بن جراح ہیں ہم نے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا اور معاذ بن جبل ہیں عرض کیا جی ہاں آپ نے دریافت فرمایا مالک بن عوف ہیں ہم نے عرض کیا جی ہاں ہیں۔ آپ ہماری طرف تشریف لائے نہ آپ ہم سے کوئی سوال کرتے اور نہ ہم آپ سے حتیٰ کہ آپ اپنی قیام گاہ کی طرف واپس ہوئے تب آپ نے فرمایا کیا تمہیں ایسے امر کی خبر نہ دوں جس کا اختیار ابھی ابھی میرے پروردگار نے مجھے دیا ہے ہم نے عرض کی ضرور ارشاد فرمائیں۔

فرمایا: خیرونی بین ان یدخل ثلثی امتی الجنة بغیر حساب ولا عذاب وبین الشفاعة ۔ میرے رب نے مجھے اختیار دیا کہ میری دو تہائی امت کو بلا حساب و عذاب جنت میں داخل کر دے اور یا مجھے حق شفاعت دے دے۔

ہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ نے کس امر کو اختیار فرمایا آپ نے فرمایا میں نے شفاعت کو اختیار فرمایا ہم سب نے مل کر عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہمیں بھی اپنی شفاعت والوں میں شامل فرمالیں۔

(ج 8 ص 132 صحیح ابن حبان)

قال ان شفاعتی لکل مسلم

فرمایا میری شفاعت ہر مسلمان کے لئے ہے۔

شفاعت کرے حشر میں جو رضا کی
سوا تیرے کس کو یہ قدرت ملی ہے

ہر وقت قرآن کا خیال:

حدیث قدسی ہے خدا فرماتا ہے۔ من شغله القرآن عن مسئلتی اعطیت افضل ما اعطی السائلین ۔ جس کو ہر وقت قرآن میں مشغولیت رہے اور مجھ سے مانگنے کی مہلت نہ ملے تو میں اس کو مانگنے والوں سے بہتر دیتا ہوں۔

(ج 2 ص 345 الترغیب والترہیب)

صاحب قرآن کا خیال:

قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ خراسان کا ایک بادشاہ تھا جس کا نام عمرو بن لیث تھا اس کی وفات کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اس نے کہا خدا نے مجھے بخش دیا ہے۔ پوچھا کس عمل کی وجہ سے اس نے کہا ایک دن میں ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھا میں نے اپنے فوجی لشکر کو دیکھا اور اس کی کثرت مجھے پسند آئی میرے دل میں خیال آیا اگر اتنا لشکر حضور ﷺ کے ظاہری زمانے میں میرے پاس ہوتا تو میں آپ کی مدد کرتا بس خدا تعالیٰ نے میرے اس خیال کی وجہ سے میری مغفرت فرمادی۔

(ج 2 ص 27 الشفاء)

خیالِ مصطفےٰ ﷺ سے دل جو بہلایا نہیں کرتے
حقیقت میں وہ لطفِ زندگی پایا نہیں کرتے

قرآن کی حفاظت کا ذمہ خدا نے لیا:

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوۡنَ ۝

ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

قرآن کریم خدا کی وہ کتاب لاریب ہے جس کا ایک ایک پارہ ایک

ایک سورت ایک ایک آیت ایک ایک لفظ بلکہ ایک ایک حرف تبدیلی اور تحریف سے محفوظ ہے یہ کتاب بہت سے مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ ہے خدا تعالیٰ نے امت مسلمہ کے لئے اس کا حفظ کرنا آسان کر دیا ہے اور اپنی اس کتاب کو مسلمانوں کے صدری صندوقوں میں مقفل اور مسرود کر دیا ہے دنیا میں اس وقت بے شمار حفاظ قرآن موجود ہیں بلکہ چھوٹے چھوٹے بچے اپنے سینہ بے کینہ کے اندر اس امانت الٰہیہ کو الحمد سے لے کر والناس تک محفوظ کر لیتے ہیں لہٰذا جس کتاب کے اس قدر حافظ موجود ہوں اس میں تبدیلی و تحریف کا احتمال کیسے ہوسکتا ہے۔

قرآن پاک کی حفاظت کا ایک انتظام یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کے دلوں میں اس کتاب کی محبت اور عشق کا دریا جاری فرما دیا اور مسلمانوں نے اس کتاب کے معانی ومطالب کے ایسے نایاب اور قیمتی موتی دنیا کے سامنے پیش کئے کہ آج تک کسی اور کتاب کو یہ اعزاز نہیں ہوسکتا۔

زمین بدلے زماں بدلے نہ بدلے معجزہ ان کا
اسے دنیا میں اعجاز کلام اللہ کہتے ہیں

صاحب قرآن کی حفاظت:

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اور اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔ عرب کے سرداروں میں سے دو سردار عامر بن طفیل اور اربد بن ربیعہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے عامر نے کہا اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو مجھے کیا ملے گا۔ آپ نے فرمایا جو سب مسلمانوں کا حال وہی تیرا حال اس نے کہا پھر تو میں مسلمان نہیں ہوتا اگر آپ کے بعد اس امر کا والی میں بنوں تو میں دین قبول کرتا ہوں آپ نے فرمایا یہ امر خلافت نہ تیرے لئے ہے نہ تیری قوم کے لئے ہاں ہمارا لشکر تری مدد پر ہوگا اس نے کہا اس کی مجھے

ضرورت نہیں اب بھی نجدی لشکر میری پشت پناہی پر ہے مجھے تو آپ سیاہ و سفید کا مالک بنا دیں تو میں اسلام قبول کر لوں آپ نے فرمایا نہیں یہ دونوں آپ کے پاس سے چلے گئے عامر کہنے لگا واللہ میں مدینے کو چاروں طرف سے لشکروں سے محصور کر لوں گا حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تیرا یہ ارادہ پورا نہ ہونے دے گا اب دونوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ایک تو حضرت کو باتوں میں لگائے دوسرا تلوار سے آپ کا کام تمام کر دے پھر ان میں سے کون لڑے گا زیادہ سے زیادہ دیت دے کر پیچھا چھوٹ جائے گا اب یہ دونوں آپ کے پاس آئے عامر نے کہا آپ ذرا اٹھ کر یہاں آئیں میں آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں آپ اس کے ساتھ ہو لئے ایک دیوار تلے وہ باتیں کرنے لگا حضور علیہ السلام بھی کھڑے سن رہے تھے اربد نے موقع پا کر تلوار پر ہاتھ رکھا اسے میان سے باہر نکالنا چاہا لیکن خدا نے اس کا ہاتھ شل کر دیا اس سے تلوار نکلی ہی نہیں جب کافی دیر لگ گئی تو اچانک حضور علیہ السلام کی نظر پشت کی جانب پڑی آپ نے یہ حالت دیکھی اور وہاں سے لوٹ کر چلے آئے اب یہ دونوں مدینہ سے چلے حرہ راقم میں آ کر ٹھہرے لیکن سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر وہاں پہنچے اور ان کو وہاں سے نکال دیا اربد پر تو آسمانی بجلی گری اور وہ واصل جہنم ہو گیا اور عامر کو طاعون کی گلٹی نکلی جو جان لیوا ثابت ہوئی۔

(ج 13 ص 34 ابن کثیر، ج 25 ص 278 طبرانی کبیر)

قرآن میں شفاء ہے:

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَنُنَزِّلَ مِنَ الْقُرآنِ مَاهُوَ شِفَاءٌ

اور ہم قرآن میں وہ چیز نازل کرتے ہیں جو باعث شفاء ہے۔ ایک حدیث میں علیکم بالشفائین العسل والقرآن ۔ دو چیزوں کو اپنے اوپر لازم

کرلو کہ ان میں شفاء ہے ایک شہد دوسرا قرآن ایک حدیث میں ہے خیر الدواء القرآن بہترین دوا قرآن ہے ایک حدیث ہے۔ فاتحة الکتاب شفاء من کل داء سورہ فاتحہ ہر مرض کے لئے شفاء ہے۔ ایک حدیث میں ہے فاتحة الکتاب شفاء من السم، سورہ فاتحہ زہر سے شفاء دیتی ہے۔ ایک آدمی نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کی میرے سینے میں درد رہتا ہے فرمایا قرآن پڑھا کرو خدا فرماتا ہے۔ شفاء لما فی الصدور قرآن سینے کی بیماریوں کے لئے شفا ہے ایک حدیث میں آیا کہ رات کو سوتے وقت سورہ فاتحہ اور قل شریف پڑھنے سے سوائے موت کے ہر بلا سے حفاظت ہو جاتی ہے۔ جو کشتی یا بحری جہاز پر سوار ہوتے وقت بسم اللہ مجریها و مرسها پڑھ لے وہ غرق ہونے سے محفوظ ہو جاتا ہے جو رات کو سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ لے تو اس کے گھر میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔ سورہ بقرہ کی آخری دونوں آیات میں شفا ہے سورہ انعام ہر مرض کی دوا ہے جس کو کوئی زہریلا کیڑا کاٹ لے تو وہ پانی میں نمک گھول کر زخم پر پانی ڈالتا جائے اور قل یاایها الکافرون، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھتا جائے ، اللہ تعالیٰ شفا دے دے گا جس آدمی کو جنون کا مرض ہے اس پر سورہ یٰسین پڑھنے سے شفاء ہو جاتی ہے۔ جاں کنی کی آسانی کے لئے سورہ یٰسین مجرب ہے جو کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائے وہ ایک لاکھ اور پچیس ہزار مرتبہ یہ آیہ کریمہ پڑھے خدا کے فضل و کرم سے مصائب و آلام دور ہو جائیں گے۔ آیہ کریمہ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ o

حضرت خواجہ معین الدین چشتی فرماتے ہیں کسی قسم کا مریض ہو چالیس مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ کر چالیس مرتبہ دم کرو اگر شفاء نہ ہو تو قیامت کے روز مجھے پکڑ لینا۔

صاحب قرآن بھی شفاء دیتے ہیں:

حضرت ام جندب فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جمرۃ العقبیٰ کے پاس رمی فرماتے ہوئے دیکھا رمی فرمانے کے بعد آپ اپنے مقام پر واپس تشریف لائے وہاں ایک عورت اپنے لڑکے کو لے کر حاضر ہوئی جو آسیب زدہ تھا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے اس لڑکے پر کوئی بلا مسلط ہے یہ بات نہیں کرتا نبی کریم ﷺ نے اس عورت سے فرمایا کہ پانی لاؤ وہ ایک برتن میں پانی لے آئی آپ نے اس سے پانی لے کر اس برتن میں کلی کی اور دعا فرمائی اور اس کو دے کر فرمایا یہ پانی اس لڑکے کو پلاؤ اور اس میں نہلاؤ ام جندب کہتی ہے کہ جب وہ جانے لگی تو میں بھی اس کے ہمراہ ہوگئی اور اس سے کہا اس میں سے تھوڑا پانی مجھے بھی دو اس نے کہا لے لو میں نے وہ لے کر اپنے لڑکے عبداللہ کو پلایا وہ بہت روز تک زندہ رہا اور بہت نیک بخت ہوا پھر اس عورت سے میری ملاقات ہوئی تو اس نے کہا وہ لڑکا اچھا ہوگیا اور اپنے ہم عمر لڑکوں سے عقل وفراست میں بہت بڑھا ہوا تھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 8 ص 52)، (ج 25 ص 160 طبرانی کبیر)

حضرت عتبہ بن فرقد جنہوں نے فاروق اعظم کے دور خلافت میں موصل کو فتح کیا تھا ان کی بیوی ام عاصم بیان کرتی ہے کہ حضرت عتبہ کے ہاں ہم چار عورتیں تھیں ہم میں سے ہر عورت عتبہ کی خاطر ایک دوسری سے زیادہ خوشبودار رہنے کی کوشش کرتی پھر بھی جو خوشبو حضرت عتبہ کے وجود سے آتی تھی وہ بہت زیادہ تھی اور جب وہ لوگوں میں جا بیٹھتا تو لوگ کہتے کہ ہم نے کوئی خوشبو ایسی نہیں سونگھی جو عتبہ کی خوشبو سے اچھی ہو ایک دن ہم نے اس سے پوچھا کہ ہم خوشبو لگانے میں مبالغہ کرتی ہیں اور تو باوجود خوشبو نہ لگانے کے ہم سے زیادہ

خوشبودار ہوتا ہے اس کا سبب کیا ہے اس نے کہا رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں میرے بدن پر پھنسیاں پیدا ہوگئیں میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بیماری کی شکایت کی آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کپڑے اتار دو میں نے ستر ڈھانک کر کپڑے اُتار دیئے اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے اپنا لعاب مبارک اپنے ہاتھ مبارک پر لیا پھر میری پھنسیوں پر لگا دیا اس دن سے مجھ میں خوشبو پیدا ہوگئی اور میری بیماری دور ہوگئی۔ (ج 17 ص 133 طبرانی کبیر)

مصیبت زدوں شاد ہو تم کہ ان سے
نہیں دیکھی جاتی مصیبت کسی کی

مریضو! سوائے درِ مصطفےٰ ﷺ کے
کہیں بھی نہ ہو گا ٹھکانہ تمہارا

قرآن کی اثر انگیزی:

طفیل بن عمرو دوسی کا بیان ہے کہ میں جب مکہ آیا تو چند قریشیوں سے میری ملاقات ہوئی اور طفیل ایک شریف شاعر آدمی تھا قریش نے کہا تو ہمارے شہر میں نووارد ہے اور ہم میں ایک آدمی ظاہر ہوا ہے جس نے ہماری جماعت میں تفریق کر دی ہے اور ہمارے کام میں اختلاف پیدا کر دیا ہے اور اس کی بات میں جادو ہے وہ آدمی اور اس کے باپ میں آدمی اور اس کے بھائی میں آدمی اور اس کی بیوی میں تفریق کر دیتا ہے اور ہمیں خوف ہے کہ کہیں تجھ میں اور تیری قوم میں تفریق نہ ہو جائے تو اس سے ہرگز بات نہ کرنا اور اس کا کلام نہ سننا۔ انہوں نے مجھے اس قدر نصیحت کی کہ میں نے پکا ارادہ کر لیا کہ میں نہ تو ان کی بات سنوں گا اور نہ ان سے کلام کروں گا حتیٰ کہ میں نے مسجد حرام کی طرف جاتے ہوئے کانوں میں روئی ٹھونس لی اس خوف سے کہ کہیں ان کی آواز میرے کانوں تک نہ پہنچے۔

طفیل بن عمرو نے کہا جب میں مسجد حرام میں داخل ہوا میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں آپ کے قریب کھڑا ہو گیا میں نے آپ سے بہترین کلام (قرآن) سنا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں شاعر ہوں اچھے بُرے کلام کی پہچان رکھتا ہوں میں ان کے کلام کو ذرا سنوں تو سہی اگر اچھا ہوا تو قبول کرلوں گا ورنہ رد کر دوں گا بس میں آپ کا کلام سنتا رہا ایک قرآن دوسری نبی کی زبان بھلا اثر کیوں نہ ہوتا اس لئے کہ:

نبی کے لبوں پر خدا بولتا ہے
کلام خدا ہے کلام محمد ﷺ

رسول پاک اختتام نماز پر گھر کو تشریف لے گئے میں بھی آپ کے پیچھے ہولیا جب وہ گھر میں داخل ہونے لگے میں آپ سے ملا میں نے عرض کی اے محمد ﷺ آپ کی قوم نے مجھے ہر چند آپ کی بارگاہ میں حاضری سے روکا یہاں تک کہ میں نے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی تا کہ آپ کی آواز نہ سن پاؤں لیکن خدا کو یہی منظور تھا کہ میں آپ کا کلام سنوں لہٰذا آپ مجھ پر شرائط اسلام پیش فرمائیں۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے طفیل پر اسلام پیش کیا اور قرآن کی تلاوت فرمائی طفیل فرماتے ہیں۔ خدا کی قسم میں نے کبھی بھی ایسا عمدہ اور نفیس کلام نہیں سنا میں نے اسلام قبول کرلیا اور حق کی گواہی دی پھر کہا یا نبی اللہ میں اپنی قوم کا سرکردہ آدمی ہوں اور اب میں اپنی قوم کی طرف جا رہا ہوں کوئی مجھے نشانی عطا فرمائیں تا کہ میں اپنی قوم کو ہدایت کی طرف بلاؤں اور آپ دعا بھی فرما دیں میری پیشانی مثل چراغ روشن ہوگئی میں نے دعا مانگی یا اللہ یہ نشانی چہرے کے سوا کسی اور جگہ منتقل فرما دے وہ نور اور روشنی میرے کوڑے کے سرے میں آگئی۔ (ج 5 ص 360 دلائل النبوت)

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

صاحب قرآن کی اثر انگیزی:

حضرت شیبہ بن عثمان کہتے ہیں غزوہ حنین کے دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ لشکر شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا اور آپ تنہا رہ گئے ہیں تو مجھے بدر والے دن اپنے باپ اور چچا کا مارا جانا یاد آ گیا کہ وہ حضرت علی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں مارے گئے میں نے اپنے جی میں کہا کہ ان کے انتقام کا موقع اس سے زیادہ کونسا ہوگا آؤ پیغمبر کو قتل کر دوں اس ارادے سے میں آپ کے دائیں جانب بڑھا لیکن وہاں میں نے عباس بن عبدالمطلب کو پایا۔ کہ سفید چاندی جیسی زرع پہنے مستعد کھڑے ہیں سوچا کہ چچا ہیں اپنے بھتیجے کی پوری حمایت کریں گے چلو بائیں جانب سے جا کر اپنا کام کروں دیکھا کہ ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کھڑے ہیں میں نے کہا ان کے بھی چچا کے لڑکے ہیں اپنے بھائی کی حمایت کریں گے پھر میں کاوا کاٹ کر پیچھے کی جانب آیا۔ آپ کے قریب پہنچ گیا اب یہی باقی رہ گیا تھا کہ تلوار سونت کر وار کر دوں کہ میں نے دیکھا ایک آگ کا کوڑا بجلی کی طرح چمک کر مجھ پر پڑا جا تا ہے میں نے آنکھیں بند کر لیں اور پچھلے پاؤں پیچھے کی طرف ہٹا اسی وقت حضور نے میری جانب التفات فرمایا اور فرمایا شیبہ میرے پاس آؤ پھر آپ نے فرمایا اے پروردگار اس کے شیطان کو دور کر دے اب میں نے آنکھ کھول کر جو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو واللہ آپ مجھے میرے کانوں اور آنکھوں سے بھی زیادہ محبوب تھے۔ آپ نے فرمایا شیبہ جاؤ کافروں سے لڑو شیبہ کا بیان ہے کہ اس جنگ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کے ساتھ میں بھی تھا لیکن میں اسلام کی معرفت کی بنا پر نہ نکلا تھا بلکہ میں نے کہا واہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہوازن قریش پر غالب آجائیں میں آپ کے پاس ہی کھڑا تھا میں نے ابلق رنگ کے گھوڑے دیکھے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں تو ابلق رنگ کے گھوڑے دیکھ رہا ہوں آپ نے فرمایا شیبہ وہ تو سوائے کافروں کے کسی کو نظر نہیں آتے پھر آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر دعا کی خدایا شیبہ کو ہدایت کر یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا واللہ آپ کا ہاتھ اٹھنا تھا کہ میرے دل میں آپ کی محبت ساری دنیا سے زیادہ پیدا ہوگئی۔ (ج5 ص145 دلائل النبوت + ج7 ص298 طبرانی کبیر + ج10 ص43 ابن کثیر)

اختتام جنگ پر جب نبی کریم ﷺ اپنے خیمے میں واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے شیبہ اللہ تعالیٰ نے جو تمہارے لئے ارادہ فرمایا تھا وہ اس ارادے سے بہتر تھا جو تم نے کیا تھا پھر نبی کریم ﷺ نے شیبہ کے تمام دلی ارادے بیان فرما دیئے۔ انہوں نے عرض کی میرے لئے آپ مغفرت کی دعا فرمائیں ارشاد ہوا خدا نے تجھے بخش دیا۔ (ج9 ص5 مقاصد الاسلام)

نبی کریم ﷺ نے شیبہ کے سینے پر تین مرتبہ ہاتھ رکھا ایسا معلوم ہوتا ہے پہلی مرتبہ ان کے سینے پر ہاتھ رکھ کر کفر نکال دیا دوسری مرتبہ ان کے سینے میں ایمان داخل کر دیا اور تیسری مرتبہ اپنی محبت بھر دی۔

لفظ قرآن میں مبالغہ:

لفظ قرآن فعلان کے وزن پر ہے اور اس وزن پر جتنے الفاظ آتے ہیں ان میں معنے کی کثرت اور مبالغہ ہوتا ہے مثلاً رحم کے معنے ہیں مہربانی رحمان بہت مہربانی کرنے والا غضب کے معنے ناراضگی غضبان بہت زیادہ ناراض ہونے والا عطش کے معنے پیاس عطشان بہت زیادہ پیاس محسوس کرنے والا اسی طرح

قرأت کے معنے ہیں پڑھنا اور قرآن بہت زیادہ پڑھی جانے والی کتاب اب سنئے کہ قرآن جتنا پڑھا گیا پڑھا جارہا ہے یا پڑھا جائے گا اتنی دنیا کی اور کوئی کتاب نہ پڑھی گئی نہ پڑھی جارہی ہے نہ پڑھی جائے گی مثلاً:

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ ایک قرآن دن کو اور ایک قرآن رات کو ختم کرتے تھے۔

حضرت ابوبکر خطیب بغداد دن اور رات میں ایک قرآن ختم کر لیتے تھے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی ایک قرآن دن کو اور ایک قرآن رات کو ختم کر لیتے تھے۔

حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی روزانہ پانچ مرتبہ قرآن ختم کر لیتے تھے۔

حضرت شیخ ابو طاہر روزانہ دس مرتبہ قرآن ختم کر لیتے تھے۔

حضرت شیخ برہان بن ابی شرف روزانہ پندرہ مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے

امام محمد بن احمد رات دن میں چودہ مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے۔

حضرت جلیل بن کاتب صوفی چار قرآن دن کو اور چار قرآن رات کو ختم کرتے تھے۔

حضرت منصور بن زاذان مغرب اور عشاء کے درمیان دو قرآن ختم کرتے تھے۔

حضرت غوث اعظم نے پندرہ سال تک ایک رات میں قرآن ختم کیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک رکاب میں پاؤں رکھ کر قرآن کی تلاوت ابتدا سے شروع کرتے دوسرا پاؤں رکاب تک پہنچتے ہی قرآن ختم کر لیتے۔

امام زہیر بن محمد رمضان کے مہینے میں نوے مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے۔

امام اعظم رمضان کے مہینے میں باسٹھ مرتبہ قرآن ختم کر لیتے تھے۔

امام شافعی رمضان کے مہینے میں ساٹھ مرتبہ قرآن ختم کر لیتے تھے۔

ابن عساکر رمضان کے مہینے میں تیس مرتبہ قرآن ختم کرلیا کرتے تھے۔

مامون رمضان کے مہینے میں تینتیس مرتبہ قرآن ختم کرلیا کرتے تھے۔

حضرت علی المرتضٰی ملتزم سے باب کعبہ تک ایک قرآن ختم کر لیتے تھے۔

علامہ بدر الدین عینی فرماتے ہیں میں نے ایک حافظ قرآن کو دیکھا وہ تین وتروں میں تین مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے۔

حضرت شیخ موسیٰ سدارنی دن رات میں ستر ہزار مرتبہ قرآن ختم کر لیتے تھے۔

حضرت داتا علی ہجویری نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ رمضان کے مہینے میں میں نے بغداد کی مسجد شونیزیہ میں نماز تراویح پڑھی وہاں کے حافظ صاحب نے تراویح میں پانچ قرآن مجید ختم کیے۔

حضرت شیخ عیسٰی دن رات میں ستر ہزار مرتبہ قرآن ختم کر جاتے تھے۔

حضرت ابوبکر بن عیاش نے زندگی میں اٹھارہ ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا ہے۔

حضرت شیخ ادریس نے زندگی میں چار ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا ہے۔

حضرت شیخ شبلی نے زندگی میں تیرہ ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا ہے۔

امام اعظم نے قید خانے میں سات ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا ہے۔

حضرت علی مرصفی نے دن رات میں تین لاکھ ساٹھ ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا ہے۔

اگر کسی کے ذہن میں یہ اعتراض پیدا ہو کہ تھوڑی سی دیر میں اتنا قرآن کیسے پڑھا جا سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ:

ان اللہ تعالیٰ یبسط زمانا لمن یشاء مع قصدہ لقوم آخرین.

اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے زمانہ لمبا کر دے اور جس کے لئے چاہے کم کر دے مثلاً

خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ.

پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف رات کے تھوڑے سے حصے میں۔

غزالی زماں رازی دوراں مولانا احمد سعید کاظمی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا خدا تعالیٰ نے رات کے تھوڑے سے حصے کو اٹھارہ سال کا کر دیا۔

مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی یارسول اللہ ﷺ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہو گا۔ خدا فرماتا ہے۔ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ۔ اتنا بڑا دن بھلا ہم کیسے گزاریں گے۔ آپ نے فرمایا۔

والذی نفسی بیدہ انہ یخفف علی المومن حتی یکون اھون علیہ من الصلوٰۃ المکتوبۃ یصلیھا فی الدنیا.

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے مومن پر وہ دن اتنا چھوٹا ہو جائے گا جیسے دنیا میں ایک نماز ادا کی۔

معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ جس کے لئے چاہے وقت لمبا کر دے اور جس کے لئے چاہے وقت تھوڑا کر دے جن بزرگوں نے تھوڑے وقت میں قرآن کئی مرتبہ ختم کیا ان کے لئے اللہ تعالیٰ اس تھوڑے وقت کو لمبا کر دیتا ہے۔

چار ہستیاں ایسی گزری ہیں جنہوں نے کعبہ کے کمرے کے اندر ایک ایک رکعت میں قرآن ختم کیا ہے۔ ان میں سے دو صحابی ہیں حضرت عثمان غنی اور حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دو تابعی ہیں ایک امام اعظم اور دوسرے

حضرت سعید بن جبیر۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں جب مکہ معظمہ تشریف لاتے تو کعبہ کے کمرے میں داخل ہو کر ایک ہی رکعت میں قرآن ختم کر لیتے تھے پھر خدا تعالیٰ نے مقام یہ دیا کہ جب باغیوں نے آپ کو شہید کر دیا تو حضرت جبیر بن مطعم فرماتے ہیں کہ باغیوں نے مہلت نہ دی کہ ہم آپ کو دفن کر سکیں آدھی رات کے وقت جب باغی سو گئے ہم نے آپ کا جنازہ اُٹھایا اور جنت البقیع کی طرف لے چلے راستے میں ہمیں کچھ لوگوں کے پاؤں کی آہٹ سنائی دی ہم نے سمجھا شاید باغی ہمارے تعاقب میں آ رہے ہیں۔ ہم نے آپ کے جنازے کو رکھ کر دوڑنے کا ارادہ کر لیا اتنے میں آواز آئی کہ دوڑو نہیں ہم نسل انسانی میں سے نہیں بلکہ خدا کے فرشتے ہیں جو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے آئے ہیں۔ (ص 513 تحفہ اثنا عشریہ)

دوسرے صحابی حضرت تمیم داری ہیں یہ بھی کعبہ کے کمرے میں داخل ہو کر ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھ لیتے تھے پھر خدا نے مرتبہ یہ دیا کہ فاروق اعظم کے دور خلافت میں مدینہ کے قریب ایک پہاڑ کی غار سے ایک آگ نکلی جس کا رُخ مدینہ کی جانب تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمیم داری کو بلا کر فرمایا جاؤ اس آگ کا انتظام کرو یہ گئے اور انہوں نے اس آگ کو کپڑے کی طرف لپیٹ کر غار میں داخل کر کے فرمایا خبردار آئندہ مدینہ کا رُخ نہ کرنا کیا تو نہیں جانتی کہ مدینہ میں امام الانبیاء کے غلام رہتے ہیں۔

مدینے کے گدا دیکھے ہیں دنیا کے امام اکثر
پلٹ دیتے ہیں تقدیریں محمد ﷺ کے غلام اکثر

تیسرے امام اعظم ہیں جب انہوں نے اپنی زندگی کا آخری حج کیا تو خدام کعبہ سے فرمایا میرا آدھا مال لے لو اور مجھے کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کی

اجازت دے دو انہوں نے آدھا مال دے کر کعبہ کے اندر نماز اس طرح پڑھی کہ ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر نصف قرآن ختم کیا پھر دوسرا نصف دوسرے پاؤں پر کھڑا ہو کر پڑھ لیا اور عرض کی اے میرے رب میں نے تجھے کما حقہ پہچانا اور تیری عبادت کا حق ادا نہ کر سکا میری عبادت کو قبول فرما لے۔ گوشہ بیت اللہ سے آواز آئی تو نے مجھے خوب پہچانا اور میں نے تجھے بخش دیا اور ہر ایک شخص کو جو تیرے مذہب پر قیامت تک ہو گا۔ (ص 84 الخیرات الحسان)

تری عظمتوں کی ہو تعریف مجھ سے
میں لاؤں کہاں سے زباں اللہ اللہ

اور چوتھے حضرت سعید بن جبیر ہیں یہ بھی کعبہ میں داخل ہو کر کمرے میں ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کر لیا کرتے تھے پھر خدا تعالیٰ نے مقام یہ عطا فرمایا کہ ایک مرتبہ نوافل پڑھ رہے تھے کہ حجاج کے سپاہی آپ کو گرفتار کرنے کے لئے آئے آپ سجدے میں سر رکھ کر بلند آواز سے خدا سے مناجات کر رہے تھے۔ وہ سپاہی آپ کے قریب ہوئے اور آپ کو سلام کیا آپ نے سجدے سے سر اُٹھایا اور ان کے سلام کا جواب دیا ان سپاہیوں نے کہا ہم حجاج کے فرستادہ ہیں آپ کو لینے آئے ہیں آپ نے پوچھا کیا حجاج کے پاس جانا اشد ضروری ہے۔ انہوں نے کہا ہاں آپ نے خدا تعالیٰ کی حمد وثناء بیان فرمائی اور نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھا اور ان کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ ایک پادری کا گرجا آیا اس پادری نے کہا آپ لوگ میرے گرجا کے اندر آ جائیں کیوں کہ رات کے وقت اس گرجا کے پاس ایک شیر اور شیرنی آتے ہیں کہیں وہ تمہیں نقصان نہ پہنچائیں وہ سپاہی شام سے پہلے ہی گرجا میں داخل ہو گئے اور سعید بن جبیر نے گرجا میں داخل ہونے سے انکار کر دیا اور فرمایا میں خدا کے مقابلے میں ایک مشرک کی پناہ نہ لوں گا سپاہیوں نے کہا شاید تو بھاگنا چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا

نہیں انہوں نے کہا درندہ آپ کو کھا جائے گا آپ نے فرمایا میرا رب میرے ساتھ ہے وہ درندے کو مجھ سے دور رکھے گا اور اس درندے کو میرا محافظ مقرر کرے گا۔ انشاء اللہ انہوں نے کہا کیا تو کوئی نبی ہے فرمایا نہیں بلکہ خدا کا ایک گنہگار بندہ ہوں انہوں نے کہا آپ ہمیں یقین دلائیں کہ آپ بھاگیں گے نہیں۔ آپ نے فرمایا میں خدا تعالیٰ کو ضامن بناتا ہوں کہ میں صبح تک یہاں سے نہ جاؤں گا۔ رات کے وقت شیرنی آئی اور آپ کے پاؤں چاٹ کر پیچھے ہٹ کر بیٹھ گئی پھر شیر آیا اس نے بھی یونہی کیا جب پادری نے آپ کی کرامت دیکھی تو وہ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اور سپاہی دوڑے اور انہوں نے آپ کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دیا پھر آپ کو حجاج کے پاس لایا گیا اس نے آپ کو شہید کرنے کا حکم دیا چنانچہ آپ کا سر اقدس تن سے جدا کر دیا گیا کٹے ہوئے سر سے سات مرتبہ آواز آئی لا الہ الا اللہ۔ (ج 4 ص 291 حلیۃ الاولیاء)

صاحب قرآن کا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

محمد کا معنی ہے۔ الذی یحمد حمدا بعد خمد۔ وہ جس کی بار بار تعریف کی جائے کثرت سے تعریف کی جائے۔ چاہیے یہ تھا کہ یہ نام اللہ تعالیٰ کا ہوتا اس لئے کہ ہر شئے اس کی تعریف کرتی ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ:

وَاِنْ مِّنْ شَیْئٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ ۔ ہر شئے خدا کی حمد و ثناء اور تسبیح بیان کرتی ہے۔

لیکن یہ خدا کا نام نہیں بلکہ مصطفےٰ ﷺ کا نام ہے وجہ یہ ہے کہ خدا کی تعریف کرنے والوں میں کوئی خالق نہیں لیکن حضور ﷺ کی تعریف کرنے والوں میں خود خدا بھی شامل ہے خدا فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً۔

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی آپ پر درود وسلام بھیجا کرو۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو سب مخلوق پر پہلے فنا کا عالم طاری ہو جائے گا۔ خدا فرماتا ہے کل نفس ذائقة الموت ہر جان نے موت کا مزہ چکھنا ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

كُلُّ شَيْئٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ.

سوائے خدا تعالیٰ ہر شئے پر ہلاکت طاری ہوگی۔

اس وقت جب سب موت کا شکار ہو جائیں گے کوئی خدا کی تعریف کرنے والا نہ رہے گا لیکن چونکہ خدا تعالیٰ حی قیوم ہے اس پر فنا کا عالم طاری نہ ہوگا لہٰذا وہ باقی ذات اپنے محبوب کی تعریف وتوصیف کرتی رہے گی۔ پس ثابت ہوا کہ یہ وقت تو آئے گا کہ خدا کی تعریف کرنے والا کوئی نہ ہو لیکن یہ وقت نہیں آئے گا کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرنے والا کوئی نہ ہو اس لئے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نام صرف مصطفےٰ کا ہے خالق کائنات کا نہیں۔

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے معنے میں بار بار کثرت سے تعریف کیا ہوا اور تعریف خوبی اور کمال کی ہوتی ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو بے شمار خوبیوں اور کمالات سے سرفراز فرمایا ہے۔

کیا حق نے بحر کمالات تجھ کو
نہ پایا کسی نے کنارا تمہارا

چونکہ تعریف نقص اور عیب پر نہیں کی جاتی لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ ہر نقص اور عیب سے منزہ اور پاک ہیں۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

واحسن منک لم ترقط عینی
واجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبرأ من کل عیب
کانک قد خلقت کما تشاء

اور آپ سے بڑھ کر حسین میری آنکھ نے دیکھا ہی نہیں اور آپ سے زیادہ خوبصورت کسی ماں نے جنا ہی نہیں آپ ہر عیب سے پاک پیدا ہوئے گویا آپ ویسے ہی پیدا ہوئے جس طرح کہ آپ خود چاہتے تھے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت حسان نے تو ساری دنیا نہیں دیکھی آپ تو ساری عمر عرب میں ہی رہے بہت سے ملک ہیں جہاں آپ کو جانے کا اتفاق نہیں ہوا تو پھر آپ نے یہ کیسے کہہ دیا کہ آپ سے زیادہ حسین وجمیل میری آنکھ نے دیکھا ہی نہیں اور نہ کسی ماں نے ان سے زیادہ صاحب حسن و جمال پیدا کیا ہے۔

اس کا جواب ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللھم ایدہ بروح القدس یااللہ حسان کی جبریل سے مدد کر اس حدیث کی رو سے یقیناً تعریف مصطفٰے کرنے میں جبرئیل آپ کے مدد و معاون ہیں اور جبرئیل امین وہ ہیں جو فرماتے ہیں کہ:

قلبت مشارق الارض و مغاربھا فلم اجد رجلا افضل من محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھا مجھے محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے افضل کوئی نہ ملا لہٰذا حضرت حسان کا ارشاد برحق ہے۔

حضور کا نام محمد ﷺ ہے جو حمد سے بنا ہے اور حمد کے معنٰے ہیں تعریف کے اور مدحت زندہ اور مردہ دونوں کی ہوتی ہے اور حمد صرف زندہ کی ہوتی ہے لہٰذا حضور ﷺ کا نام اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ آپ وفات کے بعد اپنی قبر

انور میں زندہ ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

قرآن اور میزان:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے۔

اے معاذ اگر تو سعادت کی زندگی بسر کرنا چاہتا ہے اور شہادت کی موت چاہتا ہے اور قیامت کے دن امن چاہتا ہے اور خوف کے دن امان چاہتا ہے تاریکی کے دن روشنی گرمی کے دن سایہ پیاس کے دن سیرابی گمراہی کے دن ہدایت اور جس دن میزان ہلکے ہوں گے اس دن میزان بھاری کرنا چاہتے ہو تو:

فادرس القرآن فانہ ذکر الرحمن وحرزمن الشیطان ورجحان فی المیزان. (ج1 ص545 کنزالعمال)

قرآن پڑھو یہ رحمٰن کا ذکر ہے شیطان سے بچاؤ کا ذریعہ ہے اور میزان کو بھاری کرنے والا ہے۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دو سورتیں معوذتیں کثرت سے تلاوت کیا کرو آخرت میں اللہ تعالیٰ تمہیں فائدہ دے گا یہ دونوں سورتیں:

تنوران القلب وتطردان الشیطان وتذیدان فی الحسنات والدرجات و تثقلان فی المیزان وتدلان صاحبھما الی الجنۃ۔

(ج1 ص62 مسند الفردوس)

دل کو روشن کرتی ہیں شیطان کو دور کرتی ہیں نیکیوں اور درجات میں اضافہ کرتی ہیں اور میزان کو بھاری کرتی ہیں اور اپنے پڑھنے والوں کو جنت میں لے جائیں گی۔

صاحب قرآن اور میزان:

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام عرش الٰہی کے پاس سبز لباس پہنے ہوئے اپنی اولاد میں سے جنت و دوزخ کی طرف جانے والوں کو ملاحظہ کرتے ہوں گے۔ حضرت آدم بے چین ہو کر پکاریں گے اے احمد ادھر آؤ دیکھو یہ آپ کی امت کا آدمی ہے جسے فرشتے جہنم کی طرف لئے جاتے ہیں یہ سن کر حضور ﷺ فرشتوں سے فرمائیں گے اے میرے رب کے سپاہیو ذرا ٹھہرو ملائکہ عرض کریں گے ہم اپنے خدا کی نافرمانی نہیں کر سکتے آپ خدا کی بارگاہ میں عرض کریں یہ سن کر آپ عرش الٰہی کی طرف متوجہ ہونگے اور عرض کریں گے اے اللہ تو نے وعدہ کیا تھا کہ ہم امت کے بارے میں تجھے غمگین نہ ہونے دیں گے۔ ارشاد ہوگا فرشتو ٹھہرو میرے محبوب کی اطاعت کرو اور اس بندے کو میزان کی طرف لے جاؤ ملائکہ اسے میزان کی طرف لے جائیں گے۔ حضور ﷺ ایک چھوٹا سا پرچہ جو سفید ہوگا نکال کر میزان عدالت کے دائیں پلڑے میں رکھ کر فرمائیں گے۔ بسم اللہ ترازو اُٹھاؤ اس پرچے کو ترازو میں رکھتے ہی نیکیاں بھاری اور گناہ ہلکے ہو جائیں گے۔ ایک فرشتہ پکارے گا اس کی نجات ہوگئی یہ بخشا گیا اسے جنت میں لے جاؤ یہ عجیب واقعہ دیکھ کر وہ شخص کہے گا کہ اے نیک صورت نیک اخلاق بزرگ آپ کون ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے میں تیرا نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہوں اور یہ پرچہ کاغذ کا وہ درود تھا جو تو نے کسی وقت مجھ پر بھیجا تھا۔ (ج 1 ص 357 جواہر البحار)

فقط اک ذات ہے مصطفٰے کی جو کہ محشر میں بھی کام آئے
کوئی انسان ورنہ کسی کا حشر تک ساتھ دیتا نہیں ہے

نزول قرآن کی رات دعا قبول:

جس رات قرآن نازل ہوا یعنی لیلۃ القدر اس رات بندہ مومن کی دعا قبول ہوتی ہے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے لکھا ہے اس رات کے خواص میں سے یہ بھی ہے کہ اس رات دعا قبول ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا اگر میں شب قدر کو پاؤں تو کونسی دعا مانگوں فرمایا یہ دعا مانگو۔ ''اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی''۔ (ج 3 ص 261 تفسیر عزیزی) •

صاحب قرآن کی آمد کی رات دعا قبول:

بارہ ربیع الاول کی رات جس دن حضور سرور کونین دنیا میں تشریف لائے اس رات غار حرا میں تمام اولیاء کرام کا اجتماع ہوتا ہے۔ جس میں خود ذات مصطفےٰ ﷺ بھی موجود ہوتی ہے غوث قطب وغیرہ کا مجمع ہوتا ہے جو اولیاء کرام وفات یافتہ ہیں ان کی روحیں اور زندہ ہوتے ہیں وہ روح اور جسم دونوں کے ساتھ موجود ہوتے ہیں۔ وہاں دعا مانگی جاتی ہے دنیا کے جس مسلمان کی دعا کا وہی وقت ہو جائے جو خاص وقت ہے اولیاء کرام کی دعا کا تو اس مسلمان کی دعا قبول ہوتی ہے۔ یہ موقع خوش نصیب لوگوں کو ملتا ہے۔ (ص 53 تبریز)

ہوتی ہیں مستجاب دعائیں کبھی کبھی
چلتی ہیں رحمتوں کی ہوائیں کبھی کبھی

ایمان والدین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ

بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تم پر حریص ہیں مومنوں پر مہربان اور رحم فرمانے والے ہیں۔

اس آیت پر چند طرح سے بحث ہو گی۔

نمبر 1. مِنْ اَنْفُسِكُمْ میں دو قرأتیں ہیں ایک ف کے پیش کے ساتھ اور دوسری ف کے زیر کے ساتھ اگر ف کے زیر کے ساتھ یعنی اَنْفَسِكُمْ پڑھا جائے معنی یہ ہو گا کہ وہ تمہارے نفیس ترین لوگوں سے آئے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جن خوش نصیب لوگوں میں آپ کا نور رہا وہ سارے کے سارے پاک اور مومن تھے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین مومن تھے دلائل ملاحظہ ہوں۔

دلیل اول:

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اَلَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ ○ وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ ○

جو تجھے دیکھتا ہے جب تو کھڑا ہوتا ہے اور تیرا کروٹیں بدلنا سجدے کرنے والوں میں۔

امام فخر الدین نے اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ آپ کا نور پاک ساجدوں سے پاک ساجدوں کی طرف منتقل ہوتا رہا یہ آیت دلیل ہے کہ حضرت

آدم علیہ السلام سے لے کر آپ کے والدین حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا تک سارے کے سارے مومن تھے۔ ایک اور مقام پر خدا ارشاد فرماتا ہے۔

ولسوف یعطیک ربک فترضی.

عنقریب تیرا رب تجھے اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

اس آیت کے تحت ابن جریر نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ:

من رضا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم ان لا یدخل احد من اھل بیتہ النار.

یعنی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضا یہ ہے کہ آپ کے گھر والوں میں کوئی دوزخ میں داخل نہ ہو آپ کے گھر والوں میں حضور ﷺ کے والدین بھی ہیں لہٰذا وہ جنتی ہیں کیونکہ وہ مومن تھے۔

دلیل دوم:

بخاری شریف میں حدیث ہے کہ رسولِ مقبول ﷺ نے فرمایا:

بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتیٰ کنت فی القرن الذی کنت فیہ.

ہر قرن و طبقہ میں تمام قرون بنی آدم کے بہتر لوگوں سے بھیجا گیا ہوں یہاں تک کہ اس قرن میں ہوا جس میں پیدا ہوا۔

حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں۔

لم یزل علی وجہ الارض سبعة مسلمین فصاعدا فلولا ذالک ھلکت الارض ومن علیھا.

روئے زمین پر ہر زمانے میں کم از کم سات مسلمان ضرور رہے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین اور اہل زمین سب ہلاک ہو جاتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ:

ماخلت الارض من بعد نوح من سبعة یرفع الله عن اهل الارض.

حضرت نوح علیہ السلام کے بعد زمین کبھی سات بندگان خدا سے خالی نہ ہوئی جن کے سبب اللہ تعالیٰ اھل زمین سے عذاب رفع فرماتا ہے۔

جب صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ ہر قرن و طبقہ میں زمین پر کم از کم سات مسلمان مقبول بندے ضرور رہے ہیں اور حدیث بخاری سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جن سے پیدا ہوئے۔ وہ ہر زمانے کے بہترین لوگ تھے تو ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کے والدین کریمین انہیں مقبول اور صالح بندگان میں سے ہوئے ہیں۔

دلیل سوم:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

لم ازل انقل من اصلاب الطاهرین الی ارحام الطاهرات.

میں ہمیشہ پاک مردوں کی پشتوں سے پاک بیبیوں کے پیٹوں میں منتقل ہوتا رہا۔ (دلائل النبوۃ ابونعیم)

اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے بارے میں فرمایا۔

انما المشرکون نجس ٥ مشرک ناپاک لوگ ہیں۔

اگر حضور ﷺ کے والدین مشرک ہوتے تو وہ ناپاک ہوتے اور حضور ﷺ یہ نہ فرماتے کہ میں پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوا ہوں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کے والدین پاک اور مومن تھے۔

اگر یہ کہا جائے کہ قرآن نے آذر کو حضرت ابراہیم کا اب یعنی باپ کہا ہے اور وہ تو مشرک تھا تو اس کا جواب ہے کہ حضرت ابراہیم کے والد کا نام تارخ تھا آذر چچا تھا اور یہ بات قرآن سے ثابت ہے کہ اب یعنی باپ چچا کو بھی کہتے ہیں۔ خدا فرماتا ہے کہ حضرت یعقوب نے اپنی موت کے وقت اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے بعد کس کی عبادت کرو گے انہوں نے کہا۔ نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ آبَائِكَ اِبْرَاهِيْمَ وَ اِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحَاقَ۔ ہم تیرے اور تیرے آباء ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے۔ حضرت اسماعیل، حضرت یعقوب کے چچا تھے۔ جن پر اب یعنی باپ کا لفظ استعمال ہوا۔

دلیل چہارم:

حضور علیہ السلام نے ابوطالب کے بارے میں فرمایا۔ وجدته في غمرات من النار فاخرجته الى ضحضاح۔ میں نے اسے سرتاپا آگ میں ڈوبا پایا تو کھینچ کر ٹخنوں تک کی آگ میں کر دیا ایک اور حدیث میں ہے۔ لولا انا لكان في الدرك الاسفل من النار۔ اگر میں نہ ہوتا تو ابوطالب جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتے ایک جگہ فرمایا۔ ”اهون اهل النار عذابا ابو طالب“ دوزخیوں میں سے سب سے ہلکا عذاب ابوطالب پر ہے ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جو قرب والدین کریمین کے ساتھ ہے ابوطالب کو اس سے کیا نسبت پھر ان کا عذر بھی واضح ہے کہ انہیں نبی کریم ﷺ کی دعوت اسلام نہ پہنچی اور معاذ اللہ وہ اہل جنت نہ ہوتے تو ضرور ان پر عذاب ابوطالب سے ہلکا ہوتا اور یہ حدیث صحیح کے خلاف ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ کے والدین کریمین مومن اور جنتی ہیں۔

دلیل پنجم:

طبرانی میں حدیث ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''غفر اللہ عزوجل زید بن عمرو ورحمہ فانہ مات علی دین ابراھیم'' اللہ تعالیٰ نے زید بن عمرو کو بخشدیا اور ان پر رحم فرمایا کہ وہ دین ابراہیم پر تھے اور ایک حدیث میں ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''رایتہ فی الجنۃ یسحب ذیولا'' میں نے اسے جنت میں ناز کے ساتھ دامن کشاں دیکھا اور ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیس پشتوں تک اپنا نسب نامہ بیان فرمایا اور فرمایا کبھی لوگ دوگروہ نہ ہوئے مگر یہ کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بہتر گروہ میں کیا تو میں اپنے ماں باپ سے ایسا پیدا ہوا کہ زمانہ جاہلیت کی کوئی بات مجھ تک نہ پہنچی اور میں خالص نکاح سے پیدا ہوا۔ حضرت آدم سے لے کر میرا نفس کریم سب سے افضل اور میرا باپ تم سب کے آباء سے افضل ہے۔ جب آپ نے یہ فرمایا کہ میرا باپ تم سب کے باپ سے افضل ہے تو لازماً ان صحابہ میں حضرت سعید بن زید بن عمرو بھی داخل ہیں تو لازم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد سعید کے والد زید بن عمرو سے افضل ہوں اور وہ جنتی ہیں تو ثابت ہوا کہ آپ کے والد ماجد بھی جنتی اور مومن ہیں۔

زید بن عمرو نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی رات میں نے دیکھا کہ ایک آدمی جس کے دو سبز بازو ہیں وہ آسمان سے ابوقبیس پہاڑ پر اترا اس نے کہا شیطان ذلیل ہوگیا بت باطل ہوگئے۔ امین پیدا ہوا اس نے ایک چادر مشرق و مغرب میں پھیلا دی ایک نور ظاہر ہوا جو قریب تھا کہ میری آنکھیں بے نور کر دیتا پھر وہ کعبہ پر اترا اور ایک نور بلند ہوگیا جس سے سارا مکہ روشن ہوگیا اس نے کہا زمین پاک ہوگئی اس کی روشنی غالب آگئی۔

سحاب نور آ کر چھا گیا کے کی بستی پر
ہوئی پھولوں کی بارش ہر بلندی اور پستی پر

پھر اس نے کعبہ کی چھت پر بتوں کو اشارہ کیا تو وہ گر گئے۔

تیرے آنے سے اصنام حرم ٹوٹ گئے
تیرا وہ رعب کے شہ زوروں کے دم ٹوٹ گئے

(ج 1 ص 127 خصائص کبریٰ)

نوٹ:۔ یہ بات یاد رہے کہ زید بن عمرو نے حضور ﷺ کا زمانہ نہ پایا وہ اصحاب فترت میں سے ہیں۔

دلیل ششم:

ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ پر خوف وحشت کا غلبہ تھا گریہ وزاری فرما رہی تھیں حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے عرض کی اے ام المومنین کیا آپ یہ گمان رکھتی ہیں کہ خدا تعالیٰ نے جہنم کی ایک چنگاری کو رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جوڑا بنایا اس پر ام المومنین حضرت عائشہ نے کہا "فرجت عنی فرج اللہ عنک" تو نے میرا غم دور کیا اللہ تعالیٰ تمہارا غم دور فرما دے۔ ایک اور حدیث میں ہے۔

"ان اللہ ابی لی ان اتزوج الا من اھل الجنۃ" بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے اس بات کو نہ مانا کہ میں شادی کروں مگر اہل جنت سے۔

جب اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ آپ کے نکاح میں ایسی عورت دے جو جنتی نہ ہو تو وہ اس بات کو کیسے پسند فرمائے گا کہ آپ کی والدہ جنتی نہ ہو۔

دلیل ہفتم:

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم ﷺ

مجھے ساتھ لے کر مقام حجون میں تشریف لائے اس وقت آپ رو رہے تھے اور غمگین تھے آپ کی حالت دیکھ کر میں بھی رونے لگی آپ مجھے اونٹ پر چھوڑ کر تشریف لے گئے اور کافی دیر تک وہاں ٹھہرے رہے جب واپس آئے تو خوش اور مسرور تھے میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں جب آپ گئے تھے غمگین تھے اور رو رہے تھے اور اب آپ مسرور ہیں فرمایا میں اپنی والدہ کی قبر پر گیا تھا رب سے سوال کیا کہ وہ اس کو زندہ کر دے اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کر دیا اور وہ مجھ پر ایمان لائی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو موت کی طرف لوٹا دیا دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے خدا سے دونوں کے بارے میں سوال کیا خدا نے دونوں کو زندہ کر دیا وہ مجھ پر ایمان لائے اور پھر خدا نے ان کو وفات دی۔ (ج 1 ص 168 زرقانی شریف)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ دونوں نفوس قدسیہ مومن تھے تو زندہ ہونے کی دعا کیوں مانگی گئی ان کو ایمان سے دوبارہ کیوں سرفراز فرمایا گیا اس کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ وہ میرا کلمہ پڑھ لیں اور زندہ ہو کر نبی کا دیدار کر لیں تا کہ قیامت کے دن ان کا حشر میرے صحابہ میں ہو جائے کیونکہ نبوت کے بعد سب سے بڑا مرتبہ صحابیت کا ہے۔

صحابہ وہ جنہیں ہر صبح عید ہوتی تھی
نبی کا قرب ہوتا تھا نبی کی دید ہوتی ہے

آپ کے والدین کا زندہ ہو کر ایمان لانا نہ تو شرعاً محال ہے اور نہ عقلاً۔ شرعاً تو اس طرح کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص عباس نامی تھا جو بڑا مالدار تھا اس کے چچازاد بھائی نے میراث کے لالچ میں اسے قتل کر دیا کیونکہ وہ لاولد تھا اس کو قتل کر کے دوسری بستی کے دروازے پر ڈال دیا اور صبح کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جا کر اس بستی والوں پر خون کا دعویٰ کر دیا انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ

آپ خدا سے دعا کریں کہ وہ حقیقت حال کو آشکارہ کر دے آپ نے دعا کی تو خدا نے فرمایا گائے ذبح کر کے اس کے گوشت کا بعض حصہ اس مرنے والے کو مارو وہ زندہ ہو جائے گا چنانچہ گائے ذبح کر کے اس کی زبان مردہ کو ماری گئی تو وہ زندہ ہو گیا۔ خدا فرماتا ہے۔

فقلنا اضربوہ ببعضها کذالک یحیی اللہ الموتی

پس ہم نے کہا اس گائے کا بعض حصہ اس مردہ کو مارو اللہ تعالیٰ اسی طرح مردہ کو زندہ کرتا ہے۔

نیز علامہ زرقانی نے لکھا ہے کہ اصحاب کہف قرب قیامت زندہ ہونگے اور حضرت امام مہدی کے معاون و مددگار ہونگے وہ حج بھی کریں گے اور نبی کریم ﷺ کی امت میں شامل ہونگے۔ (ج 1 ص 171 زرقانی)

اگر بنی اسرائیل کا آدمی اور اصحاب کہف وفات کے بعد زندہ ہو سکتے ہیں تو نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین کے وفات کے بعد زندہ ہونے میں کونسا استحالہ ہے اور عقلاً اس طرح کہ مردہ کا زندہ ہونا اور اس دوبارہ حاصل شدہ زندگی سے فائدہ اٹھانا عقلاً بعید نظر آتا ہے لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح یہ عقل سے بعید ہے اسی طرح سورج کا واپس آنا اور اس سے فائدہ اٹھانا غیر متوقع اور عقل سے بعید ہے حالانکہ خیبر سے واپسی پر صہبا کے مقام پر غروب شدہ سورج واپس آیا اور حضرت علیؓ نے نماز عصر ادا کی۔

درِ مصطفٰے پہ جبیں جھکی تو ندا دی ہاتفِ غیب نے
ترے وہ بھی سجدے ادا ہوئے جو قضا ہوئے تھے نماز میں

جب استحالہ کے باوجود آفتاب واپس آیا اور اس سے فائدہ بھی ہوا تو مردہ کا زندہ ہو کر ایمان لانا بھی ممکن ہے لہٰذا حضور ﷺ کے والدین دوبارہ زندہ ہو کر ایمان لائے۔

دلیل ہشتم:

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو چار خوش قسمت عورتوں نے دودھ پلایا ہے۔

(ا) حضرت ام ایمن: یہ وہ خوش بخت عورت ہیں کہ ان کو ہجرت کے راستے میں پیاس لگی تو آسمان سے ایک نورانی رسی کے ذریعے ایک پانی کا ڈول نازل ہوا انہوں نے پیا اور سیراب ہوگئیں پھر کبھی پیاس نہ لگی بعد میں سخت گرمی میں روزے رکھتیں لیکن پیاس نہ لگتی حضور علیہ السلام نے فرمایا جو کسی جنتی عورت سے نکاح کرنا چاہے وہ ام ایمن سے نکاح کرے تو حضرت زید بن حارثہ نے ان سے نکاح کیا اور ان سے حضرت اسامہ بن زید پیدا ہوئے۔

(ب) حلیمہ سعدیہ: جب یہ مکہ میں حضور ﷺ کو لینے کے لئے آئیں تو عبدالمطلب نے ان کا نام پوچھا انہوں نے کہا میرا نام حلیمہ ہے پوچھا کس قبیلے سے تعلق ہے انہوں نے کہا بنی سعد سے۔ اس پر حضرت عبدالمطلب نے کہا یہ دونوں خصلتیں حلیمی اور سعادت ایسی ہیں کہ دنیا بھر کی بھلائی اور سارے جہاں کی عزت ان میں موجود ہوتی ہے۔

حلیمی اور سعادت خوبیاں دو پاس ہیں تیرے
انہیں دونوں کے باعث کام سارے راس ہیں تیرے

جب حلیمہ نے حضور علیہ السلام کو لیا اور اپنے ڈیرے پر آئیں اونٹنی نے حضور کی برکت سے اتنا دودھ دیا کہ ان کے سارے برتن دودھ سے بھر گئے حضور ﷺ کی برکت سے حلیمہ کی سواری کے جانور نے تین دفعہ کعبہ کو سجدہ کیا حضرت حلیمہ نے حضور ﷺ کو اٹھایا۔ حجر اسود کے قریب لے گئیں تو حجر اسود اپنے مقام سے باہر نکلا اور حضور ﷺ کے منہ کے قریب آ گیا جب حضرت حلیمہ گھبر گئی تو

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے ان کی بکریوں نے وافر مقدار میں دودھ دینا شروع کر دیا کیونکہ:

جن کی خاطر سب کچھ بنایا جن کو گھر اپنے حق نے بلایا
اے حلیمہ تیرا یہ مقدر وہ تیرے گھر میں آئے ہوئے ہیں

(ج) ثوبیہ: انہوں نے ابولہب کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کی خوشخبری سنائی تو آزادی کی نعمت سے سرفراز ہوئیں۔

(د) حضرت آمنہ: یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ہیں یہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ایام حمل میں اگر میرا پاؤں کسی پتھر پر آجاتا تو وہ میرے قدموں کے نیچے موم کی طرح نرم ہو جاتا اگر حضرت آمنہ کنوئیں سے پانی بھرنے جاتیں تو کنویں کا پانی جوش مار کر کنویں سے باہر آجاتا اور آپ کے قدموں میں بہنے لگ جاتا۔ ''وکانت غمامة النور تظل علی راسها والطيور تتنزل من الجو تتبرك بفوأدها''۔

ایک نورانی سفید ابر دھوپ کے وقت آپ پر سایہ کرتا اور پرندے فضا سے اُتر کر آپ کے دل سے برکت حاصل کرتے یہ پرندے درحقیقت فرشتے تھے جو آپ کی تشریف آوری کے منتظر تھے کیونکہ:

ناریوں کا دور تھا دل جل رہا تھا نور کا
تجھ کو دیکھا ہو گیا ٹھنڈا کلیجہ نور کا

امام جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ:

لم ترضعه مرضعة الا اسلمت۔ (ج2 ص223 الحاوی)

کہ جتنی بیبیوں نے رسولِ خدا کو دودھ پلایا وہ سب کی سب اسلام لائیں۔ ثابت ہوا کہ آپ کی والدہ مومنہ تھیں۔

دلیل نہم:

حضور سرورِ کائنات فخر موجودات کے جسد اقدس کا وہ حصہ جو زمین کے ساتھ لگا ہوا ہے اس کی برکت یہ ہے کہ اس نے زمین کے اس ٹکڑے کا مرتبہ اتنا بلند کر دیا ہے کہ علماء کا اجماع ہے کہ زمین کا وہ حصہ کعبۃ اللہ بیت المعمور آٹھوں جنتوں لوح وقلم بلکہ اللہ کے عرش سے بھی افضل ہے تو جس آمنہ کے بطن میں آپ نو مہینے رہے وہ کیوں نہ عرش و جنت سے افضل ہونگی لہٰذا معلوم ہوا کہ آپ کی والدہ یقیناً جنتی ہیں۔

حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں چالیس دن جلوہ گر رہے علماء نے لکھا ہے کہ وہ مچھلی جنتی ہے بلکہ اللہ کے عرش سے بھی افضل ہے جب مچھلی نبی کا مسکن ہونے کی وجہ سے جنتی ہے اور عرش سے افضل ہے اور آمنہ کے بطن میں انبیاء کا سردار نو مہینے رہا وہ بھی یقیناً جنتی ہیں۔

جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال ہوا تو آپ کے دفن کے بارے میں صحابہ کا اختلاف ہوا حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا۔

"انہ لیس فی الارض بقعۃ اکرم علی اللہ من بقعۃ قبض فیھا نفس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم"

اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ جگہ تمام جگہوں سے افضل ہے جس جگہ آپ کی روح قبض کی گئی ہے۔(ج 1 ص 33 وفاء الوفاء)

جس جگہ رسول خدا کی روح قبض کی گئی ہے اگر وہ جگہ تمام زمین سے اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والی ہے تو جس آمنہ کے بطن میں آپ کے جسد اقدس میں روح پھونکی گئی ہے وہ بھی تمام مومنہ عورتوں سے افضل ہیں پس ثابت ہوا کہ آپ کی والدہ جنتی مومنہ عورت ہیں۔

دلیل دہم:

علامہ محمود آلوسی بغدادی نے لکھا ہے کہ دس جانور جنت میں داخل ہونگے۔

حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بچھڑا، حضرت اسماعیل علیہ السلام کا دنبہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گائے، حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی، حضرت عزیر علیہ السلام کا دراز گوش، حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی، حضرت بلقیس کا ھدھد، اصحاب کہف کا کتا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی۔ ان سب کو قیامت کے روز مینڈے کی شکل دے کر داخل جنت کر دیا جائے گا۔

ان جانوروں کو یہ شرف اس لئے ملا کہ ان کی نسبت خدا کے صالح بندوں کے ساتھ تھی تو وہ والدین جن کو امام الانبیاء سے نسبت ہو گئی وہ جنتی کیوں نہیں۔

دلیل یازدھم:

غزوہ اُحد میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے میں زخم آیا تو مالک بن سنان نے وہ زخم چوس لیا یہاں تک کہ وہ جگہ سفید ہو گئی نبی کریم ﷺ نے مالک بن سنان سے فرمایا کلی کر لے عرض کی خدا کی قسم میں کلی نہیں کروں گا پھر اس خون کو انہوں نے نگل لیا اس پر سرکار ابد قرار ﷺ نے فرمایا۔

"من اراد ان ینظر الی رجل من اھل الجنة فلینظر الی ھذا"

جو کسی جنتی کو دیکھنا چاہتا ہے وہ مالک بن سنان کو دیکھ لے۔

(ج2 ص230 زرقانی)

اور اس حقیقت سے سب لوگ آگاہ ہیں بچے کا خون ماں کا خون ہوتا

ہے اس اصول کے تحت حضور ﷺ کا خون حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا خون ہے اگر خون آمنہ امام الانبیاء کا خون کسی آدمی کے پیٹ میں چلا جائے تو وہ جنتی ہے تو خود حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کیوں نہ جنتی ہوں گی۔

مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ ان (والدین مصطفٰے ﷺ) کا انتقال حالت کفر میں ہوا ابن تیمیہ کا بھی یہی مسلک ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ:

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی پس آپ روئے اور ان لوگوں کو بھی رلایا جو آپ کے ساتھ تھے پھر فرمایا میں نے اپنے پروردگار سے اپنی والدہ کی مغفرت کی دعا کی اجازت مانگی مجھے اجازت نہ ملی اور میں نے ان کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی مجھ کو اجازت مل گئی۔ (ج 1 ص 409 مشکوٰۃ)

مغفرت کی دعا کی اجازت نہ ملنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ معاذ اللہ مومنہ نہ تھیں اور اسی لئے حضور ﷺ نے گریہ فرمایا کہ معاذ اللہ ان کو قبر میں عذاب ہو رہا تھا۔

اس حدیث میں خصوصیت کے ساتھ دو چیزیں ذکر ہوئیں ایک قبر کی زیارت کی اجازت اور دوسری مغفرت کی دعا کی اجازت قبر کی زیارت کی اجازت ملنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت آمنہ کافرہ نہ تھیں۔ اگر وہ کافرہ ہوتیں تو قبر کی زیارت کی اجازت بھی نہ ملتی اس لئے کہ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ **ولا تقم علی قبرہ** کافر کی قبر پر کھڑے نہ ہو یعنی اس کی قبر کی زیارت نہ کرو۔

رہی یہ بات کہ مغفرت کی دعا کی اجازت نہ ملی تو اس کی وجہ یہ تھی کہ گنہگار وہ ہوتا ہے جس کو کسی نبی کی تعلیم پہنچے اور وہ اس نبی کی تعلیم کا انکار کرے حضور ﷺ کے والدین کو حضور کی تعلیم نہ پہنچی ان کا انتقال اعلان نبوت سے پہلے ہو گیا تھا لہٰذا وہ گنہگار نہ ہوئے۔ خدا تعالیٰ نے گویا فرمایا اے محبوب مغفرت کی دعا

تو گنہگار کے لئے ہوتی ہے اور تیری والدہ تو گنہگار ہی نہیں لہٰذا اس کی مغفرت کی دعا کی حاجت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی مسلمان بچہ فوت ہو جائے تو اس کی مغفرت کی دعا کی اجازت نہ ملنا کفر ثابت نہیں کرتا۔ کیونکہ شروع اسلام میں آپ کے لئے ایسے مسلمان کی نماز جنازہ پڑھنا منع تھا جس پر قرض ہو اور اس مرنے والے نے قرض کی ادائیگی کی کوئی وصیت نہ کی ہو اور نہ ہی کوئی مال چھوڑا ہو جس سے وہ قرض ادا ہو جائے دعا نماز جنازہ دعائے استغفار ہے تو اس کے استغفار کی ممانعت تھی باوجود کہ وہ مسلمان ہوتا تھا۔

باقی رہا آپ کا گریہ فرمانا تو اس کی وجہ والدہ کے فراق کا صدمہ تھا۔

ہجر تیرا جد پانی منگے میں کھوہ اکھیاں دا گیڑاں
جی کردا اج سامنے بہہ کے میں درد پرانے چھیڑاں

علاوہ ازیں قانون الٰہی یہ ہے کہ:

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا.

اور ہم کسی کو عذاب میں گرفتار نہیں کرتے یہاں تک کہ ہم رسول مبعوث فرمائیں اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کسی قوم میں رسول نہ بھیجے اور وہ قوم اس رسول کی تعلیمات پر انکار نہ کرے خدا ان کو عذاب نہیں دیتا جو لوگ نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین کو عذاب میں تسلیم کرتے ہیں وہ ثابت کریں کہ ان کو کس نبی کی تعلیم پہنچی ہے اور انہوں نے اس تعلیم کا انکار کیا ہے کوئی ایک دلیل بھی ایسی نہیں لہٰذا ان کو عذاب ہونا قانون الٰہی کے خلاف ہے۔

جو لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کو عذاب میں مبتلا مانتے ہیں وہ نبی کریم ﷺ کو اذیت دیتے ہیں دلائل ملاحظہ ہوں۔

(ا) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ابولہب کی بیٹی سبیعہ (جو مسلمان ہو چکی تھی) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی۔

"ان الناس یقولون انت بنت خطب النار".

لوگ کہتے ہیں تو جہنم کے ایندھن کی بیٹی ہے۔

حضور علیہ السلام غصے میں کھڑے ہوئے اور فرمایا۔

مابال اقوام یوذوننی فی قرابتی ومن اذانی فقد اذی الله.

ان لوگوں کا کیا حال ہے جو میرے رشتہ داروں کے بارے میں مجھے اذیت دیتے ہیں جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی۔

(ج1ص185 زرقانی)

(ب) عکرمہ صحابی رسول نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں شکایت کی کہ لوگ میرے باپ کو گالیاں دیتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لا تؤذوا الاحیاء بسبب الاموات". (ج8ص171 فتح ربانی)

زندوں کو مردوں کے سبب اذیت نہ دو۔

ابولہب اور ابوجہل کا دوزخی ہونا نص قطعی سے ثابت ہے جب ان کو بُرا بھلا کہنے سے ان کے وارثوں کو اذیت ہوتی ہے تو جو نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین کو دوزخی کہے وہ یقیناً نبی کریم ﷺ کو اذیت پہنچاتا ہے اور نبی کی اذیت خدا کی اذیت ہے لہٰذا ایسے لوگ خدا اور اس کے رسول کو ایذ دیتے ہیں اور خدا فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنیا و الْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا۝

بے شک وہ لوگ جو خدا اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں خدا کی لعنت ہے اور ان کے لئے خدا نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

پس ثابت ہوا کہ:

(ا) جو حضور علیہ ﷺ کے والدین کو کافر کہتے ہیں اور ان کو عذاب میں مبتلا مانتے ہیں حضور علیہ السلام ان سے یقیناً ناراض ہیں جیسے کہ سبیعہ کی شکایت سے پتہ چلا اور آپ کی ناراضگی خطرناک انجام کا سبب بن سکتی ہے لہٰذا ایسے لوگوں کو ایسی بدعقیدگی سے توبہ کرنی چاہیے۔

(ب) جو لوگ آپ کے والدین کے ایمان کے قائل نہیں وہ خدا اور اس کے رسول کو ایذاء دیتے ہیں اور خدا کی بارگاہ کے ملعون ہیں خدا کی رحمت سے دور ہیں۔

(ج) اور ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(1) ایک قرأت میں عزیز پر وقف ہے یعنی عزیز مبتداء ہے اور انفسکم خبر ہے۔ اب معنیٰ یہ ہوگا کہ نبی تمہاری جانوں سے زیادہ پیارے ہیں اور اس لئے کہ بندہ اپنی جان کو عزیز جانتے ہوئے اس کو گھی، دودھ، مکھن، دہی اور فروٹ سے پالتا ہے اور وقت آنے پر یہ عزیز جان نبی پر قربان کر دیتا ہے۔ دو مثالیں ملاحظہ ہوں۔

(ا) جب غزوہ اُحد میں قریش کا آپ پر ہجوم ہوا تو آپ نے فرمایا کون ہے جو ان کو مجھ سے ہٹائے اور جنت میں میرا رفیق ہو اس وقت سات انصاری آپ کے پاس تھے ساتوں انصاری باری باری لڑ کر شہید ہو گئے یعنی ان سب نے اپنی جانوں کو نبی کریم علیہ ﷺ پر قربان کر دیا۔ (ج2 ص107 مسلم شریف)

(ب) امام رازی فرماتے ہیں کہ شب ہجرت جب حضرت علی المرتضیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی جان نثار کرتے ہوئے ان کے بستر پر لیٹ گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل اور میکائیل سے فرمایا دیکھو علی میرے محبوب پر جان فدا کر رہا ہے یعنی وہ بے خوف وخطر ان کے بستر پر لیٹ گیا ہے کیونکہ:

حوصلہ ہارے نہ انسان پریشانی میں
ہر بنا کام بگڑ جاتا ہے نادانی میں
ڈوب سکتی نہیں کبھی موجوں کی طغیانی میں
جنکی کشتی ہو محمد کی نگہبانی میں

اب دونوں جا کر اس کی حفاظت کرو چنانچہ دونوں فرشتے بحکم پروردگار آئے جبرئیل سر کی طرف اور میکائیل پاؤں کی جانب کھڑے ہو گئے جبرئیل امین اظہار خوشنودی کرتے ہوئے کہتے تھے۔ آفریں شاباش تیرے جیسا کوئی نہیں اے ابن ابی طالب اللہ فرشتوں کے سامنے تجھ پر فخر کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللّٰهِ.

اور لوگوں میں سے ایک وہ ہے جو اپنی جان کو اللہ کی رضا مندی کے لئے فروخت کرتا ہے۔ (ج 1 ص 198 تفسیر کبیر)

(3) عزیز علیہ ماعنتم۔ تمہاری تکلیف ان پر ناگوار گزرتی ہے۔

اس کی بھی دو مثالیں ملاحظہ ہوں۔

(ا) چار محمد نامی طالب علم مصر میں تحصیل علم کے لئے اکٹھے ہوئے محمد بن جریر، محمد بن اسحاق، محمد بن نصر اور محمد بن ہارون ان کے پاس جو رقم تھی وہ ختم ہو گئی بھوک نے ان کو ستایا یہ چاروں اپنی قیام گاہ میں جمع ہوئے اور کہنے لگے قرعہ اندازی کرو اور جس کے نام کا قرعہ نکلے وہ سب کے لئے کھانا مانگ کر لائے قرعہ ڈالا گیا تو وہ محمد بن اسحاق کے نام نکلا انہوں نے کہا ٹھہرو میں وضو کر کے کچھ نفل پڑھ لوں چنانچہ وہ نفل پڑھنے لگا اتنے میں شمع کی کچھ روشنی ظاہر ہوئی دیکھا تو وہ والی مصر کا آدمی تھا جو دروازہ کھٹکھٹا رہا تھا انہوں نے دروازہ کھولا وہ اپنی سواری سے اترا اور کہا تم میں سے محمد بن نصر کون ہے کہا گیا یہ ہے اس نے پچاس دیناروں کی تھیلی ان کو دی پھر کہا محمد بن جریر کون ہے انہوں نے کہا یہ ہے اس نے

ان کو بھی پچاس دیناروں کی تھیلی دی پھر کہا محمد بن ہارون کون ہے انہوں نے کہا یہ ہے اس نے ان کو بھی پچاس دیناروں کی تھیلی دی پھر کہا محمد بن اسحاق کون ہے کہا گیا وہ یہ نماز پڑھ رہے ہیں جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو اس نے پچاس دیناروں کی تھیلی ان کو بھی دی اور کہا امیر مصر سویا ہوا تھا کہ خواب میں ان کو کسی نے یعنی نبی کریم ﷺ نے فرمایا چار محمد نامی طالب علم بھوکے ہیں ان کے کھانے کا انتظام کرو اس لئے امیر نے یہ تھیلیاں بھیجی ہیں جب یہ ختم ہو جائیں تو مجھے اطلاع کر دینا۔ (ج 2 ص 164 تاریخ بغداد)

مصیبت زدو شاد ہو تم کہ ان سے
نہیں دیکھی جاتی مصیبت کسی کی

(ب) امام ابوبکر بن مقری کہتے ہیں کہ میں طبرانی اور ابو الشیخ تینوں آدمی حرم نبوی میں تھے کہ بھوک نے ہم پر غلبہ کیا اور اسی حال میں دو دن گزر گئے جب عشاء کا وقت آیا تو میں نے قبر مبارک کے سامنے ہو کر عرض کی یا رسول الجوع یعنی بھوک بس اس کے سوا اور کچھ نہ کہا پھر واپس چلا آیا میں اور ابو الشیخ سو رہے اور طبرانی بیٹھے رہے جیسے کسی کے آنے کا انتظار ہو اچانک ایک مرد علوی نے آ کر دروازہ کھٹکھٹایا اور اس کے ساتھ دو غلام تھے ہر ایک کے ساتھ ایک زنبیل کھانے سے بھری ہوئی تھی ہم نے دروازہ کھول دیا وہ آ کر بیٹھ گئے ہمارے ساتھ اس نے کھانا کھایا اور جو کچھ بچا وہ ہمارے پاس چھوڑ گئے اور ہمیں کہا شاید آپ نے رسول پاک ﷺ سے بھوک کی شکایت کی ہے میں نے رسول پاک ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو کھانا کھلاؤ۔

(ص 350 جذب القلوب)

غریبو سوائے در مصطفٰے ﷺ کے
کہیں بھی نہ ہو گا ٹھکانہ تمہارا

(4) حریص علیکم یعنی اللہ کا نبی تمہاری بخشش پر حریص ہے مثلاً

(ا) حضرت عباس بن مرداس فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے میدان عرفات میں شام کے وقت دعا مانگی الٰہی میری امت کو بخش دے جواب آیا ہم نے بخش دیا لیکن ظالم سے مظلوم کو بدلا لے کے دیں گے۔ آپ نے خدا کی بارگاہ میں عرض کی یا اللہ اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت دے دے اور ظالم کو ظلم معاف فرما دے شام کو کوئی جواب نہ آیا دوسرے دن مزدلفہ میں حضور ﷺ نے پھر یہی دعا مانگی جواب آیا ہم نے تیری دعا کو قبول فرما لیا حضور ﷺ مسکرائے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں اس مسکراہٹ کا سبب کیا ہے آپ نے فرمایا جب شیطان کو پتہ چلا کہ خدا نے میری دعا قبول فرمائی ہے اور میری امت کو بخش دیا ہے تو شیطان نے واویلا کیا ہے اور روتے ہوئے اپنے سر میں خاک ڈالی جب میں نے اس کی جزع فزع کو سنا تو مسکرایا۔ (ج 4 ص 14 مسند امام احمد)

(ب) حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن سے حضرت ابراہیم کے قول کی تلاوت فرمائی۔

فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ○

جو شخص میرا پیروکار ہے وہ میرے راستے پر ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو تُو اس کو بخشنے والا مہربان ہے اور قرآن ہی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول پڑھا۔

اے اللہ اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو تُو غالب حکمت والا ہے پھر رسول پاک ﷺ نے اپنے ہاتھ اُٹھا کر کہا یا اللہ میری امت، میری اُمت اور پھر آپ رونے لگے اللہ تعالیٰ نے جبرئیل سے فرمایا اے جبرئیل محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) سے جا کر پوچھو وہ کیوں

روتے ہیں حالانکہ اللہ جانتا ہے جبرئیل نے آ کر حضور ﷺ سے رونے کا سبب پوچھا آپ کے جواب کی خدا کو خبر دی حالانکہ اللہ جانتا ہے خدا نے جبرئیل سے پھر فرمایا جاؤ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہہ دو۔

انا سنرضیک فی امتک ولا نسوئک

آپ کی امت کے بارے میں ہم آپ کو راضی کر لیں گے اور آپ کو رنجیدہ نہ کریں گے۔ (ج1 ص113 مسلم شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول خدا ﷺ کو اپنی امت سے بے پناہ محبت تھی اور آپ امت پر انتہائی شفقت فرماتے تھے حتیٰ کہ امت اپنے گناہوں کی وجہ سے جس عذاب کی مستحق ہوگی اس عذاب اور امت کی تکلیف کا تصور آپ کو رلا دیتا تھا مقام غور کہ وہ آقا ہو کر غلاموں کی محبت میں اس قدر روتے ہیں ہم غلام ہو کر بھی کبھی حضور ﷺ کی محبت میں روتے نہیں۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خدا کی بارگاہ میں رسول اللہ ﷺ کا کیا عظیم مقام ہے کہ اگر حضور ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ جبرئیل کو بھیج کر تسلی دلواتا ہے آپ غمگین ہوتے ہیں تو آپ کے غم کو زائل کرتا ہے مقام غور ہے کہ جس طرح حضور امت کے عذاب پر غمگین ہوتے ہیں اسی طرح امت کے گناہوں پر بھی غمگین ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کا مالک و مولیٰ ہے آپ کو غمگین دیکھتا ہے تو آپ کو راضی کرنے کے لئے عذاب نہ دینے کا وعدہ کرتا ہے اور ہم حضور ﷺ کے غلام ہو کر آپ کو گناہوں کی وجہ سے غمگین جان کر گناہ ترک نہیں کرتے۔

خدا تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا کہ ہم تمہیں امت کے بارے میں راضی کر لیں گے اور رنجیدہ نہ ہونے دیں گے اور یہ دونوں باتیں اس وقت تک پوری نہ ہونگی جب تک کہ آپ کی ساری امت نہ بخش دی جائے کیونکہ:

بہم عہد باندھے ہیں وصل ابد کا
رضائے خدا اور رضائے محمد ﷺ

(ج) حضرت معاذ بن جبل ایک مرتبہ رسول خدا ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے آئے آپ کو مسجد اور امہات المومنین کے حجروں میں موجود نہ پایا لوگوں سے دریافت کیا انہوں نے کہا کبھی کبھی سلع پہاڑ کی جانب تشریف لے جایا کرتے ہیں حضرت معاذ فرماتے ہیں میں آپ کی تلاش میں چل نکلا جب پہاڑ کے اوپر چڑھ گیا تو ادھر ادھر نظر کی دیکھتا ہوں کہ آپ ایک غار میں سر بسجود ہیں میں ہیبت کی وجہ سے غار کے اندر نہ گیا اور نیچے اتر آیا کافی دیر کے بعد پھر چڑھ کر دیکھا آپ اسی طرح سجدے میں تھے مجھ کو گمان ہوا کہ کہیں آپ کی وفات نہ ہو گئی ہو جب قریب گیا تو آپ نے سجدے سے سر اُٹھایا اور فرمایا میرے پاس جبرئیل امین آئے تھے اور خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچایا اور کہا کہ آپ کا رب فرماتا ہے اے حبیب امت کے بارے میں غمگین نہ رہا کرو بلکہ اپنا دل خوش رکھا کرو ہم تمہاری امت کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کریں گے جس سے تمہارا دل دکھے بلکہ ہم تمہیں راضی کرلیں گے تو میں اس نعمت عظمیٰ کے حصول پر سجدہ شکر ادا کر رہا تھا۔ اے معاذ سجدہ سے بڑھ کر کوئی چیز بندہ کو خدا کے قریب کرنے والی نہیں۔

(ج 2 ص 117 طبرانی صغیر)

فردوس میں رسول ہمارا نہ جائے گا
جب تک کہ ہر ایک امتی بخشا نہ جائے گا
دوزخ میں مَیں تو کیا میرا سایہ نہ جائے گا
کیونکہ رسول پاک ﷺ سے دیکھا نہ جائے گا

(5) رؤف رحیم: یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں اور اس نے اپنے محبوب کو بھی یہ دونوں نام عطا فرمائے کچھ مثالیں ذکر کی جاتی ہیں ملاحظہ ہوں۔

(ا) خدا رؤف رحیم: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ان اللّٰہ بالناس لرؤف رحیم۔ بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

رسول خدا ﷺ بھی رؤف رحیم میں ارشاد ربانی ہے۔

لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ماعنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم.

البتہ تحقیق تمہاری جانوں میں سے وہ شاندار رسول آیا کہ تمہارا تکلیف میں مبتلا ہونا ان کو ناگوار گزرتا ہے۔ وہ تم پر حریص ہیں اور مومنوں پر مہربان رحم کرنے والے ہیں۔

(ب) خدا تعالیٰ کریم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا اَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَاغَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ.

اے انسان تجھ کو کس چیز نے فریب دیا اپنے کرم والے رب سے۔

رسول پاک ﷺ بھی کریم ہیں خدا فرماتا ہے۔ انه لقول رسول کریم۔ بے شک قرآن رسول کریم کا قول ہے۔

(ج) خدا رحمت والا ہے ارشاد خداوندی ہے۔

وربک الغفور ذوالرحمة۔

تیرا رب گناہوں کو بخشنے والا اور رحمت والا ہے۔

رسول خدا ﷺ بھی رحمت والے ہیں خدا فرماتا ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ.

اور نہیں بھیجا ہم نے تجھے مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت۔

(د) اللہ تعالیٰ تاریکی سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے ارشاد خداوندی ہے۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ

اللہ تعالیٰ مومنوں کا مددگار ہے ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔

خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو بھی اس صفت سے متصف فرمایا

ہے۔ارشاد ہوتا ہے۔

الٓرٰ کِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَیْکَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ

یہ کتاب ہم نے تیری طرف اس لئے نازل کی ہے کہ تو لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے جائے۔

(ن) خدا تعالیٰ ہادی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے۔

رسول خدا ﷺ ہادی بن کر تشریف لائے ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَاِنَّکَ لَتَهْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

اور تو سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے۔

(ل) خدا تعالےٰ اپنے بندوں کا تزکیہ نفس کرتا ہے۔ارشاد ہوتا ہے۔

بَلِ اللّٰهُ یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَآءُ

بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے پاک کرتا ہے۔

رسول پاک ﷺ بھی اپنے امتیوں کا تزکیہ نفس کرتے ہیں۔خدا فرماتا ہے۔

وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَیُزَکِّیْهِمْ

وہ کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے۔

(ک) خدا تعالیٰ نور ہے۔ارشاد ربانی ہے۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اللہ زمین وآسمان کا نور ہے یعنی ان کو روشنی دینے والا ہے۔

خدا کا حبیب بھی نور ہے۔رب تعالیٰ کا فرمان ہے۔

قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ

تمہارے پاس اللہ کا نور آیا۔

(ی) خدا تعالیٰ حق ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ذَالِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَقُّ

یہ اس لئے کہ خدا حق ہے۔

خدا کا حبیب بھی حق ہے۔اللہ فرماتا ہے۔

یَاَیُّھَاالنَّاسُ قَدْ جَاءَ کُمُ الْحَقُّ

اے لوگو تمہارے پاس حق آیا۔

(6) رحیم = اسکا مصدر بھی رحمت ہے اور رحمٰن کا مصدر بھی رحمت ہے لیکن رحمان نام صرف خالق کائنات کا ہے اور رحیم نام مخلوق کا بھی ہوسکتا ہے اور علامہ ملامعین کاشفی نے اسرار الفاتحہ نامی کتاب میں لکھا ہے کہ رحیم اس ذات کو کہتے ہیں جو چھ مقامات پر رحم فرمائے۔ قبر میں ۔ قیامت کے دن۔ میزان پر ۔ جب نامہ اعمال ملے ۔ پلصراط پر ۔ اور ان پر رحم فرمائے جو داخل دوزخ ہو چکے ہیں ۔ نبی کریم کو خدا تعالی نے آیت زیر بحث میں رحیم کا نام دیا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا آپ ان چھ مقامات پر اپنے امتی پر رحم فرمانے والے ہیں تفصیل ملاحظہ ہو۔

قبر = حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

اذا مات احد من اخوانکم فسویتم التراب علیه فلیقم احدکم علی راس قبره ثم لیقل یا فلان بن فلانة فانه یقول ارشدنا رحمک الله ولکن لا تشعرون فلیقل اذ کرما خرجت علیه من الدنیا شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله وانک رضیت بالله ربا وبالا سلام دینا و بالقرآن اماما فان منکرا ونکیرا یاخذ کل احد منهما بیدصاحبه ویقول انطلق بنامانقعد عند من لقن حجته.

(ج2 ص324 مجمع الزوائد)

جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی مرے اور اسکی قبر پر مٹی برابر کر چکو تو تم

سے کوئی اس کے سرہانے کھڑا ہو اور فلاں بن فلانہ کہہ کر پکارے بیشک وہ سنے گا اور جواب نہ دے گا دوبارہ پھر یونہی دعا کرے وہ سیدھا ہو بیٹھے گا سہ بارہ پھر اسی طرح آواز دے اب وہ جواب دے گا کہ ہمیں ارشاد کر اللہ تجھ پر رحم فرمائے مگر تمہیں اس کے جواب کی خبر نہیں اس وقت کہے یاد کر وہ بات جس پر تو دنیا سے نکلا تھا گواہی اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ تو نے پسند کیا اللہ تعالیٰ کو پروردگار اور اسلام کو دین اور محمد کو نبی اور قرآن کو پیشوا منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے چلو ہم کیا بیٹھیں اس کے پاس جسے لوگ اسکی حجت سکھا چکے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ

(ا) مردے کو اس کی قبر پر کھڑے ہو کر تلقین کی جائے تو اس کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ وہ نکیرین کے سوالات سے محفوظ رہتا ہے اور اس کو یہ فائدہ حضور کی برکت سے حاصل ہوتا ہے۔

(ب) مردے اپنی قبروں میں ہماری آواز کو سنتے ہیں۔

قیامت: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن اپنے امتیوں پر اس طرح رحم فرمائیں گے کہ ان میں سے بڑے بڑے گناہ کرنے والوں کی شفاعت فرمائیں گے چنانچہ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا۔ شَفَاعَتِی لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ۔ (ج3 ص87 مشکوٰۃ)

میری شفاعت میری امت کے بڑے بڑے گنہگاروں کے لئے ہوگی۔

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

حضرت انس بن مالک سے ایک اور حدیث مروی ہے کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی قیامت کے دن

میری شفاعت فرمائیں۔ حضور ﷺ نے وعدہ فرمایا کہ میں تمہاری شفاعت کروں گا۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں آپ کو کہاں تلاش کروں ، فرمایا پہلے مجھے پلصراط کے پاس تلاش کرنا عرض کی اگر وہاں آپ کو نہ پاؤں تو پھر کہاں تلاش کروں فرمایا میزان کے پاس آجانا عرض کی اگر میں آپ کو میزان کے پاس بھی نہ پاؤں تو فرمایا تو پھر حوض پر آجانا میں ان جگہوں کو چھوڑ کر کہیں اور نہیں جاؤں گا۔ (ج 3 ص 84 مشکوٰۃ)

ان تین جگہوں پر موجودگی کی وجہ یہ ہے کہ پلصراط کے قریب سجدے میں سر رکھ کر اپنی امت کے سلامتی کے ساتھ گزرنے کی دعا مانگیں گے میزان کے پاس امت کے اعمال وزن ہوتے ہوئے دیکھیں گے اور وقت پڑنے پر اپنے امتی کی فریاد رسی فرمائیں گے اور حوض کوثر پر اپنی امت کے پیاسوں کو سیراب فرمائیں گے۔

میزان واعمالنامہ:

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام عرش الٰہی کے پاس سبز لباس پہنے ہوئے اپنی اولاد میں سے جنت دوزخ کی طرف جانے والوں کو دیکھ رہے ہوں گے یکا یک آپ کی نگاہ ایک مسلمان پر پڑے گی جسے فرشتے دوزخ کی طرف کھینچے ہوئے لے جاتے ہوں گے حضرت آدم علیہ السلام بے چین ہو کر پکاریں گے اے احمد ﷺ ادھر آؤ دیکھو یہ آپ کے امتی کو فرشتے دوزخ کی طرف لے جا رہے ہیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں یہ سن کر میں فرشتوں سے کہوں گا کہ اے میرے رب کے سپاہیو ذرا ٹھہر جاؤ ملائکہ عرض کریں گے ہم خدا کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتے آپ خدا کی بارگاہ میں عرض کریں یہ سن کر آپ عرش الٰہی کی طرف متوجہ ہونگے اور عرض کریں گے

الٰہی تو نے تو مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ ہم امت کے بارے میں تمہیں غمگین نہیں ہونے دیں گے۔ ارشاد خداوندی ہوگا فرشتو ٹھہر جاؤ میرے محبوب کی فرمانبرداری کرو اور اس بندے کو میزان کی طرف لے جاؤ ملائکہ اسے میزان کے پاس لے جائیں گے اور نبی کریم ﷺ ایک سفید چھوٹا سا پرچہ اپنے پاس سے نکال کر میزان عدالت کے داہنے پلڑے میں رکھ کر فرمائیں گے ترازو اٹھاؤ اس پرچہ کے ترازو میں رکھتے ہی نیکیاں بھاری اور گناہ ہلکے ہو جائیں گے ایک فرشتہ پکارے گا لو اس کی نجات ہوگئی یہ بخشا گیا اسے جنت میں لے جاؤ یہ عجیب واقعہ دیکھ کر وہ شخص کہے گا اے نیک صورت نیک سیرت آپ کون ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرمائیں گے میں تیرا نبی محمد رسول اللہ ﷺ ہوں اور یہ پرچہ کاغذ وہ درود شریف ہے جو تو نے کسی وقت مجھ پر پڑھا تھا۔ (ج1 ص357 جواہر البحار)

فقط اک ذات مصطفےٰ ﷺ کی جو کہ محشر میں بھی کام آئے
کوئی انسان ورنہ کسی کا حشر تک ساتھ دیتا نہیں ہے

پلصراط:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

یضرب الصراط بین ظهرانی جهنم فاکون اول من یجوز من الرسل بامتهٖ ولا یتکلم یومئذ الا الرسل وکلام الرسل یومئذ اللهم سلم سلم. (ج3 ص79 مشکوٰۃ)

پلصراط کو دوزخ کے اوپر کھڑا کیا جائے گا اور میں سب سے پہلا رسول ہوں گا جو پلصراط کے اوپر سے اپنی امت کے ساتھ گزروں گا اس روز رسولوں کے سوا کسی کو کلام کرنے کی اجازت نہ ہوگی اور رسول بھی صرف اتنا کہیں گے اے اللہ ہمیں سلامت رکھ۔

ہمارے نبی کریم ﷺ سربسجود ہو کر گڑگڑا کر اپنی امت کی سلامتی کے لئے

دعا فرمائیں گے کہ یا اللہ میری امت سلامتی کے ساتھ پلصراط کو پار کرے کیونکہ پلصراط ایک روایت کے مطابق پندرہ ہزار سال کی راہ کے فاصلے کے برابر ہوگا پانچ ہزار سال چڑھائی پانچ ہزار سال ہموار راستہ اور پانچ ہزار سال ڈھلوان راستہ ہوگا جیسے کہ شیخ محقق نے مدارج النبوت میں نقل کیا ہے اور ہوگا بھی جہنم کے اوپر ایسے موقع پر حضور ﷺ کا رو رو کر اپنی امت کی سلامتی کے لئے دعا مانگنا امت کی بہت بڑی مدد ہوگی جس کے ذریعے سے آپ کے امتی دوزخ کو عبور کرلیں گے۔

رضا پل سے اب وجد کرتے گزریئے
کہ ہے رب سلّم صدائے محمد ﷺ

پائے کوباں پل سے گزریں گے تیری آواز پر
رب سلّم کی صدا پر وجد لاتے جائیں گے

دوزخ:

حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

بخرج قوم من النار بشفاعة محمد فيدخلون الجنة ويسمون الجهنميين.

ایک قوم حضرت محمد ﷺ کی شفاعت سے دوزخ سے نکالی جائے گی اس کے بعد وہ جنت میں داخل ہوگی اور ان کا نام جہنمی رکھا جائے گا۔

(ج 3 ص 83 مشکوٰۃ)

حضور ﷺ کی امت کے وہ لوگ جو اپنی بداعمالیوں کی بنا پر داخل دوزخ ہوں گے ان کو حضور ﷺ سے یہ فائدہ پہنچے گا کہ وہ حضور علیہ السلام کی شفاعت سے دوزخ سے آزاد ہو کر جنت کے وارث بن جائیں گے۔

اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

ان لکل نبی یوم القیامۃ منبرا من نور وانی لعلی اطولها وانورها.

قیامت کے دن ہر نبی کا نورانی منبر ہوگا اور میرا منبر سب سے زیادہ بلند اور نورانی ہوگا۔

ایک منادی آ کر ندا کرے گا امی نبی کہاں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر نبی کہے گا ہم میں سے ہر نبی امی یعنی امت والا ہے کس کو بلایا گیا منادی دوبارہ آ کر کہے گا امی عربی نبی کہاں ہے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے منبر سے نیچے اتریں گے یہاں تک کہ آ کر جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے خازن پوچھے گا آپ کون ہیں آپ فرمائیں گے میرا نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے وہ پوچھے گا آپ کو بلا بھیجا ہے آپ فرمائیں گے ہاں آپ کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جائے گا رب تعالیٰ اپنی تجلی فرمائے گا اور آپ سے پہلے خدا کسی کے لئے تجلی نہ فرمائے گا نبی کریم ﷺ خدا کے لئے سجدہ ریز ہو جائیں گے اور خدا تعالیٰ کی ان الفاظ میں حمد وثناء بیان فرمائیں گے کہ پہلے اور بعد والوں میں سے کسی نے ایسی حمد وثناء بیان نہ کی ہوگی آپ سے کہا جائے گا اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنا سر اقدس اٹھاؤ بات کرو سنی جائے گی شفاعت کرو قبول ہوگی سوال کرو عطا ہوگا پس آپ سے کہا جائے گا جس کے دل میں گندم کے دانے کے برابر ایمان ہے اس کو دوزخ سے نکال لاؤ اس کے بعد آپ پھر سجدہ ریز ہو جائیں گے اور ایسی حمد وثناء بیان فرمائیں گے جو پہلوں اور بعد والوں میں سے کسی نے نہ کی ہوگی پھر آپ سے کہا جائے گا جس کے دل میں رائی کے برابر ایمان ہے اس کو جہنم سے نکال لاؤ (یہ کام کر کے) آپ پھر سجدہ ریز ہو جائیں گے اور پھر خدا کی حمد وثناء ایسی بیان فرمائیں گے جو پہلوں اور بعد والوں میں

سے کسی نے بیان نہ کی ہوگی پھر آپ سے کہا جائے گا اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنا سر اٹھاؤ بات کرو سنی جائے گی شفاعت کرو قبول ہوگی سوال کرو عطا ہوگا پس آپ فرمائیں گے اے میرے پروردگار جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہے اس کے لئے شفاعت کی اجازت دی جائے خدا فرمائے گا ان کو جہنم سے میں خود نکالوں گا۔ (ج 8 ص 137 ابن حبان)

اس حدیث سے پتہ چلا کہ رسول خدا ﷺ ان لوگوں کی آزادی کے لئے بڑے بیقرار ہونگے جو اپنے صغائر و کبائر کی بنا پر دوزخ میں داخل ہو چکے ہوں گے آپ بار بار خدا کی بارگاہ میں سجدہ کر کے خدا کی تعریف میں رطب اللسان ہوں گے کہ خدا تعالیٰ راضی ہو جائے اور ان دوزخیوں کی جہنم سے آزادی کی اجازت مل جائے خدا بھی اپنے نبی کو راضی کرنے کے لئے فرمائے گا جاؤ ان کو جہنم سے نکال لاؤ۔

کہا مصطفےٰ ﷺ نے کہ اے رب العزت
گناہوں سے لبریز ہے میری امت
تو غفار ہے بخش دے میرے مولا
یہی آپ سے ہے سوال محمد ﷺ
کہا سن کے حق نے کہ اے کملی والے
حقوق شفاعت ہیں تیرے حوالے
جسے تو کہے گا اسے بخش دوں گا
خدا ہو گیا ہم خیال محمد ﷺ

❁❁❁❁

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْئٍ عَلِيْمٌ○

وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے اور وہی پوشیدہ ہے اور اسے ہر چیز کا علم ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی پانچ صفات بیان فرمائی ہیں اول ہونا آخر ہونا ظاہر ہونا پوشیدہ ہونا اور ہر چیز کا علیم ہونا خدا تعالیٰ کی صفات دو طرح کی ہیں بعض صفات وہ ہیں کہ ان کی جھلک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر نہیں ڈالی مثلاً خدا قدیم ہے اس کی مخلوق میں سے کوئی قدیم نہیں رب تعالیٰ واجب الوجود ہے اس کی مخلوق میں سے کوئی واجب الوجود نہیں اور بعض صفات وہ ہیں کہ ان کی جھلک اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں پر ڈالی ہے مثلاً خدا تعالیٰ جب کسی مخلوق کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو فرماتا ہے کُن ہو جا وہ چیز خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق لباس وجود اختیار کر لیتی ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ وَاِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۔

اور جب اللہ تعالیٰ کسی کام کا فیصلہ فرما دے تو کہتا ہے کُن یعنی ہو جا وہ ہو جاتا ہے اور حضور ﷺ سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب فتوح الغیب میں فرمایا۔

یاابن آدم انا اللہ الذی لا الہ الا انا اقول للشئی کن فیکون اطعنی اجعلک تقول للشئی کن فیکون وقد فعل ذالک بکثیر من انبیائہ واولیائہ وخواصہ من بنی آدم۔ (مقالہ نمبر 16 فروح الغیب)

اے انسان میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں جب میں کسی چیز کو پیدا فرمانا چاہوں تو میں کہہ دیتا ہوں کُـــن یعنی ہو جا وہ ہو جاتی ہے۔ تُو میری فرمانبرداری کر میں تجھے بھی کلمہ کن کا مالک بنا دوں گا تو بھی کُن کہے گا تو وہ چیز ہو جائے گی اور یہ کُن اللہ تعالیٰ نے بہت سے اچھے نبیوں اور ولیوں اور برگزیدہ بندوں کو عطا فرمایا مثلاً:

حدیث نمبر 1.

حضرت عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ مشرکین نے حضرت عمار بن یاسر کو آگ میں ڈالدیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان پر گزرے حضور ﷺ حضرت عمار کے سر پر ہاتھ پھیرتے اور یوں فرماتے۔

یانار کونی برداو سلاماً علی عمار کما کنت علی ابراھیم۔

(ج2 ص80 خصائص کبریٰ)

اے آگ عمار پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا جیسے تو ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی ہو گئی تھی۔

حدیث نمبر 2..

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے مروی ہے کہ حکم بن العاص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب کلام فرماتے تو یہ حکم اپنا چہرہ بگاڑتا ایک دن حضور ﷺ نے فرمایا۔

کن کذالک فلم یزل یختلج حتی مات.

ایسا ہی ہو جا تو مرتے دم تک اس کا چہرہ بگڑا رہا۔

(ج2 ص79 خصائص کبریٰ)

حدیث نمبر 3.

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک دن خطبہ دیا ایک آدمی حضور ﷺ کے پیچھے شکل بگاڑ کر آپ کی نقلیں اتار رہا تھا کُن کے مالک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کذالک کُن ایسا ہی ہو جا۔

(ج2 ص79 خصائص کبریٰ)

حدیث نمبر 4.

سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عورت کو نکاح کا پیام دیا اس کے والد نے کہا اسے برص کا مرض ہے حالانکہ ایسا نہ تھا حضور ﷺ نے فرمایا۔

فلتکن کذالک فبرصت.

وہ برص والی ہو جائے تو وہ برص میں مبتلا ہوگئی۔

(ج3 ص19 جواہر البحار)

پس ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم ﷺ کو کلمہ کُن کا مالک ومختار بنا دیا تھا۔

علامہ عبدالوہاب شعرانی نے لکھا ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ جب اللہ تعالیٰ اس دنیا میں اپنے خاص بندوں کو حرف کُن کا وصف عطا فرماتا ہے تو کیا وہ اس سے تصرف بھی کرتے ہیں یا ادباً ترک کر دیتے ہیں پس اس کا جواب یہ ہے کہ شیخ ابن عربی نے فتوحات مکیہ کے باب 177 میں بیان فرمایا کہ بے شک اہل اللہ کا طریقہ یہی ہے کہ جب اللہ انہیں لفظ کُن کا تصرف عطا فرماتا ہے تو وہ اس تصرف کو ادباً ترک کر دیتے ہیں کیونکہ اس کا مقام دار آخرت ہے لیکن وہ بجائے کُن کے اسم اللہ کہہ لیتے ہیں۔ (ج1 ص147 الیواقیت والجواہر)

مثال: مصر میں ایک باا ثر آدمی شیخ ابن عربی کا مخالف تھا اور آپ کے

ارشادات کو باطل کہتا تھا اور آپ پر جھوٹے اتہام لگاتا تھا اس نے ایک دفعہ کسی آدمی کے لئے ایک کتاب نقل کی اس کی ابتداء انتہاء اور ابواب کی سرخیاں سونے اور دوسرے حسین وجمیل رنگوں سے تحریر کیں جب وہ اس کے مختلف اجزاء اپنے سامنے کھول کر صنعت کاری کو ملاحظہ کرنے کے لئے اور حسن کو دیکھنے کے لئے بیٹھا تو ایک بلی نے دیئے کی ڈیوٹ نکال کر ان پر یوں پھیری کہ سب کا ستیاناس کر دیا وہ سید زادہ ساری رات نہ سو سکا صبح سویرے مسودہ لے کر اسے دمشق کے باب الفراء لین کے سامنے نہر میں ڈالنے کے لئے لے چلا اس نے دیکھا کہ شیخ ابن عربی اپنے مدرسہ کے دروازے کے سامنے کھڑے ہیں فرمانے لگے حضرت تشریف لائیے میں نے ایک دفعہ ایک کتاب نقل کی تھی آگے وہ سارا اور قصہ سنا دیا جو اس شریف کو پیش آیا تھا اس شریف نے اپنی سابقہ جہالت اور ضلالت کو نہ چھوڑا اور کہنے لگا کہ مجھے پتہ ہے کہ آپ تک بندی کر رہے ہیں آپ نے فرمایا مجھے کتاب دو شاید اس کے لئے کوئی دوائی بتا سکوں وہ کہنے لگا یہ مکار آج اپنے شر سے بچنے نہ دے گا پھر اس نے رومال کھول دیا شیخ ابن عربی نے فرمایا دروازے کے اندر سے کتابت کا بچا کھچا سامان لے آؤ وہ لایا تو آپ نے اس تحریر پر ڈال دیا وہ نابکار کہنے لگا ایسے لوگ اسی طرح بیڑا غرق کرتے ہیں آپ نے تو اسے تباہ ہی کر دیا۔ سبحان اللہ کیا صنعت کاری کی ہے آپ نے فرمایا جاؤ اب اسے نہر میں ڈال دو وہ نہر کی طرف چلا جی میں کہنے لگا شاید یہ بھی جادو کا کرشمہ ہو کتاب کھولی اسے جھاڑا اب اسے دیکھا تو وہ پہلے سے بھی زیادہ حسین وجمیل بن چکی تھی واپس شیخ ابن عربی کے پاس آیا اور کہا آپ نے بڑا حسین جادو کیا ہے آپ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے ابھی عداوت دور نہیں ہوئی آپ نے اپنا ہاتھ بڑھا کر فرمایا اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو کہتے ہیں بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ کہہ کر اس شریف کا سر اپنے ہاتھ سے اٹھا کر جسم سے الگ کر دیا اور وہ اپنے جسم کو بغیر سر کے دیکھ رہا تھا

ایک ساعت گزرنے کے بعد آپ نے فرمایا اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو کہتے ہیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یعنی یوں ہو جا آپ نے اس کا سراس کے جسم پر رکھ دیا یہ کیفیت دیکھ کراس نے کہا:

اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ وانک ولی اللہ.

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں اور آپ اللہ کے ولی ہیں۔ (ص 543 جامع کرامات اولیاء)

غور فرمایئے کہ آپ نے تسمیہ پڑھ کراس کا سر بدن سے جدا کر دیا لیکن اس کی زندگی میں کوئی فرق نہیں آیا وہ بدستور زندہ رہا اور اپنے وجود کو بغیر سر کے دیکھ رہا تھا پھر آپ نے تسمیہ پڑھ کر اس کا سر اس کے جسم پر رکھ دیا بدن پہلی حالت میں ہو گیا گویا آپ کا بسم اللہ پڑھنا کن کے قائم مقام تھا۔

مرد ملے تے مرض نہ چھوڑے اوگن تے گن کردا
کامل لوگ محمد بخشا لعل بناون پتھر دا

امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ معراج کی رات نبی کریم ﷺ جب اسمائے الٰہیہ کی بارگاہ سے گزرے تو ان اسماء کی صفات سے متصف ہو گئے ان کی عبارت یہ ہے۔

فاذا امر علی الرحیم کان رحیما اوعلی الغفور کان غفورا اوعلی الکریم کان کریما اوعلی الحلیم کان حلیما اوعلی الشکور کان شکورا اوعلی الجواد کان جوادا. (ج 2 ص 34 الیواقیت والجواہر)

جب الرحیم پر گزرے تو رحیم ہو گئے الغفور پر گزرے تو غفور ہو گئے، الکریم پر گزرے تو کریم ہو گئے، الحلیم پر گزرے تو الحلیم ہو گئے، الشکور پر گزرے تو شکور ہو گئے اور الجواد پر گزرے تو جواد ہو گئے۔ آیئے قرآن سے اس دعویٰ کی

تائید پیش کرتے ہیں۔

خدا ہادی ہے:

خدا فرماتا ہے۔ وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍO

اور اللہ صراط مستقیم کی ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہادی ہیں:

ارشاد ہے: وَاِنَّكَ لَتَهْدِىْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍO

بے شک اے محبوب تو صراط مستقیم کی ہدایت دیتا ہے۔

خدا رؤف رحیم ہے:

خدا فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَؤُفٌ رَّحِيْمٌ۔

بے شک اللہ لوگوں پر رؤف رحیم ہے۔

نبی بھی رؤف رحیم ہیں:

خدا فرماتا ہے۔ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ۔

البتہ تحقیق تمہاری جانوں میں سے شاندار رسول آیا کہ تمہارا تکلیف میں مبتلا ہونا ان پر ناگوار گزرتا ہے۔ تم پر حریص ہیں اور مومنوں پر رؤف و رحیم ہیں۔

وہ نامی کہ نام خدا نام تیرا
رؤف و رحیم علیم و علی ہے

خدا روشنی کی طرف لاتا ہے:

ارشاد خداوندی ہے۔ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ۔

اللہ مومنوں کا مددگار ہے ان کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف لاتا ہے۔

نبی بھی روشنی کی طرف لاتا ہے:

خدا فرماتا ہے۔ الٓرٰ کِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ۔

اے محبوب کتاب ہم نے تیری طرف اس لئے نازل کی ہے تا کہ تو لوگوں کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف لے جائے۔

ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اپنی صفات سے متصف فرمایا اب یہ جو پانچ صفات آیت زیر بحث میں ذکر ہوئی ہیں یہ بھی خدا نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائی ہیں چنانچہ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی نے لکھا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جبرئیل امین نے مجھے یوں سلام کیا۔

السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر السلام علیک یاظاهر السلام علیک یا باطن.

میں نے کہا اے جبرئیل یہ تو خالق کی صفات ہیں مخلوق کو کیونکر مل سکتی ہیں عرض کی میں نے خدا کے حکم سے آپ کو یوں سلام کیا ہے اس نے آپ کو ان صفتوں سے فضیلت اور تمام انبیاء مرسلین پر خصوصیت بخشی ہے۔ اپنے نام وصفت سے حضور ﷺ کے لئے نام وصفت مشتق فرمائے ہیں آپ کا نام اول رکھا کہ آپ آفرینش میں تمام انبیاء پر مقدم ہیں اور آخر اس لئے کہ ظہور میں سب سے آخری ہیں اور آخری امت کی طرف خاتم الانبیاء ہیں اور باطن اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے باپ آدم کی پیدائش سے دو ہزار برس پہلے ساق عرش پر سرخ

نور سے اپنے نام کے ساتھ آپ کا نام لکھا اور مجھے درود بھیجنے کا حکم دیا میں نے ایک ہزار سال آپ پر درود بھیجا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بشیر و نذیر داعی الی اللہ اور سراج منیر بنا کر بھیجا اور ظاہر آپ کا نام اس لئے رکھا کہ اس نے اس زمانے میں حضور ﷺ کو تمام ادیان پر غالب کر دیا اور آپ کا شرف و فضل تمام آسمان و زمین پر آشکارا کر دیا تو ان میں کوئی ایسا نہیں جس نے آپ پر درود و سلام نہ بھیجا ہو اللہ تعالیٰ نے بھی آپ پر درود بھیجا آپ کا رب محمود اور آپ محمد آپ کا رب اول آخر ظاہر باطن اور آپ بھی اول آخر ظاہر اور باطن ہیں یہ عظیم بشارت سن کر آپ نے فرمایا۔

الحمد لله الذی فضلنی علی جمیع النبیین حتیٰ فی اسمی وصفتی.

حمد اس خدا کو ہے جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہاں تک کہ میرے نام وصفت میں۔ (ج 2 ص 216 جواہر البحار)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا تو ان کو ان کی اولاد دکھائی گئی پھر دیکھا کہ بعض کو بعض پر فضیلت ہے نیچے سے اوپر کی طرف ایک نور چڑھتا ہوا دیکھا خدا کی بارگاہ میں عرض کی یا اللہ یہ کون ہے فرمایا یہ تیرا بیٹا احمد ہے۔

وھو الاول والآخر وھو اول شافع.

اور وہ اول ہے وہی آخر ہے اور وہ سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہے۔ (ج 1 ص 39 خصائص الکبریٰ)

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ معراج کی رات جب رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سیر فرما رہے تھے تو ایک جماعت پر گزر ہوا انہوں

نے آپ کو ان الفاظ میں سلام کیا۔

السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر السلام علیک یاحاشر.

اور اسی حدیث کے آخر میں ہے کہ جبرئیل نے بعد میں آپ سے کہا جن لوگوں نے آپ کو سلام کیا تھا وہ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ تھے۔ (ج 6 ص 40 زرقانی، ج 2 ص 362 دلائل النبوت)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ امام الانبیاء کو اول آخر ظاہر و باطن کی صفات سے متصف سمجھنا صرف ہمارا ہی عقیدہ نہیں بلکہ حضرت جبرئیل امین، حضرت آدم، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کا بھی۔ یہی عقیدہ ہے معلوم ہوا کہ ہم اہلسنت و جماعت کے عقائد نوریوں اور پیغمبروں والے ہیں۔

اب ان پانچوں صفات پر بالترتیب تشریح ملاحظہ فرمائیں۔

ھوالاول

آیات قرآنی۔ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذَالِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو رب ہے سارے جہان کا اس کا کوئی شریک نہیں یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

ایک اور مقام پر ارشادِ باری ہے۔

قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ

الْمُشْرِكِيْنَ۝

تم فرما دو کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں پہلا مسلمان ہو جاؤں اور تم ہرگز مشرکوں میں سے نہ ہو جانا۔ ظاہر ہے عالم کا کوئی ذرہ اختیاری یا غیر اختیاری اسلام سے خالی نہیں کیونکہ خدا فرماتا ہے۔

وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّاِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ۝

زمین و آسمان میں جو کچھ ہے خوشی اور مجبوری سے اسی کو مانتے ہیں اور اسی کی طرف رجوع لاتے ہیں۔ پھر سب اسلام لانے والوں سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اسی وقت ہو سکتے ہیں جبکہ آپ سب سے پہلے ہوں لہٰذا ان دونوں آیات سے ثابت ہوا کہ آپ کی خلقت تمام کائنات سے پہلے ہے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر۔ تمام عالموں کے لئے حضور ﷺ رحمت ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ہر عالم کا ہر ہر فرد اپنے موجود ہونے میں نبی کریم ﷺ کا محتاج ہے اور جو ذات کسی کے وجود کا سبب ہو وہ یقیناً اس کے لئے رحمت ہے اور رحمت کی حاجت ہوتی ہے اور جس چیز کی حاجت ہوتی ہے وہ محتاج سے پہلے ہوتی ہے اس لئے سب سے پہلے حضور ﷺ کا وجود ہونا ضروری ہے۔

خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰی۔

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں بولے کیوں نہیں۔

تمام بنی نوح انسان کی روحوں سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روح مقدسہ نے رب کی ربوبیت کا اقرار کیا باقی تمام روحوں نے آپ کے اقرار پر اقرار ربوبیت کیا ہے۔

کن فیکون تے کل دی گل ایہہ اساں پہلے دی پریت لگائی
تیں میں حرف نشان نہ ہاں دتی میم گواہی
اجے وی سانوں اوہ پے دسدے بیلے بوٹے کاہی
مہر علی شاہ رل دووین بیٹھے جد سک دوہاں نوں آئی

حدیث نمبر 1.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے خبر دیجئے کہ خدا تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا ہے آپ نے فرمایا۔

یا جابر ان اللہ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ۔

(ج 1 ص 46 زرقانی)

اے جابر تمام اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا ہے۔

چونکہ سب سے پہلے خدا نے آپ کا نور پیدا کیا لہٰذا اس اعتبار سے آپ کو ھوالاول کہہ سکتے ہیں۔

حدیث نمبر 2.

مسلم شریف میں حدیث ہے حضرت انس بن مالک کی روایت سے سرورکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

انا اکثر الانبیاء تبعاً یوم القیامة و انا اول من یقرع باب الجنة.

قیامت کے دن تمام انبیاء سے زیادہ میرے تبعین ہونگے اور میں سب سے اول جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔

حدیث نمبر 3.

ترمذی شریف میں حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

انا اول من تنشق عنه الارض فاكسى حلة من حلل الجنة ثم اقوم عن يمين العرش ليس احد من الخلائق يقوم ذالک المقام غيرى.

میں اول شخص ہوں گا جس پر سے اس کی قبر شق ہوگی بعد ازاں مجھے جنتی حلوں میں ایک حلہ پہنایا جائے گا پھر میں عرش کے دائیں جانب ایسے مقام پر کھڑا ہوں گا جہاں ساری مخلوق میں سے کوئی بھی کھڑا نہ ہوگا۔

تری عظمتوں کی ہو تعریف مجھ سے
میں لاؤں کہاں سے زباں اللہ اللہ

حدیث نمبر 4.

مسلم شریف کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

انا سيد ولد آدم يوم القيامة واول من ينشق عنه القبر واول شافع واول مشفع .

میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں گا سب سے پہلے حجاب قبر مجھ سے دور ہوگا میں پہلا شفیع ہوں اور اللہ کے نزدیک پہلا مقبول الشفاعت۔

حدیث نمبر 5.

حضرت مکحول سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم نے ایک یہودی سے قرض لینا تھا آپ نے اس سے تقاضا کیا اور فرمایا قسم ہے اس کی جس نے تمام انسانوں پر حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فضیلت بخشی میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔ یہودی نے نبی کریم ﷺ کی افضلیت مطلقہ کا انکار کیا فاروق

اعظم رضی اللہ عنہ نے اسے طمانچہ دے مارا یہودی نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں شکایت کی حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے امیر المومنین سے فرمایا تم نے اس کو تھپڑ مارا ہے اسے راضی کرلو اور یہودی کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے یہودی آدم صفی اللہ ہیں ابراہیم خلیل اللہ ہیں موسیٰ نجی اللہ ہیں حضرت عیسیٰ روح اللہ ہیں اور میں حبیب اللہ ہوں۔ اے یہودی اللہ تعالیٰ نے اپنے دو ناموں پر میری امت کے نام رکھے اللہ تعالیٰ سلام ہے میری امت کا نام مسلمین رکھا ہے اللہ تعالیٰ مومن ہے اور میری امت کا نام مومنین رکھا ہے۔ اے یہودی:

ان الجنة محرمة على الانبياء حتى ادخلها وهي محرمة عى الامم حتى تدخلها امتى. (ج 11 ص 510 مصنف ابن ابی شیبہ)

جنت تمام نبیوں پر حرام ہے جب تک میں اس میں داخل نہ ہو جاؤں اور یہ تمام امتوں پر حرام ہے جب تک میری امت اس میں داخل نہ ہو جائے۔

معلوم ہوا قیامت کے دن تمام انبیاء سے اول ہمارے نبی کریم ﷺ داخل جنت ہونگے اور تمام سابقہ امتوں سے پہلے ہمارے نبی کریم ﷺ کی امت داخل جنت ہوگی اس اعتبار سے آپ کو ھوالاول کہہ سکتے ہیں۔

نہ پہنچیں گے جب تک گنہگار ان کے
نہ جائے گی جنت میں امت کسی کی

حدیث نمبر 6.

حضرت علی المرتضیٰ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا۔

من اول الخلق يدعى به الى الحساب يوم القيامة.

قیامت کے دن ساری مخلوق سے پہلے کس سے حساب ہوگا۔

فرمایا اے علی سب سے پہلے حساب کے لئے میں بلایا جاؤں گا میں ایک ساعت خدا کے حضور کھڑا ہوں گا پھر حکم ہوگا دائیں طرف سے جنت میں چلے جاؤ

میں نے عرض کی پھر کس کا حساب ہوگا فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ان کو بھی ایک ساعت خدا کے حضور کھڑا کیا جائے گا اور پھر دائیں طرف سے جنت میں جانے کا حکم ہوگا میں نے کہا اس کے بعد کون ہوگا فرمایا عمر بن خطاب وہ بھی ایک ساعت خدا کے حضور ﷺ کھڑے ہوں گے پھر دائیں طرف سے جنت میں جانے کا حکم ہوگا۔ میں نے عرض کی پھر کون فرمایا اے علی پھر تیرا حساب ہوگا میں نے عرض کی تو عثمان کہاں گئے فرمایا اس کو حیا بطور حظ وافر عطا ہوئی ہے میں نے خدا کی بارگاہ میں سفارش کی کہ اس کا حساب نہ لیا جائے خدا نے قبول فرمالیا۔

(ج13 ص235 کنزالعمال)

ڈر دوزخ دا بدکاراں نوں چاہ جنت نیکاں کاراں نوں

جیہڑہ زلف تری دا قیدی ایہہ اوہ جنت دوزخ کی لجانے

حدیث نمبر 7.

حضرت ابو درداء سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن مجھے سب سے پہلے سجدہ کرنے کا حکم ہوگا اور سب سے پہلے مجھے ہی سجدہ سے سر اُٹھانے کا حکم ہوگا میں اپنے آگے خلق کا ہجوم دیکھوں گا اور اس میں سے اپنی امت کو پہچان لوں گا پھر اسی قسم کا ہجوم اپنے پیچھے دیکھوں گا اور دوسری امتوں سے اپنی امت کو پہچان لوں گا پھر اسی طرح دائیں بائیں دیکھ کر اپنی امت کو پہچان لوں گا ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ اپنی امت کو کیسے پہچان لیں گے حالانکہ حضرت نوح علیہ السلام کی امت سے لے کر آپ کی امت تک سبھی وہاں موجود ہوں گے آپ نے فرمایا میری امت کے لوگ وضو کے اثر سے روشن پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں کے ہوں گے سوائے اس کے اور کوئی امت ایسی نہ ہوگی اور ان کو اس طرح بھی پہچان لوں گا کہ ان کا نامہ اعمال ان کے سیدھے ہاتھ میں ہوگا اور اس طرح شناخت کروں گا کہ ان کی خوردسال اولاد ان

کے آگے دوڑتی ہوگی۔ (ج1 ص79 مشکوٰۃ)

قیامت کے دن چونکہ نبی کریم ﷺ کو سب سے پہلے سجدے کی اجازت ملے گی اور سب سے پہلے ہی سجدے سے سر اُٹھانے کی اجازت ملے گی اس لئے حضور ﷺ کو ھوالاول کہہ سکتے ہیں۔

نوٹ:۔ سجدہ پر مکمل بحث مطلوب ہو تو ہماری کتاب ''مقام سجدہ'' کا مطالعہ فرمائیں۔

حدیث نمبر 8.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قالو یارسول اللہ ﷺ متی وجبت لک النبوۃ قال وآدم بین الروح والجسد۔ (رواہ ترمذی)

صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ کب سے نبی بنے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں اس وقت نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام کی روح کا تعلق جسم سے نہیں ہوا تھا۔

معلوم ہوا کہ تمام انبیاء سے پہلے جن کو نبوت ملی ہے وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں ایک اور مقام پر آپ نے فرمایا: **انا اول النبیین فی الخلق وآخرھم فی البعث** ۔ میں تخلیق کے اعتبار سے تمام انبیاء سے پہلے ہوں اور بعثت کے اعتبار سے سب سے آخری ہوں۔

تخلیق میں پہلے نور ان کا آخر میں ہوا ہے ظہور ان کا
تکوین جہاں ہے ان کیلئے ختم ان پہ نبوت ہوتی ہے

والآخر

آپ آخر ہیں اپنی نبوت کے اظہار کے اعتبار سے آپ کے بعد کوئی

تشریعی غیر تشریعی ظلی یا بروزی نبی نہ آئے گا۔ حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں دلائل ملاحظہ ہوں۔

دلیل نمبر 1.

خدا فرماتا ہے۔

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۝

ترجمہ: محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور تمام نبیوں کے خاتم ہیں اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

دلیل نمبر 2.

ارشاد خداوندی ہے۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔

ترجمہ: آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام ہی پسند کیا۔

اس آیت کے تحت علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے۔

فلا یحتاجون الی دین غیرہ ولا الی نبی غیر نبیھم ولھٰذا جعلہ اللہ خاتم الانبیاء وبعثہ اللہ الی الانس والجن۔

(ج3 ص279 تفسیر ابن کثیر)

ترجمہ: امت محمدیہ ﷺ اور کسی دین کی محتاج نہیں اور اپنے نبی محمد ﷺ کے سوا کسی دوسرے نبی کی اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم الانبیاء یعنی تمام نبیوں کے بعد آنے والا بنایا اور تمام جنوں اور انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا۔

دلیل نمبر 3.

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ.

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے عہد لیا تمام انبیاء سے کہ جب تم کو کتاب و حکمت دوں پھر ایسا رسول تمہارے پاس آئے جو تمہاری آسمانی کتابوں کی تصدیق کرے یعنی محمد ﷺ تو تم سب ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا۔

اس جگہ وجہ استدلال یہ ہے کہ خدا نے فرمایا۔ ''ثُمَّ جَآئَکُمْ رَسُوْلٌ'' اور لغت عرب میں ثم تراخی یعنی مہلت کے لئے آتا ہے مثلاً کوئی کہے جاء نی القوم ثم عمر تو اس کے معنے یہ ہونگے کہ پہلے تمام قوم آئی اور پھر کچھ مہلت کے بعد سب سے آخر میں عمر آیا یہاں النبیین کے بعد ثم جاکم رسول کے معنی یہ ہوں گے کہ تمام انبیاء کے آنے کے بعد سب سے آخر میں حضرت محمد رسول ﷺ بن کر آئے ان کے بعد اور کوئی نبی نہ آئے گا۔

دوسری وجہ استدلال یہ ہے کہ اس آیت میں آپ کو مصدق کہا گیا ہے اور مصدق وہ ہوتا ہے جو اپنے سے پہلے کی تصدیق کرے حضرت آدم علیہ السلام کسی کے مصدق نہیں اس لئے کہ ان سے پہلے کوئی نبی نہیں البتہ وہ بعد میں آنے والے تمام انبیاء کے مبشر ضرور ہیں اس لئے کہ مبشر وہ ہوتا ہے جو بعد میں آنے والے کی بشارت دے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمارے نبی کریم حضرت محمد ﷺ کی بشارت دی۔ خدا فرماتا ہے۔

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِ اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ.

اور اس رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائے گا اس کا نام احمد ہے اور ہمارے رسول اکرم ﷺ کسی کے مبشر نہیں یعنی آپ نے کسی بعد میں آنے والے نبی کی بشارت نہیں دی لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔

دلیل نمبر 4.

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

تَبَارَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَکُوْنَ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرًا o

ترجمہ: مبارک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پر قرآن مجید نازل فرمایا تا کہ وہ تمام جہانوں کا نذیر ہو جائے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ آپ تمام انسانوں کے نذیر یعنی نبی بن کر آئے ہیں کیونکہ نذارت صفت نبوت ہے وہ تمام انسان خواہ آپ کے زمانے میں ہوں یا آپ کے زمانے کے بعد ہوں آپ سب کے نبی ہیں چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

اَنَا رَسُوْلُ مَنْ اَدْرَکَ حَیًّا وَّمَنْ یُّوْلَدُ بَعْدِیْ۔

(طبقات ابن سعد ج6 ص 101)

میں ان کے لئے بھی رسول ہوں جن کو اپنی زندگی میں پاؤں اور ان کے لئے بھی جو میرے بعد ہوں گے۔

الغرض نبی کریم ﷺ تمام اقوام عالم کی طرف مبعوث ہوئے خواہ اب موجود ہوں یا آئندہ قیامت تک ہونے والی ہوں لہٰذا آپ کے بعد باب نبوت ہمیشہ کے لئے بند ہو چکا ہے۔

دلیل نمبر 5.

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْآنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ.

ترجمہ: میری طرف اس قرآن کی وحی کی گئی تا کہ اس کے ذریعے میں تم کو ڈراؤں اور تمام ان لوگوں کو جن کو یہ قرآن پہنچے۔

اس آیت میں صاف طور پر یہ بیان کیا گیا کہ قرآن کریم کی شریعت صرف ان لوگوں کے لئے مخصوص نہیں جو اس وقت موجود ہیں بلکہ قیامت تک جن لوگوں کو یہ قرآن پہنچے ان سب کے لئے یہی شریعت کافی ہے جب نبی کریم ﷺ کی شریعت ان تمام لوگوں کے لئے ہے جن تک قرآن پہنچے تو آپ کی نبوت بھی ان سب کے لئے کافی ہے جن تک قرآن پہنچے اب مرزائی بتائیں کہ ان تک قرآن پہنچا ہے یا نہیں یقیناً پہنچا ہے جب قرآن ان تک پہنچا ہے تو پھر حضور ﷺ ان کے نبی ہیں ان کو کسی جدید نبی کی ضرورت نہیں۔

دلیل نمبر 6.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری مثال مجھ سے پہلے انبیاء کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا ہو اور اس کو بہت عمدہ آراستہ بنایا مگر اس کے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ تعمیر سے چھوڑ دی پس لوگ اس کے دیکھنے کو جوق در جوق آتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی تاکہ تعمیر مکمل ہو جاتی چنانچہ میں نے اس جگہ کو پُر کیا اور مجھ سے ہی قصر نبوت مکمل ہوا۔ (ج2ص238 مسلم شریف، ج2ص398 مسند امام احمد)

دلیل نمبر 7.

جب نبوت کا محل مکمل ہو گیا تو اب کسی آئندہ آنے والے نبی کی ضرورت نہ رہی لہٰذا حضور ﷺ آخری نبی ہیں ان کے بعد نبوت کا اجراء ماننے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ حضرت عبداللہ بن ثابت سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دن نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں بنی قریظہ سے ایک بھائی کے پاس سے گزرا اس نے تورات سے کچھ جامع کلمات لکھ کر مجھے دیئے تاکہ وہ آپ کے سامنے پیش

کروں یہ سن کر آپ کا چہرہ بدل گیا اور فرمایا اس ذات قدوس کی قسم جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر خود موسیٰ علیہ السلام بھی تمہارے اندر آ جائیں اور تم ان کی اتباع کرنے لگو تو تم گمراہ ہو جاؤ اس لئے کہ: انکم حظی من الامم وانا حظکم من النبیینo (ج1 ص51 کنز العمال)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس امت کے لئے کوئی اور نبی نہیں ہو سکتا اور نہ یہ امت کسی اور نبی کی امت بن سکتی ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جب حضور ﷺ کا کوئی امتی موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرنے سے گمراہ ہو سکتا ہے تو جو مرزا غلام احمد کی پیروی کرتے ہیں وہ یقیناً گمراہ ہیں۔

دلیل نمبر 8.

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

فاما وزیرا ی من اھل السماء فجبریل ومیکائیل واما وزیر ای من اھل الارض فابوبکر و عمر۔ (ج3 ص250 مشکوٰۃ)

میرے آسمانوں کے دو وزیر جبرئیل اور میکائیل اور زمین کے دو وزیر ابوبکر اور عمر ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دونوں حضور ﷺ کے وزیر ہیں لیکن اس کے باوجود وہ دونوں نبی نہیں ہیں حالانکہ پہلے نبیوں کے وزیر نبی ہوتے تھے۔ خدا فرماتا ہے۔

وَجَعَلْنَا اَخَاہُ ھَارُوْنَ وَزِیْراً

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہارون کو ان کا وزیر بنا دیا۔

پس جب نبی کریم ﷺ کے دونوں وزیر صدیق اکبر اور فاروق اعظم نبی نہیں حالانکہ انبیاء سابقین کے وزیر نبی ہوتے تھے تو صاف ظاہر ہو گیا کہ اس امت میں سوائے آپ کے اور کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

دلیل نمبر 9.

حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو رسول اکرم ﷺ نے سیاہ رنگ کا ایک درازگوش دیکھا آپ نے اس سے کلام فرمایا اور اس نے آپ سے کلام کیا آپ نے اس سے پوچھا تیرا نام کیا ہے اس نے کہا میرا نام یزید بن شھاب میرے دادا کی نسل سے ساٹھ درازگوش پیدا ہوئے ہیں۔ ان سب پر انبیاء نے سواری کی اور مجھے توقع ہے کہ آپ مجھ پر سوار ہونگے اس لئے کہ:

لم یبق من نسل جدی غیری ولا من الانبیاء غیرک

ترجمہ: میرے دادا کی نسل سے میرے سوا کوئی درازگوش نہیں اور آپ کے سوا کوئی اور نبی باقی نہیں۔ (ص 331 دلائل النبوت)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ گدھا جانتا تھا کہ امام الانبیاء کے بعد اور کوئی نبی باقی نہیں آپ آخری نبی ہیں اور جو یہ کہے کہ حضور ﷺ کے بعد اور نبی آسکتا ہے وہ گدھے سے بھی بدعقل ہے۔

دلیل نمبر 10.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک اعرابی کو دعوت اسلام دی اس نے ایک گوہ آپ کے سامنے ڈال دی اور کہا جب تک یہ گوہ ایمان نہ لائے گی میں آپ پر ایمان نہ لاؤں گا آپ نے اس گوہ سے فرمایا تو کس کی عبادت کرتی ہے اس نے کہا:

الذی فی السماء عرشه وفی الارض سلطانه والبحر سبیله وفی الجنة رحمة وفی النار عذابه فقال من انا قال انت رسول رب العالمین وخاتم النبیین٥ (ج 6 ص 36 دلائل النبوت)

میں اس ذات کی کہ آسمان میں اس کا عرش ہے زمین پر اس کی سلطنت

دریا میں اس کا راستہ جنت میں اس کی رحمت دوزخ میں اس کا عذاب آپ نے فرمایا میں کون ہوں کہا آپ پروردگار عالم کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

جنگل کے وحشی جانور تو آپ کو آخری نبی مانیں مرزائی جنگل کے جانوروں سے بھی بدتر ہیں کہ آپ ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتے۔

والظاہر

آپ ظاہر ہیں اپنی رسالت و نبوت کے اعتبار سے چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا۔

مابین السماء والارض شئی الا یعلم انی رسول اللہ الا کفرۃ الجن والانس۔ (ج22 ص261 طبرانی کبیر)

زمین و آسمان کے درمیان ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں سوائے کافر جنوں اور انسانوں کے۔

فرشتے جانتے ہیں:

خدا فرماتا ہے۔ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی۔

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود شریف بھیجتے ہیں۔

پیغمبر جانتے ہیں:

علامہ اسماعیل حقی نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ:

ان ابراھیم علیہ السلام رای فی المنام جنۃ عریضۃ مکتوب علی اشجارھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ۔

ترجمہ: آپ نے دیکھا کہ جنت کے درختوں پر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ لکھا ہے۔ (ج 3 ص148 روح البیان)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب احبار سے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے ایسے فضائل بیان کریں جن کا تعلق آپ کی ولادت سے ماقبل زمانہ سے ہو آپ نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ایک پتھر تھا جس پر ایک سطر میں لکھا ہوا تھا انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدونی دوسری سطر میں لکھا تھا انا اللہ لا الہ الا انا محمد رسولی طوبی لمن آمن بہ واتبعہ اور تیسری سطر میں لکھا تھا انا اللہ لا الہ انا الحرم لی والکعبۃ بیتی من دخل بیتی امن من عذابی۔ (ج 1 ص 254 انسان العیون)

ان دو واقعات سے معلوم ہوا کہ جد الانبیاء حضرت ابراہیم آپ کی نبوت ورسالت کو بخوبی جانتے تھے۔ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے۔

وارد شدہ است کتابت اسم او بر عرش و آسمان ہا وقصور بہشت وغرفہائے آں و بر سینہ ہائے حور العین و برگہائے درختانِ جنت۔

(ج 4 ص 257 اشعۃ اللمعات)

حدیث میں وارد ہے کہ آپ کا اسم گرامی عرش پر آسمانوں پر جنت کے محلات پر جنت کے چوباروں پر اور حور عین کے سینوں پر اور جنت کے درختوں کے پتوں پر لکھا ہوا ہے۔

لوگ اپنے مکانات اور کوٹھی بنگلوں میں اپنے دروازوں پر اپنا نام لکھوا لیتے ہیں جو اس طرف اشارہ ہے کہ اس مکان کا بنانے والا اگرچہ معمار ہے لیکن مالک میں ہوں اس لئے میں نے اس کے دروازے پر اپنا نام لکھوا لیا ہے بلا مثال تمثیل مذکورہ چیزوں پر نبی کریم ﷺ کا نام لکھا جانا اس طرف اشارہ ہے کہ آپ خدا کی عطا سے ان تمام چیزوں کے مالک ہیں۔

یہ اکرام ہے مصطفٰے پر خدا کا
کہ سب کچھ خدا کا ہوا مصطفٰے کا

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں مکہ کے گردونواح میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا ہم جس درخت اور پہاڑ کے قریب سے گزرتے آواز آتی تھی۔ "السلام علیک یارسول اللہ ﷺ"

(ج 2 ص 153 دلائل النبوت)

پڑھا بے زبانوں نے کلمہ تمہارا
ہے سنگ و شجر میں بھی چرچا تمہارا

درندے بھی آپ ﷺ کو جانتے ہیں:

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت سفینہ کو ایک خط دے کر حضرت معاذ بن جبل کے پاس یمن کی طرف بھیجا راستے میں اس نے دیکھا۔ کہ ایک درندہ راستہ رُوکے بیٹھا ہے انہوں نے اس درندے سے کہا میں رسول اللہ ﷺ کا خط لے کر معاذ بن جبل کے پاس جا رہا ہوں اور اس کو خط دکھایا اس درندے نے اُٹھ کر راستہ چھوڑ دیا اور اپنی آواز میں کچھ کہا اور حضرت سفینہ سلامتی سے گزر گئے حضرت معاذ کو خط دیا اور ان کا جواب لے کر واپس آئے تو وہ درندہ پھر راستہ روکے بیٹھا ہے پھر اس سے کہا یہ رسول اللہ ﷺ کے خط کا جواب ہے اس درندے نے پھر اُٹھ کر راستہ چھوڑ دیا اور پھر ایک آواز نکالی جب حضرت سفینہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو سارا واقعہ بیان کیا فرمایا تم جانتے ہو اس نے پہلی مرتبہ کیا کہا تھا عرض کی فرمائیں آپ نے فرمایا اس نے کہا تھا رسول اللہ ﷺ، ابو بکر، عمر، عثمان اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کا کیا حال ہے اور دوسری مرتبہ اس نے کہا تھا کہ رسولِ خدا ﷺ ابو بکر، عمر، عثمان حیدر کرار، سلمان فارسی، صہیب رومی اور بلال حبشی رضی اللہ عنہم کو میرا سلام کہہ دینا۔

(ج 3 ص 317 تاریخ دمشق)

اہل کتاب بھی آپ کو جانتے تھے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ آتَیْنَاهُمُ الْکِتَابَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَ هُمْ

جن کو ہم نے کتاب دی وہ اسے (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔

اس آیت میں نبی کی معرفت کو بیٹے سے تشبیہ دینے کی تین وجوہات ہیں۔

(ا) باپ نکاح قرار حمل دلائل وغیرہ سے بیٹے کو جانتا ہے اہل کتاب بھی دلائل سے نبی کریم ﷺ کو جانتے تھے۔مثلاً نبی پاک ﷺ بارہ سال کی عمر میں اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ ملک شام کی طرف ایک تجارتی قافلے کے ساتھ تشریف لے گئے جب یہ قافلہ سرزمین بصریٰ میں پہنچا تو وہاں بحیرا نامی ایک راہب رہتا تھا جو تورات، انجیل اور کتب سماویہ کا بہت بڑا عالم تھا اس نے اس تجارتی قافلے کو دیکھا کہ رسولِ خدا ﷺ پر بادل نے سایہ کیا ہوا ہے وہ آیا اور رسولِ خدا ﷺ کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر بولا۔

ھٰذا سید العالمین ھٰذا رسول رب العالمین ھٰذا یبعثه الله رحمة للعالمین. یہ سارے جہاں کے سردار ہیں یہ رب العالمین کے رسول ہیں ان کو خدا تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

قافلے والوں نے پوچھا تمہیں کیسے پتہ چلا اس نے جواب دیا کہ جب تم لوگ اس گھاٹی کے پیچھے سے نکلے تو:

لم یبق شجر ولا حجر الا خر ساجدا ولا یسجدا لا لنبی.

ترجمہ: کوئی درخت اور پتھر نہ رہا جس نے آپ کو سجدہ نہ کیا ہو اور یہ صرف نبی کو سجدہ کرتے ہیں۔(ج 1 ص 194 زرقانی)

(ب) باپ ولادت سے پہلے بیٹے کو جانتا ہے اہل کتاب بھی آپ کو ولادت

سے پہلے ہی جانتے تھے مثلاً حضرت ثعلبہ بن سعنہ اور اسید بن سعنہ اور اسد بن عبید کے اسلام لانے کا سبب یہ تھا کہ یہ بنی قریظہ کے ساتھ رہتے تھے اور یہاں ایک ملک شام کا یہودی رہتا تھا جس کا نام ابن الھیبان تھا وہ نماز کا پابند تھا جب امساک باراں ہو جاتا لوگ اس کو کہتے کہ بارش کی دعا کرو وہ کہتا پہلے ہر آدمی ایک صاع کھجوریں صدقہ دے لوگ صدقہ دیتے یہ دعا کرتا بارش ہونے لگ جاتی کئی مرتبہ ایسا ہوا جب اس کی وفات قریب ہوئی تو اس نے کہا اے گروہ یہود تم جانتے ہو کہ میں نے عیش و عشرت کی زمین شام کو کیوں چھوڑا اور بھوک اور افلاس کی زمین میں کیوں آیا انہوں نے کہا تم بہتر جانتے ہو اس نے کہا ایک نبی کے ظہور کا زمانہ قریب آ گیا ہے اور یہ شہر مدینہ اس کی ہجرت گاہ ہے اے یہودیو اس بات کا خیال رکھنا جب وہ یہاں آ جائے تو کوئی آدمی اس پر ایمان لانے میں تم سے پہل نہ کرے وہ نبی ایسا ہوگا کہ جو اس کی مخالفت کرے گا وہ اس سے جنگ کرے گا اور اس کے اھل و عیال کو قیدی بنا لے گا جب نبی کریم ﷺ نے بنو قریظہ کا محاصرہ کیا تو متذکرہ بالا تینوں آدمیوں نے بنو قریظہ سے کہا یہ وہی نبی ہے جس کی بشارت ابن الھیبان نے دی تھی انہوں نے کہا یہ وہ نہیں ان تینوں نے کہا واللہ یہ وہی ہے پھر یہ تینوں آپ پر ایمان لے آئے۔ (ص 43 دلائل النبوت ابونعیم)

مٹیں تاریکیاں اور راحت و آرام آ پہنچا
نجات دائمی کی شکل میں اسلام آ پہنچا

(ج) باپ اپنے بیٹے کو بچپن ہی سے جانتا ہے اہل کتاب بھی حضور ﷺ کو بچپن ہی سے جانتے تھے۔ مثلاً حضور نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ میں اپنے صحابہ کے سامنے بچپن کے زمانے کے قیامِ مدینہ کی باتیں سنایا کرتے تھے ایک مرتبہ آپ نے فرمایا ایک یہودی مجھ کو دیکھ کر میرے پیچھے پھرا کرتا تھا ایک دن اس نے کہا اے لڑکے تمہارا نام کیا ہے میں نے کہا احمد (ﷺ) پھر اس نے میری پشت پر

(مہر نبوت) کو دیکھا میں نے سنا وہ کہنے لگا یہ اس امت کا نبی ہے۔
(ج 1 ص 79 خصائص کبریٰ)

والباطن

آپ باطن ہیں اپنی حقیقت کے اعتبار سے آپ کی حقیقت کوئی نہیں جانتا سوائے رب قدوس کے دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

دلیل اوّل:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یاابابکر والذی بعثنی بالحق لم یعلمنی حقیقتی غیر ربی.

(جواہر البحار ج 3 ص 197)

اے ابوبکر قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

تمہیں حد عقل نہ پا سکی فقط اتنا حال بتا سکی
تم ایک جلوہ راز تھے جو عیاں تھا رنگ حجاز میں

دلیل دوئم:

حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں کہ میں نے دریائے معرفت میں غوطہ لگایا تا کہ حضور ﷺ کی حقیقت سے آگاہ ہوسکوں لیکن:

فاذا بینی وبینها الف حجاب من نور لو دنوت من الحجاب الاول لاحرقت به کما تحترق الشعرة اذا انقیت فی النار۔

(ج 3 ص 51 جواہر البحار)

میں نے دیکھا کہ میرے اور آپ کی حقیقت کے درمیان ایک ہزار نوری پردے ہیں اگر ایک پردے کے قریب چلا جاؤں تو میں اس سے جل جاؤں

جیسے بال آگ میں ڈالنے سے بھسم ہو جاتا ہے۔

نہ پہنچیں کبھی عقل کل کے فرشتے
خدا جانتا ہے حقیقت کسی کی

دلیل سوئم:

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی نے لکھا ہے کہ زمین سے آسمان کا فاصلہ پانچ سو سال کی راہ کے برابر ہے۔ ایک آسمان کی موٹائی بھی اتنی ہی ہے اور ایک آسمان سے دوسرے آسمان کا فاصلہ بھی اتنا ہی ہے سات آسمان ہیں ساتویں آسمان کے اوپر جنت ہے جنت کے سو درجات ہیں ایک درجہ سے دوسرے درجہ کا فاصلہ بھی پانچ سو سال کی راہ کے برابر ہے اور اس کے اوپر سدرۃ المنتھیٰ ہے اس کے آگے ستر ہزار نوری پردے ہیں ایک پردے سے دوسرے پردے کا فاصلہ بھی پانچ سو سال کی راہ کے برابر ہے۔ پھر عرش آتا ہے عرش کے آگے ستر پردے ہیں ایک پردے سے دوسرے پردہ کا فاصلہ ستر ہزار سال کی راہ کے برابر ہے اور پردے کی موٹائی بھی ستر ہزار سال کی راہ کے برابر ہے اور ان کے آگے ایک فضا ہے جس کی مسافت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس کو عالم رقا کہتے ہیں اور اسمائے الٰہیہ کی بارگاہ ہے اور اس فضا کے آگے سید الکونین والثقلین کے نوری جلوؤں کی ابتداء ہوتی ہے۔ (ج 3 ص 48 جواہر البحار)

خدا جانے کہاں سے جلوۂ جاناں کہاں تک ہے
وہیں تک دیکھ سکتا ہے نظر جس کی جہاں تک ہے

دلیل چہارم:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل۔

اللہ کی بارگاہ میں مجھے وہ قرب نصیب ہوتا ہے جو کسی مقرب فرشتے اور نبی مرسل کو حاصل نہیں ہوتا۔ (ج 1 ص 57 مرقات)

مولانا قاری علیہ الرحمۃ الباری نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ:

اذ فیہ اشارۃ الی تمکینہٖ فی وقت کشوف المشاھدۃ واستغراقہٖ فی بحر الوحدۃ حیث لا یبقی فیہ اثر البشریۃ والکونین.

(ج 1 ص 57 مرقات)

اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے آپ کو کمال تمکنت حاصل ہوتی ہے جبکہ آپ کو مشاہدہ حق ہوتا اور بحر وحدت میں اس قدر مستغرق ہوتے ہیں کہ آپ پر بشریت اور کونین کا اثر باقی نہیں رہتا۔

دلیل پنجم:

علامہ نبہانی نے لکھا ہے کہ:

ان جسدہ الشریف لا یخلو منہ زمان ولا مکان ولا محل ولا امکان ولا عرش ولا کرسی ولا قلم ولا بر ولا بحر ولا سھل ولا وعر ولا برزخ ولا قبر۔ (ج 2 ص 115 جواہر البحار)

آپ کے بدن مبارک سے زمان و مکان کوئی جگہ اور کوئی ممکنہ چیز عرش و کرسی قلم خشکی وتری میدان اور پہاڑ برزخ اور قبر کوئی جگہ خالی نہیں۔

وہ شرف کہ قطع ہیں نسبتیں وہ کرم کہ سب کے قریب ہیں
کوئی کہہ دو یاس و امید سے وہ کہیں نہیں وہ کہاں نہیں

دلیل ششم:

ابو العباس طنجی فرماتے ہیں کہ میں شیخ احمد رفاعی کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ وہ مجھے سلوک کی منازل طے کرائیں انہوں نے کہا کیا تجھے رسول پاک ﷺ

کی معرفت حاصل ہے جاؤ اپنے شیخ عبدالرحیم قناوی کے پاس کہ وہ تمہیں رسول ﷺ کی معرفت سکھائیں تا کہ تو سلوک حاصل کر سکے فرماتے ہیں ان کے پاس میں حاضر ہوا انہوں نے فرمایا جاؤ بیت المقدس کی طرف تا کہ تجھے رسول کریم ﷺ کی معرفت حاصل ہو جائے جب میں بیت المقدس حاضر ہوا۔

کشف اللہ عن بصری فرأیت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم ملا السموٰات والارض والعرش والکرسی ملاسائراہ قطار والا کوان٥ (ج 2 ص 117 جواہر البحار)

اللہ تعالٰی نے میری آنکھوں سے پردے ہٹا دیئے میں نے دیکھا کہ زمین و آسمان عرش و کرسی اور تمام آفاق و اکوان آپ سے بھرے ہوئے ہیں۔

یہ کیفیت بھی بار ہا مجھ پر گزر گئی
تھا جلوہ حضور ﷺ جہاں تک نظر گئی

دلیل ہفتم:

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی نے آپ کے اعضائے انسانی کی تخلیق کے بارے میں لکھا ہے کہ آپ کا سر اقدس برکت سے آنکھیں حیاء سے کان عبرت سے زبان ذکر سے ہونٹ تسبیح سے چہرہ رضا سے سینہ اخلاص سے قلب انور رحمت سے ہتھیلیاں سخاوت سے بال جنتی نباتات سے لعاب دہن جنتی شہد سے بنایا گیا۔ (ج 3 ص 349 جواہر البحار)

یہی وجہ ہے کہ کھارے کنویں آپ کے لعاب دہن ڈالنے سے میٹھے ہو جاتے اور جب ہوا آپ کے بالوں سے ٹکرا کر گزرتی تو خوشبودار ہو جاتی تھی۔

جس چمن میں یار میرے جا کے زلفاں کھولیاں
لے چلی باد صبا خوشبو کی بھر بھر جھولیاں

دلیل ہشتم:

حضرت محمد بن احمد بلخی فرماتے ہیں کہ میں بلخ سے بغداد حاضر ہوا تاکہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت کروں نہ میں نے ان کو اور نہ انہوں نے مجھے پہلے کبھی دیکھا تھا میں نے دیکھا کہ لوگ آپ کو مصافحہ کرنے کے لئے لپکے میں نے بھی آپ سے مصافحہ کیا آپ میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے مرتبے اور نیت کو جان لیا ہے آپ کا یہ کلام میرے زخمی دل کے لئے مرہم ثابت ہوا میری آنکھیں ڈبڈبانے لگیں میں تنہائی پسند ہو گیا ایک رات میں اپنے وظائف کے لئے کھڑا ہوا رات بڑی تاریک تھی میرے دل سے دو آدمی ظاہر ہوئے ایک کے ہاتھ میں پیالہ تھا اور دوسرے کے ہاتھ میں لباس فاخرہ تھا صاحب لباس نے کہا میرا نام علی المرتضیٰ ہے اور یہ مقرب فرشتہ ہے اور اس پیالے میں شراب محبت ہے اور یہ لباس خلعت رضا ہے انہوں نے یہ لباس مجھے پہنا دیا اور صاحب پیالہ نے مجھے پیالہ دیا میں نے پی لیا اس لباس سے ایک نور ظاہر ہوا جس سے مشرق و مغرب چمک اُٹھے اور جب میں نے پیالہ پیا تو مجھ پر مقامات اولیاء ظاہر ہو گئے اور میرے سامنے ایک مقام ظاہر ہوا جس میں میں نے دیکھا کہ کروبیاں روحانیوں اور مقرب فرشتے رکوع کی حالت میں ہیں۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں آپ کے دائیں طرف حضرت آدم، جبرئیل اور ابراہیم علیہم السلام ہیں اور بائیں جانب حضرت نوح، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام ہیں اور آپ کے سامنے دو قطاریں ہیں ایک قطار صحابہ کرام جن میں صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی، حیدر کرار، حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں اور دوسری قطار میں حضور غوث اعظم معروف کرخی، سری سقطی، جنید بغدادی، سہل بن عبداللہ تستری، تاج العارفین ابو الوفا شیخ عدی بن مسافر اور احمد رفاعی رحمہم اللہ ہیں اور نبی کے قریب

صحابہ میں سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور اولیاء کرام میں سے شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں۔ میں نے سنا کوئی کہہ رہا ہے جب مقرب فرشتے انبیاء اور اولیاء حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے مشتاق ہوتے ہیں تو آپ اپنے اعلیٰ مقام سے نزول فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ آپ کی زیارت سے فرشتوں رسولوں اور ولیوں کے چہرے پہلے سے زیادہ نورانی ہو گئے۔ (ج 2 ص 349 جواہر البحار)

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ:

ابوبکر بن مجاہد نے فرمایا تمام عالم میں کوئی چیز ایسی نہیں جس کا ذکر قرآن میں نہ ہو۔ ان کی یہ بات سن کر لوگوں نے دریافت کیا اچھا بتاؤ قرآن میں ''سرائے'' کا ذکر کہاں ہے انہوں نے کہا قرآن میں ارشاد خداوندی ہے۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ.

ترجمہ: ان گھروں میں داخل ہونے میں تم پر کوئی گناہ نہیں جن میں تمہاری (مستقل) سکونت نہیں اور ان میں تمہارا سامان ہے۔

کسی عالم نے امام الانبیاء کی 63 سالہ زندگی قرآن سے ثابت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ سورہ منافقوں قرآن کی 63 ویں سورت ہے جس کے آخر میں ہے

وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا.

ترجمہ: اور ہرگز اللہ کسی جان کو مہلت نہ دے گا جب اس کا وقت آ گیا۔

اس سے پتہ چلا کہ 63 ویں سورت کے آخر میں موت کی خبر اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی عمر 63 سال کی ہو جائے گی تو پھر آپ کا وصال ہو جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں۔

لَوْ ضَاعَ لِیْ عِقَالُ بَعِیْرٍ لَوَجَدْتُهٗ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ.

اگر میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے تو میں اسے قرآن سے تلاش کر لوں گا۔

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں۔

مَامِنْ شَئْیٍ اِلَّا یُمْکِنُ اسْتِخْرَاجُهٗ مِنَ الْقُرْآنِ لِمَنْ فَهَّمَهُ اللّٰهُ.

جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن سمجھنے کی صلاحیت دی ہے وہ قرآن سے ہر چیز نکال سکتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک یہودی نے پوچھا کہ تمہاری اور میری داڑھی کا ذکر قرآن میں کہاں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی داڑھی گھنی تھی اور اس یہودی کے چہرے پر کہیں کہیں بال تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیری اور میری داڑھی کا ذکر قرآن کی اس آیت میں ہے۔

وَالْبَلَدُا لطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَالَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَکِداً.

پاکیزہ زمین سے خوب سبزہ نکلتا ہے اور ناکارہ زمین سے نہیں نکلتا مگر تھوڑا۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَیَقْذِفُوْنَ بِالْغَیْبِ مِنْ مَّکَانٍ بَعِیْدٍo

اور وہ دور جگہ سے غیب پھینک مارتے ہیں۔

اس میں ٹیلیفون، ٹیلی ویژن، ریڈیو وغیرہ کی طرف اشارہ ہے جو دور دراز ملکوں کی خبریں ہم تک پہنچاتے ہیں۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ لِتَرْکَبُوْهَا وَزِیْنَةً وَیَخْلُقُ مَالَا تَعْلَمُوْنَo

اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر تم سوار ہو اور زینت کے لئے اور

وہ (سواریاں) پیدا کرے گا جس کی تمہیں خبر نہیں۔

اس آیت میں وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کا جملہ اشارہ کرتا ہے کہ اور سواریاں بھی معرض وجود میں آئیں گی لہٰذا ٹرک، بس، کار، موٹر رکشہ، سائیکل، موٹر سائیکل، ریل گاڑی، ہیلی کاپٹر، ہوائی جہاز غرضیکہ آج تک جتنی بھی سواریاں معرض وجود میں آئی ہیں وہ اسی جملے سے ثابت ہیں۔

خدا فرماتا ہے۔

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ.

تم فرماؤ کہ وہ قادر ہے کہ تم پر عذاب بھیجے تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے۔

یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ آئندہ زمانے میں لڑاکا طیاروں کے ذریعے سے اوپر سے بمباری ہوگی جو عذاب کی صورت ہوگی اور پاؤں کے نیچے سے عذاب ان بارودی سرنگوں کی طرف اشارہ ہے جو زمین میں بچھائی جاتی ہیں جب دشمن ان پر سے گزرتا ہے تو وہ پھٹ جاتی ہیں اور دشمن ہلاک ہو جاتا۔ بہرحال یہ آیت طیاروں کی ایجاد بمبازی کی خبر اور بارودی سرنگوں کی خبر دے رہی ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ یہ تینوں چیزیں قرآن سے ثابت ہیں اگر ذرا مزید غور و تدبر سے کام لیں تو موجودہ زمانے کی ایجاد آبدوز اور میزائل بھی اسی آیت سے ثابت ہیں کیونکہ میزائل اوپر سے عذاب کا سبب اور آبدوز نیچے سے موجب ہلاکت ہیں۔

خدا تعالیٰ نے فرمایا۔

وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ۔ اور جب وحشی جانور جمع کیے جائیں۔

مختلف قسم کے جانور چڑیا گھروں میں جمع کیے جاتے ہیں لہٰذا یہ آیت قرآن میں چڑیا گھر کا واضح بیان ہے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ۔ اور قسم ہے سلگائے ہوئے سمندر کی۔

وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ۔ اور جب سمندر سلگائے جائیں۔

اب ظاہر ہے کہ سمندروں میں تو پانی ہوتا ہے اور اسے آگ نہیں لگتی بلکہ پانی سے تو لگی ہوئی آگ بھی بجھ جاتی ہے۔ تو پھر وہ کون سے سمندر ہیں جن کو سلگائے ہوئے کہا گیا بنظر غائر مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ سمندروں میں پٹرول اور گیس کے ذخائر ہیں جو ساری دنیا میں کام آتے ہیں ریل گاڑیاں، بحری جہاز، ہوائی جہاز بڑے بڑے کارخانے پٹرول اور گیس سے چلتے ہیں پس پٹرول اور گیس کا ثبوت ان آیات سے ثابت ہوا نیز یہ دونوں چیزیں قرآن کی اس آیت سے بھی ثابت ہیں۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا۔

ترجمہ: اور جب زمین تھرتھرا دی جائے گی جیسا اس کا تھرتھرانا ٹھہرا اور زمین اپنے بوجھ باہر پھینک دے گی۔

جب زمین کو آلات کے ذریعے کھودا گیا اور اس میں پٹرول اور گیس کے کنویں تلاش کئے گئے تو زمین نے لاکھوں ٹن پٹرول اور گیس باہر نکال دی۔

خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ۔ اور جب ستارے ماند پڑ جائیں۔

جب بجلی کی روشنی ہوتی ہے تو ستاروں کی روشنی گویا ماند پڑ جاتی یا بجلی کی روشنی کی تیزی کے سامنے ان کی روشنی بالکل ختم ہو جاتی ہے تو یہ آیت اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ لوگ ستاروں کی روشنی سے بے نیاز ہو جائیں گے بجلی کی ایجاد سے قبل لوگ اندھیری راتوں میں ستاروں کی مدد سے راہ پہچانتے تھے جب بجلی ایجاد ہو گئی تو ستاروں کی روشنی ماند پڑ گئی لوگوں کو ان کی

رہنمائی کی ضرورت نہ رہی بہر حال بجلی کی ایجاد اس آیت سے ثابت ہے۔

بعض لوگ تِبیَانًا لِکُلِّ شَیْئٍ میں کلام کرتے ہوئے یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ کل شے سے مراد بعض چیزیں ہیں اور دلیل میں ہدہد کا قول وَاُوْتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیْئٍ پیش کر کے کہا کرتے ہیں کہ بلقیس کو ہر چیز کہاں دی گئی تھی بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کا اس وقت وجود بھی نہیں تھا بعد میں ایجاد ہوئیں لہٰذا ثابت ہوا کہ کل شے سے مراد بعض چیزیں ہیں ایسے لوگوں پر سخت افسوس ہے جو تدبر سے کام نہیں لیتے اور آیات قرآن کا مفہوم غلط سمجھ کر خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

ان کو غور کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ قول ہدہد کا نقل کیا ہے خود اس نے یہ خبر نہیں دی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہدہد نے آ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر دی۔

اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِیَتْ مِنْ كُلِّ شَیْئٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ.

میں نے ایک عورت کو پایا کہ وہ لوگوں پر حکمرانی کرتی ہے اور اس کو ہر چیز میں سے ملا ہے اور اس کا عرش (تخت) عظیم ہے۔

کسی ایک پرندے کا اپنی سمجھ اور استعداد کے مطابق کل شئی کہنا اور کجا اللہ تعالیٰ کا کل شئی فرمانا کیا برابر ہے۔

چہ نسبت خاک را بعالم پاک

ہدہد کے کل اور خدا تعالیٰ کے کل میں اتنا فرق ہے جتنا ہدہد کے عرش عظیم اور خدا تعالیٰ کے عرش عظیم میں ہے جس کو ہدہد نے عرش عظیم کہا وہ اسی گز لمبا پچاس گز چوڑا اور تیس گز اونچا تھا اور جس کو خدا تعالیٰ نے عرش عظیم کہا ہے اس کی عظمت کا حال یہ ہے کہ:

(ا) آفتاب زمین سے ڈیڑھ سو گنا بڑا ہے اور آسمان میں کتنی ذرا سی جگہ پر موجود ہے پس آسمان کتنا بڑا ہے پھر پہلے سے دوسرا، دوسرے سے تیسرا، اس سے چوتھا، اس سے پانچواں، اس سے چھٹا، اس سے ساتواں بڑا ہے اور ساتوں آسمان کرسی کے سامنے ایسے ہیں جیسے بڑی ڈھال میں سات درہم ڈال دیئے جائیں۔ پھر کرسی عرش کے سامنے ایسی ہی چھوٹی ہے اس سے اندازہ لگا لو کہ عرش کتنا بڑا ہوگا۔

(ب) مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے بیضاوی شریف کے حاشیے میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ قندیلیں پیدا فرمائی ہیں اور انہیں اپنے عرش کے ساتھ معلق فرمایا سارے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے حتیٰ کہ جنت و دوزخ صرف ایک قندیل میں ہے اور باقی میں جو کچھ ہے وہ صرف اللہ جانتا ہے اندازہ کرو کہ جب ایک قندیل اتنی عظیم ہے تو باقی قنادیل کتنی بڑی ہونگی اور جس عرش کے ساتھ یہ لٹک رہی ہیں وہ کتنا عظیم ہوگا۔

(ج) حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عرش الٰہی پر تین سو ساٹھ برج ہیں جو سرخ یاقوت سبز زمرد اور سفید یاقوت سے بنے ہیں اور ہر برج دنیا سے ستر ہزار گنا بڑا ہے۔

اور یہ بھی یاد رہے دنیا ساتویں آسمان سے لے کر ساتویں زمین تک ہے اب اندازہ کرلو کہ عرش کتنا بڑا ہوگا۔

(د) علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ چار فرشتوں نے اللہ کا عرش اُٹھا رکھا ہے اور ایک فرشتے کا کندھے سے لے کر گردن تک کا فاصلہ سات سو سال کی راہ ہے اور دونوں طرفوں کا فاصلہ چودہ سو سال کی راہ ہو گی۔ اسی حساب سے گردن کا بھی فاصلہ ہوگا اندازہ کرو کہ چاروں فرشتوں کا باہمی فاصلہ ان گردنوں سمیت کتنا ہوگا اور جس عرش کو انہوں نے اُٹھا رکھا ہے وہ کتنا عظیم ہوگا۔

(ر) حضرت وھب فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا کیا عرش کی ستر ہزار ٹانگیں ہیں اور ہر ٹانگ زمین و آسمان کی گولائی کی مانند ہے اندازہ کرو عرش کتنا بڑا ہے۔

اب تک کی بحث کا حاصل یہ ہوا کہ قرآن میں ہر چیز کا علم ہے اور اب سنئے کہ قرآن کا علم سینہ مصطفیٰ ﷺ میں ہے خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ.

ترجمہ: رحمٰن نے (اپنے محبوب کو) قرآن سکھایا پیدا کیا انسان کو اور سکھایا اس کو بیان۔

تعلیم قرآن:

اگر شاگرد کے علم میں کچھ کمی رہے تو اس کی صرف چار ہی وجوہات ہو سکتی ہیں۔

(ا) شاگرد نااہل اور کند ذہن ہے استاد سے پورا فیض نہ لے سکا۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خدا نے اتنی عقل دی کہ اگر عقل کے سو حصے ہوں تو ننانویں حصے عقل آپ کو دی گئی اور بعض نے یہ لکھا کہ ساری دنیا کی ریت ایک جگہ اکٹھی کر دی جائے اور اس میں سے ایک ذرہ الگ کر دیا جائے تو ایک ذرنے کے برابر تمام انسانوں کی عقل ہے اور باقی جو ساری ریت کا ڈھیر ہے اس کے برابر ہمارے حضور علیہ السلام کی عقل ہے آپ جو چیز ایک مرتبہ سن لیں وہ بھولتی نہیں اس سے اندازہ لگائیں کہ آپ کتنے کامل العقل اور کامل الحفظ ہیں۔

(ب) استاد کامل نہ ہو اور مکمل سکھا نہ سکے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سکھانے والا خدا ہے جس کے بارے میں زمین کے کسی گوشے میں یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ سکھانے والا کامل نہیں۔

(ج) استاد یا تو بخیل ہے یا اس شاگرد سے زیادہ کوئی اور محبوب ہے بخل کی نسبت

خدا کی طرف جائز ہی نہیں اور حضور ﷺ سے زیادہ کوئی خدا کا محبوب بھی نہیں۔

(د) جو کتاب پڑھائی جائے وہ ناقص ہے قرآن کے بارے میں تصور سرے سے ہی غلط ہے قرآن وہ کامل کتاب ہے جس میں تمام علوم جمع کر دیئے گئے ہیں۔

جب ان میں سے کوئی بات نہیں تو ماننا پڑے گا کہ سکھانے والا ہر نقص سے پاک سیکھنے والا کامل جو کتاب سکھائی گئی وہ کامل لہٰذا علم مصطفٰے میں کمی کیسے رہ سکتی ہے۔

تخلیق انسان:

خلق الانسان میں الانسان پر الف لام معرفہ کا ہے اس سے مراد انسان کامل حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

تعلیم بیان:

تفسیر صاوی کے مطابق اس سے مراد علم ما کان وما یکون وما ھو کائن وہ علم جو ہو چکا اور جو ہو رہا ہے اور جو ہوگا۔

تفسیر خازن ومعالم کے مطابق علم ما کان وما یکون جو ہو چکا اور جو ہوگا

ان تفاسیر سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو زمانہ ماضی، زمانہ حال اور زمانہ استقبال تینوں زمانوں سے متعلق علوم غیبیہ عطا فرمائے جن کا ثبوت احادیث میں موجود ہے۔

جب ہر چیز کا علم لوح محفوظ میں اور لوح محفوظ کا تفصیلی علم قرآن اور قرآن کا علم سینہ مصطفٰے میں ہے تو نتیجہ یہ نکلا ہر چیز کا علم سینہ مصطفٰے میں ہے اب آپ کے علم کل کے بارے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

حدیث نمبر 1.

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

میرا رب ایک رات میرے پاس احسن صورت میں آیا اور میں اس کو یقین سے جانتا ہوں کہ میں اس وقت احسن صورت میں اپنے رب کے ساتھ ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد ﷺ میں نے عرض کی لبیک اے میرے رب اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فیم یختصم الملاء الاعلیٰ قلت لا ادری قالھا ثلاثا فرایتہ وضع کفہ بین کتفی حتی وجدت بردانا ملہ بین ثدیی فیتجلی لی کل شئی و عرفت۔ (ج 8 ص 158 کنز العمال، ص 72 مشکوٰۃ)

یہ بڑے بڑے فرشتوں کا گروہ کس بات میں جھگڑا کر رہا ہے میں نے عرض کی میں نہیں جانتا اس بات کو اللہ نے تین بار فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اللہ تعالیٰ نے میرے دونوں شانوں کے درمیان اپنا دست قدرت رکھا حتیٰ کہ اس کی انگلیوں کی ٹھنڈک میرے سینے تک پہنچی تو میرے واسطے کل شئی روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لیا۔

حدیث نمبر 2.

عن جابر بن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم انہ عرض علی کل شئی تولجونہ۔

(ج 1 ص 297 مسلم شریف)

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے سامنے کل چیزیں پیش کی گئیں جن میں تم داخل ہوں گے۔

حدیث نمبر 3.

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم رایت فی مقامی ھذا کل شئی وعدتم۔

فرمایا اس مقام میں مَیں نے ہر اس چیز کو دیکھ لیا جس کا تم وعدہ کیے گئے

ہو۔(ج 1 ص 294 مسلم شریف)

ان تینوں احادیث میں کل کا لفظ موجود ہے جس سے پتہ چلا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو کل شئی کا علم عطا فرمایا ہے اور عطائے الٰہی سے آپ کلی علم جانتے ہیں۔

حدیث نمبر 4.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے ان چیزوں کے بارے میں سوالات کیے گئے جن کو آپ ناپسند فرماتے جب سوالات کی کثرت ہوئی تو آپ ناراض ہوئے اور فرمایا **سلونی عما شئتم** پوچھو جو تم چاہتے ہو عبداللہ نے کہا میرا باپ کون ہے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔ دوسرا سعد نامی آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا میرا باپ کون ہے فرمایا سالم مولی شیبہ ہے۔

(ج 1 ص 19 بخاری + ج 2 ص 294 مسلم)

اس حدیث پر غور فرمائیں کہ جب لوگ نازیبا سوالات کرنے سے باز نہ آئے تو:

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے غضبناک ہو کر فرمایا جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو اور یہ جملہ اس بات پر دلالت کرتا ہے آپ کو علم کل حاصل ہے ورنہ آپ، یہ نہ فرماتے۔

تری نظر میں رائی رائی
علم میں تیرے ساری خدائی
تجھ کو خدا نے آپ پڑھایا
صلی اللہ علیہ وسلم

❀❀❀❀

قلب انسانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ o

ترجمہ: بے شک اس قرآن میں اس شخص کے لئے نصیحت ہے جس کے پاس دل ہے۔

خدا تعالیٰ نے انسان کو دو ہاتھ دو کان دو آنکھیں دو پاؤں ایک زبان اور ایک دماغ اور ایک دل عطا فرمایا ان تمام اعضاء کا بادشاہ دل ہے دل میں نیکی کا خیال پیدا ہو تو سارا جسم نیکی میں مصروف ہو جاتا ہے اور اگر دل میں گناہ کرنے کا خیال پیدا ہو تو سارا بدن گناہ کے ارتکاب کا شکار ہو جاتا ہے اکبر بادشاہ خراب ہوا ''دین الٰہی'' ایجاد کیا ساری رعایا خراب ہو گئی اورنگ زیب بادشاہ نیک سیرت انسان تھا تو ساری رعایا درست ہو گئی اسی طرح دل درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور اگر دل خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔

حضرت لقمان جو حبشی غلام بڑھئی تھے ان سے ایک روز ان کے مالک نے کہا کہ بکری ذبح کرو اور اس کے گوشت کے دو بہترین اور نفیس ٹکڑے میرے پاس لاؤ وہ دل اور زبان لے گئے کچھ دنوں بعد ان کے آقا نے پھر یہی حکم دیا اور کہا کہ آج اس گوشت کے دو بدترین اور خبیث ٹکڑے لے آؤ آپ آج بھی وہی دونوں چیزیں یعنی زبان اور دل لے گئے مالک نے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے کہ بہترین ٹکڑے تجھ سے مانگے تو تُو یہی دو لایا اور بدترین مانگے تو تُو نے یہی لا دیئے یہ کیا بات ہے آپ نے فرمایا جب یہ دونوں اچھے رہیں تو ان سے بہتر جسم کا کوئی حصہ نہیں اور جب یہ بُرے بن جائیں تو پھر سب سے بدتر یہی ہیں۔

(ج 21 ص 43 ابن کثیر)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کے نبی پر آسمان سے ایک مہر شدہ خط آیا جس میں کچھ سوالات تھے اور آپ سے کہا گیا کہ اپنے بیٹے سلیمان سے ان سوالوں کے جوابات پوچھو اگر وہ بتا دیں تو وہ آپ کے بعد خلیفہ ہوں گے حضرت داؤد علیہ السلام نے پچاس صوفیا کرام اور پچاس علماء کو بلایا اور حضرت سلیمان کو ان کے سامنے بٹھایا اور فرمایا بیٹا آسمان سے ایک خط نازل ہوا ہے جس میں کچھ سوالات ہیں مجھے حکم ہوا کہ میں وہ سوالات تم سے پوچھوں اگر تو ان سوالوں کے جوابات بتا دے تو تُو میرے بعد میرا خلیفہ ہوگا حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا آپ پوچھیں یا نبی اللہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے گا تو میں ان سوالات کے جواب ضرور دوں گا۔ فرمایا اے میرے بیٹے بتاؤ۔

ما اقرب الاشیاء: تمام چیزوں سے زیادہ قریب کونسی چیز ہے؟

ما ابعد الاشیاء: تمام چیزوں سے زیادہ دور کونسی چیز ہے؟

ما آنس الاشیاء: تمام چیزوں سے زیادہ کس چیز سے انس ہوتا ہے؟

ما اوحش الاشیاء: تمام چیزوں سے زیادہ کس چیز کی وحشت ہوتی ہے؟

ما القائمان: وہ کونسی دو چیزیں ہیں جو قائم ہیں؟

ما المختلفان: وہ کونسی دو چیزیں ہیں جن میں اختلاف ہے؟

ما المتباغضان: وہ کونسی دو چیزیں ہیں جن میں آپس میں دشمنی ہے؟

انسان کی وہ کونسی دو کیفیات ہیں کہ ایک کے بعد دوسری کیفیت طاری ہو جائے تو لوگ تعریف کرتے ہیں؟ اور انسان کی وہ کونسی دو کیفیات ہیں کہ ایک کے بعد دوسری کیفیت طاری ہو جائے تو لوگ مذمت کرتے ہیں؟

حضرت سلیمان نے جواب دیا سب سے زیادہ قریب یوم آخرت ہے سب سے زیادہ دور وہ دنیا جو ہاتھ سے نکل جائے اور انسان کو سب سے زیادہ اپنے بدن سے محبت ہوتی ہے جب کہ اس میں روح موجود ہو اور انسان کو سب

سے زیادہ اس بدن سے وحشت ہوتی ہے جس سے روح پرواز کر جائے اور جو دو چیزیں قائم ہیں وہ زمین و آسمان ہیں اور جن دو چیزوں میں اختلاف ہے وہ دن اور رات ہیں اور جن دو چیزوں میں دشمنی ہے وہ موت و حیات ہیں اور وہ دو کیفیات کہ ایک دوسری پر طاری ہو جائے تو لوگ تعریف کرتے ہیں وہ غصے کی حالت پر حلم کا طاری ہو جانا ہے اور وہ دو کیفیات کہ ایک دوسری پر طاری ہو جائے تو لوگ مذمت کرتے ہیں وہ غصے کے بعد اور زیادہ غصے کا آنا ہے۔

بعد ازاں ان صوفیاء کرام اور علماء نے کہا ہم تب راضی ہوں گے جب ہمارے بھی ایک سوال کا جواب دیں حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا پوچھو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی فرمایا پوچھو اللہ کی توفیق سے جواب دوں گا انہوں نے سوال کیا۔

وہ کونسی شے ہے کہ جب وہ ٹھیک ہو جائے تو ہر چیز درست ہو جاتی اور جب اس میں فساد آ جائے تو ہر چیز میں فساد آ جاتا ہے؟

حضرت سلیمان علیہ السلام نے جواب دیا کہ وہ "دل" ہے کہ اس کے درست ہونے سے ہر چیز درست ہو جاتی ہے اور اس کے خراب ہونے سے ہر چیز خراب ہو جاتی ہے۔ انہوں نے کہا آپ نے درست جواب دیا ہے آپ حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد ان کے خلیفہ ہیں حضرت داؤد علیہ السلام نے حکومت کی ذمہ داری حضرت سلیمان علیہ السلام کو سونپی اور دوسرے دن آپ کی وفات ہو گئی۔ (ج 2 ص 254 ابن عساکر)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بخاری و مسلم میں موجود ہے آپ نے فرمایا۔

ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله الاوهی القلب.

انسان کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جب وہ ٹھیک ہو جائے تو

سارا جسم ٹھیک ہو جاتا ہے۔اور اگر یہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔خبردار وہ "دل" ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ:

ان اللہ لا ینظر الی صورکم ولا الی اعمالکم ولکن ینظر الی قلوبھم ونیاتکم.

بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور عملوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دل اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے۔

دل خدا کی نظر کا مقام ہے تعجب ہے کہ انسان ظاہری چہرے اور بدن کی سجاوٹ کا کتنا خیال رکھتا ہے اور دل کی زینت کی طرف متوجہ نہیں حالانکہ چہرے کو لوگ دیکھتے ہیں اور دل کو خدا دیکھتا ہے افسوس ہے دل کفر وشرک نفاق کی گندگی سے لبریز ہو اور ظاہری شکل وصورت کو خوب سے خوب تر بنانے کی کوشش کی جائے دل صغائر و کبائر کی آلودگیوں میں ملوث ہو اور چہرے کو روزانہ بہترین صابن سے صاف وستھرا بنایا جائے۔

پاک ہوویں تے پاک ملے بن پا کیوں پاک نہ ملدا
سارے جسم دے دھون کولوں اکو دھوئے ٹکڑا دل دا

مادہ کچھوا اپنے انڈوں پر نہیں بیٹھتی بلکہ انڈوں سے دور جا کر بیٹھ جاتی ہے اور اپنے انڈوں کو دیکھتی رہتی ہے اس کے اس دیکھنے سے ان انڈوں میں بچے پیدا ہو جاتے ہیں یعنی اس کی نظر بے جان انڈوں میں جاندار مخلوق پیدا کر دیتی ہے تو جس دل کو خدا دیکھتا ہے وہ دل بھی یقیناً زندہ ہو جاتا ہے وہ دل مردہ نہیں رہ سکتا لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے دل کو جملہ گناہوں سے پاک رکھے تا کہ وہ خدا تعالیٰ کی نظر کا اعلیٰ مقام بن جائے۔

من وجہ دل کی چھ اقسام ہیں۔کافر کا دل، منافق کا دل، مومن کا دل،

ولی کا دل، صحابی کا دل، اور نبی کا دل۔ اب ان پر بحث ملاحظہ ہو۔

کافر کا دل:

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ.
آنکھیں اندھی نہیں بلکہ سینوں میں دل اندھے ہیں۔
خدا فرماتا ہے۔ فَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُنْكِرَةٌ۔
وہ لوگ جو آخرت کو مانتے ہیں ان کے دل منکر ہیں۔
اس سے مراد کافروں کے دل ہیں جو وعظ و نصیحت کو قبول نہیں کرتے اور اندھے ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے۔
خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ۔ خدا تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔
ڈاک خانے والے جب ڈاک تھیلے میں ڈال دیتے ہیں تو پھر اس تھیلے کا منہ بند کر کے اوپر مہر لگا دیتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ اب اندر کی ڈاک باہر نہیں آسکتی اور باہر سے کوئی ڈاک اندر نہیں جاسکتی جب اللہ تعالیٰ کسی کافر کے دل پر مہر لگا دے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دل کی گمراہی باہر نہیں آسکتی اور باہر سے ہدایت دل میں نہیں جاسکتی۔

اور جب کافر کے دل پر خدا تعالیٰ مہر لگا دے تو وہ اتنا شقی القلب بن جاتا ہے کہ خود نبی کی زبان فیض ترجمان سے خدا کا قرآن سن کر یا نبی کا کوئی عظیم معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتا مثلاً علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ابوجہل چھپ کر رات نبی کریم ﷺ سے قرآن سننے کے لئے آیا اسی طرح ابوسفیان بن حرب اور اخنس بن شریک بھی ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی صبح تک تینوں چھپ کر حضور ﷺ سے قرآن سنتے رہے دن کا اجالا ہونے لگا واپسی میں ایک سنگم پر تینوں کی ملاقات ہوئی ہر ایک نے دوسرے سے کہا تم کیسے آئے اب

سب نے آپس میں معاہدہ کیا کہ آئندہ ہمیں قرآن سننے کے لئے نہیں آنا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمیں دیکھ کر قریش کے نوجوان بھی آنے لگیں۔ اور آزمائش میں پڑ جائیں جب دوسری رات آئی تو ہر ایک نے یہی گمان کیا کہ وہ دونوں تو نہیں آئے ہونگے چلو قرآن سن لیں غرضیکہ پھر صبح کے وقت تینوں کی ملاقات ہوئی اور خلاف معاہدہ کرنے پر ہر ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگا اور دوبارہ معاہدہ کر لیا کہ آئندہ نہ آئیں گے اور جب تیسری رات ہوئی پھر تینوں حضور ﷺ سے قرآن سننے گئے اور پھر صبح کے وقت معاہدہ کر لیا کہ آئندہ سے ہرگز نہ آئیں گے اخنس ابوسفیان کے پاس گئے اور کہا اے ابوحنظلہ تمہاری کیا رائے ہے تم نے محمد (ﷺ) سے جو قرآن سنا ہے اس کے بارے میں کیا کہتے ہو ابوسفیان کہنے لگا اے ابوثعلبہ خدا کی قسم میں نے جو باتیں سنیں ان کو خوب پہچانتا ہوں اور ان کا جو مطلب ہے اسے بھی جانتا ہوں لیکن بعض باتوں کے معنی نہ سمجھ سکا اخنس نے کہا خدا کی قسم میرا بھی یہی حال ہے پھر اخنس ابوجہل کے پاس گیا اور کہا اے ابوالحکم محمد (ﷺ) سے جو قرآن سنا تھا اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے ابوجہل نے کہا ہم اور بنو عبد مناف مقام شرف حاصل کرنے میں ہمیشہ دست و گریبان رہے انہوں نے دعوتیں کیں تو ہم نے بھی کیں انہوں نے خیر و سخاوت کی تو ہم نے بھی کی حتیٰ کہ ہم تو پاؤں جوڑے بیٹھے رہے اور وہ کہنے لگے کہ ہمارے پاس خدا کا پیغمبر ہے اس پر آسمان سے وحی آتی ہے تو اب ہم یہ بات کہاں سے لائیں خدا کی قسم ہم اس پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ (ج 7 ص 56 ابن کثیر)

دیکھا آپ نے کہ ابوجہل تین راتیں ساری ساری رات حضور ﷺ سے بلاواسطہ قرآن سنتا رہا لیکن پھر کہنے لگا خدا کی قسم میں ان پر ایمان نہ لاؤں گا یہ ہے دل پر مہر کا نتیجہ اور اندھے دل کا انجام۔

علامہ خرپوتی نے لکھا ہے کہ جب ابوجہل اور اس کے ساتھی مشرکین مکہ نبی کریم ﷺ کے مقابلے میں عاجز آ گئے اور شریعت روز افزوں ترقی کرنے لگی

لوگ آپ پر ایمان لانے لگے تو انہوں نے امیر شام حبیب بن مالک کو ایک خط لکھا جس میں تحریر تھا کہ اے بادشاہ ہمارے ہاں ایک آدمی ظاہر ہوا ہے جو (معاذ اللہ) جھوٹا اور جادوگر ہے وہ خدا کو ایک مانتا ہے اور اس نے ایک نیا دین ایجاد کیا ہے اور وہ ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے اور جب بھی اس سے ہمارا مقابلہ ہوا وہ دلائل سے ہم پر غالب آ گیا۔

آج حالت یہ ہے کہ تیرا اور تیرے آباؤ اجداد کا دین کمزور ہو گیا ہے اس آدمی کے دین کے پھیلنے سے پہلے آ کر اس کی خبر لے حبیب بن مالک بارہ ساتھیوں کے ہمراہ آیا اور مقام ابطح پر قیام پذیر ہوا ابوجہل نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ بڑے تحائف کے ساتھ اس کا استقبال کیا حبیب بن مالک نے ابوجہل کو اپنے دائیں جانب بٹھایا اور حضرت محمد ﷺ کے حالات دریافت کیے ابوجہل نے کہا اے سردار بنی ہاشم سے پوچھ لیں حبیب نے ان سے معلوم کیا انہوں نے کہا اس نے بچپن ہی سے سچ بولا ہے جب اس کی عمر چالیس سال کی ہوئی وہ ہمارے معبودوں کو گالیاں دینے لگا اور ہمارے آباؤ اجداد کے دین کے علاوہ ایک اور دین ایجاد کیا حبیب نے کہا محمد (ﷺ) کو بلاؤ ایک قاصد کو بلانے کے لئے بھیجا حضور علیہ السلام صدیق اکبر اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر اس حال میں تشریف لائے کہ سرخ حلہ زیب تن تھا سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا آپ کے دائیں جانب صدیق اکبر اور پیچھے خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہم تھیں جب حبیب بن مالک نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو تعظیماً کھڑا ہو گیا جب حضور ﷺ تشریف فرما ہوئے تو آپ کے رخ انور سے نور کی شعاعیں چمکنے لگیں زبانیں گنگی ہو گئیں اور لوگوں پر آپ ﷺ کی ہیبت طاری ہو گئی اس حبیب نے کہا اے محمد (ﷺ) تو جانتا ہے کہ انبیاء کرام صاحب معجزات ہوتے ہیں کیا تو بھی صاحب معجزہ ہے آپ نے فرمایا تو کیا چاہتا ہے حبیب نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ سورج غروب ہو جائے

اور چاند نکل آئے اور اس کے دو ٹکڑے ہو کر زمین پر نازل ہوں وہ دونوں ٹکڑے آسمان پر جا کر روشنی دینے والا چاند بن جائے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر یہ معجزہ دکھا دوں تو کیا تو ایمان لے آئے گا اس نے کہا ہاں بشرطیکہ آپ میرے دل کی بات بھی بتا دیں رسول خدا ﷺ کوہ ابوقبیس پر تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی پھر اپنے رب سے دعا فرمائی حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض۔

ان اللہ سخرلک الشمس والقمر واللیل والنھار.

بلاشبہ خدا نے آپ کے لئے آفتاب و مہتاب اور دن رات مسخر کر دیئے اور حبیب بن مالک کی ایک لڑکی ہے جس کے نہ ہاتھ ہیں نہ پاؤں اور نہ آنکھیں خدا تعالیٰ نے اس کے ان تمام اعضاء کو درست فرما دیا ہے۔

حضور علیہ السلام پہاڑ سے نیچے تشریف لے آئے اور جبرائیل امین علیہ السلام ہوا میں معلق تھے اور ان کے ساتھ صف بستہ فرشتے تھے نبی کریم ﷺ نے آفتاب کو اپنی انگلی سے اشارہ کیا۔ وہ غروب ہو گیا اور سخت اندھیرا چھا گیا اور چاند طلوع کر آیا اور وہ بھی چودھویں رات کا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف بھی انگلی سے اشارہ کیا چاند دو ٹکڑے ہو کر زمین پر اترا پھر آسمان پر چمکدار چاند بن گیا پھر پہلے کی طرح سورج نکل آیا پھر حبیب نے کہا ایک شرط باقی رہ گئی نبی کریم ﷺ نے فرمایا تیری لڑکی کے اعضاء درست ہو گئے ہیں۔

جس نے ٹکڑے کیئے ہیں قمر کے وہ ہے
نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی ﷺ

اس وقت حبیب بن مالک کھڑا ہو کر کہنے لگا ایمان کے بعد کفر نہیں خوب جان لو۔

انی اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمد اعبدہ ورسولہ.

ابوجہل نے کہا تم اس جادوگر پر ایمان لاتے ہو پھر حبیب بن مالک شام چلا گیا اس حال میں کہ وہ اب مسلمان تھا اور اپنے محل میں داخل ہوا اس کی لڑکی نے یہ کہتے ہوئے اس کا استقبال کیا کہ

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمد اعبدہ ورسولہ

حبیب بن مالک نے اس لڑکی سے پوچھا ان کلمات کا تمہیں کیسے علم ہوا اس نے کہا خواب میں ایک ہستی تشریف فرما ہوئی اس نے کہا تیرا باپ مسلمان ہو گیا ہے اگر تو بھی مسلمان ہو جائے تو تیرے اعضاء تجھے واپس کر دیئے جائیں گے پس میں خواب میں مسلمان ہوگئی اور صبح میں صحیح اور تندرست تھی۔

(ص 133 خسرہ پوتی)

تھوڑی دیر ہوئی اک آیا کالیاں زلفاں والا
دو گھڑیاں میرے من وچہ بیٹھا کر گیا نور اجالا

اس واقعہ سے پتہ چلا کہ:

(۱) سورج چاند دن اور رات آپ کے زیر فرمان کر دیئے گئے۔

(۲) ابوجہل نبی کریم ﷺ کا یہ عظیم معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لایا کیونکہ اس کے دل پر خدا تعالیٰ نے مہر لگا دی۔

(۳) امور ممکنہ سے متعلقہ حضور ﷺ کی دعا اللہ رد نہیں فرماتا بلکہ قبول فرمالیتا ہے۔

منافق کا دل:

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ۔ ان کے دلوں میں بیماری ہے۔

دل کی بیماری کا مطلب یہ نہیں کہ دل کو بخار ہے یا کوئی دل کو نزلہ و زکام کا عارضہ ہے بلکہ مطلب یہ کہ ان کے قلبی نظریات یعنی عقیدے درست نہیں منافقوں کے عقائد میں سے ایک عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے علم غیب کے

منکر ہیں چنانچہ علامہ علاؤ الدین نے تفسیر خازن کے اندر لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

عرضت علی امتی فی صور فی الطین کما عرضت علی آدم واعلمت من یومن بی ومن یکفربی۔

مجھ پر میری امت پیش کی گئی اپنی اپنی صورتوں میں جس طرح حضرت آدم علیہ السلام پر پیش ہوئی تھی اور مجھے بتا دیا گیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون میرا انکار کرے گا۔

یہ خبر منافقوں کو پہنچی تو وہ ہنس کر کہنے لگے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ان کو لوگوں کی پیدائش سے پہلے ہی کافر و مومن کی خبر ہو گئی ہے ہم تو ان کے ساتھ ہیں اور ہمیں پہچانتے نہیں یہ خبر حضور علیہ السلام کو پہنچی تو آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور خدا کی حمد و ثنا بیان فرمائی پھر فرمایا۔

ما بال اقوام طعنوا فی علمی لا تسئلونی عن شئی فیما بینکم وبین الساعۃ الا انباتکم بہ۔ (ج 1 ص 382 تفسیر خازن)

ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ہمارے علم میں زبان طعن دراز کرتے ہیں اب سے قیامت تک کی کسی چیز کے بارے میں جو بھی تم ہم سے پوچھو گے ہم تم کو خبر دیں گے۔

معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے علم غیب کا انکار کرنا منافقوں کا طریقہ ہے اور منافقوں کے بارے میں خدا فرماتا ہے۔

(۱) وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا۔

جب منافق مر جائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھو۔

(۲) وَبَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا۔

منافقوں کو دردناک عذاب کی خوش خبری دے دو۔

معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے علم غیب کے منکر منافق ہیں ان کی نماز جنازہ پڑھنا منع ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے لہٰذا دیوبندی غیر مقلد مودودی جتنے بھی حضور ﷺ کے علم غیب کے منکر ہیں ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے۔

مومن کا دل:

خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں مومن کے دل کے مندرجہ ذیل اوصاف ارشاد فرماتے ہیں۔

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ۔ وہ جو مردہ تھا اسے ہم نے زندہ کیا۔

ایک روایت کے مطابق یہ آیت حضرت حمزہ کے حق میں نازل ہوئی ان کی کفر کی حالت کو مردہ سے اور ایمان کی حالت کو زندگی سے تشبیہہ دی گئی اور زندہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کے دل کو زندہ کر دیا نبی کریم ﷺ کی حدیث سنن کبریٰ میں موجود ہے۔ ''من احیا ارضا میتة فھی لہ'' جو مردہ زمین کو زندہ کرے وہ اسی کی ہوتی ہے اس اعتبار سے جو کسی مردہ اور ناکارہ زمین کو آباد کرے وہ اسی کی ملکیت ہوتی ہے خدا تعالیٰ نے قلب مومن کو نور ایمان سے زندہ فرمایا پھر وہ کسی غیر کا کیسے ہو سکتا ہے۔

مثال: حضرت عبداللہ بن حذافہ کو رومی کفار نے قید کر لیا اور اپنے بادشاہ کے پاس پہنچا دیا اس نے آپ سے کہا کہ تم نصرانی ہو جاؤ میں تمہیں اپنی سلطنت میں شریک کر لوں گا اور اپنی شاہزادی تمہارے نکاح میں دے دوں گا صحابی نے جواب دیا یہ تو کیا اگر تو اپنی تمام بادشاہت مجھے دے دے اور تمام عرب کی سلطنت بھی مجھے سونپ دو تو بھی آنکھ جھپکنے کے برابر بھی دین محمدی سے برگشتہ ہونے کو تیار نہیں بادشاہ نے کہا تو پھر میں تجھے قتل کروں گا حضرت عبداللہ بن حذافہ نے کہا ہاں یہ تجھے اختیار ہے اسی وقت بادشاہ نے حکم دیا اور انہیں صلیب پر

چڑھا دیا گیا اور تیر اندازوں نے بادشاہ کے حکم کے مطابق ان کے ہاتھ پاؤں چھید نے شروع کئے بار بار آپ سے کہا جاتا اب بھی نصرانی ہو جاؤ آپ پورے استقلال اور صبر سے فرماتے ہرگز نہیں۔

مارو مارو مار مکاؤ کوئی عذر نہ پیش لیاواں
جے سوہناں میرے دکھ وچ راضی میں سکھ نوں چلھے پاواں

آخر بادشاہ نے کہا اسے سولی سے اُتار دو پھر حکم دیا ایک پیتل کی دیگ خوب گرم کر کے لائی جائے چنانچہ وہ پیش ہوئی بادشاہ نے ایک اور قیدی کے متعلق حکم دیا اس کو اس دیگ میں ڈالدو اسی وقت حضرت عبداللہ کی موجودگی میں اس مسلمان قیدی کو اس میں ڈال دیا گیا وہ مسکین اس میں جل گیا بادشاہ نے حضرت عبداللہ سے کہا اب بھی ہماری مان لو اور ہمارا مذہب قبول کرلو ورنہ تمہارا بھی یہی انجام ہوگا آپ نے پھر بھی اپنے ایمانی جوش سے کام لیتے ہوئے فرمایا میں خدا کے دین کو نہیں چھوڑ سکتا اس وقت بادشاہ نے حکم دیا اسے چرخی پر چڑھا کر اس گرم دیگ میں ڈالدو جب آپ کو دیگ میں ڈالا جانے لگا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے بادشاہ کو کچھ امید ہوگئی کہ شاید یہ اپنے ترک دین پر آمادہ ہے اس کو چرخی سے اُتارنے کا حکم دیا لیکن اس بادشاہ کی تمنا بے سود ثابت ہوئی حضرت عبداللہ بن حذیفہ نے فرمایا میں صرف اس وجہ سے رویا تھا کہ آہ آج ایک ہی جان جسے راہ خدا میں قربان کر رہا ہوں کاش کہ میرے ہر رونگٹے میں جان ہوتی تو آج ان سب کو قربان کر دیتا بادشاہ نے کہا اچھا میرے سر کا بوسہ لے لو تو میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو آزاد کر دوں گا آپ نے اس کا سر چوم لیا جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو آپ نے حضرت عبداللہ بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کا سر چوم لیا۔ (ج14 ص60 ابن کثیر)

خدا فرماتا ہے۔ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ۔

یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کر دیا ہے۔

اس آیت سے متعلقہ تین نکات ملاحظہ فرمائیں۔

(ا) اگر کسی کاغذ پر قرآن لکھ دیا جائے تو اسے جلانا منع ہے تو جس دل پر اللہ تعالیٰ ایمان نقش کر دے گا وہ کریم اسے بھی نہیں جلائے گا۔

مثال: ہندوستان میں ایک ہندو شاعر ہوا ہے جس کا نام ''دلورام کوثری'' تھا اس نے ساری عمر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت گوئی کو اپنا شیوہ بنائے رکھا جب موت قریب ہوئی تو بخت نے یاوری فرمائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لا کر اس کو کلمہ پڑھایا ہے اس نے مرنے سے پہلے یہ شعر لکھا تھا۔

جو گنگا سے پھسلا تو کوثر میں نکلا
مجھے رب نے پانی ہی پانی میں رکھا

فقیر احقر العباد فی الاقطار الجہانی محمد صدیق ملتانی نے ملتان شہر میں رہتک کے رہنے والے احباب کی مسجد میں خطابت کے فرائض سرانجام دیئے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ جب ہندو لوگ دلو رام کو جلانے لگے تو ان کی لاش کے اوپر نیچے لکڑیاں رکھ کر آگ لگائی تو لکڑیاں تو جل گئیں لیکن دلو رام کو آگ نے چھوا تک نہیں وجہ یہی کہ اب اس کے دل پر ایمان نقش ہو چکا تھا ایسے بندہ مومن پر جہنم کی آگ بھی اثر نہ کرے گی کیونکہ:

حرام اس پہ ہو جائے نار جہنم — پڑھے صدق دل سے جو کلمہ تمہارا
قیامت میں چھوٹیں گے سستے وہ تاجر — جنہوں نے خریدا ہے سودا تمہارا

(ب) حضرت بشر حافی نے زمین پر ایک کاغذ کا ٹکڑا پڑا دیکھا جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا آپ نے بلند کر دیا تو ہم نے بھی تیرے نام کو بلند کر دیا خدا تعالیٰ نے بشر حافی کو دو جہاں کی سعادت سے سرفراز فرمایا اور جس دل میں اللہ تعالیٰ ایمان نقش فرما دے اور اس میں خدا کی معرفت پیدا ہو جائے وہ کریم اس صاحب دل کو بھی بلند مقام عطا فرما دیتا ہے چنانچہ امام فخر الدین نے لکھا ہے کہ:

ایک مرتبہ جبرئیل امین علیہ السلام حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں موجود تھے کہ حضرت ابو ذر غفاری تشریف لائے جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ ابو ذر آ رہے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا تم ان کو جانتے ہو انہوں نے کہا یہ ہمارے ہاں آپ کے ہاں کی نسبت زیادہ مشہور ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ان کو یہ فضیلت کس وجہ سے ملی ہے کہا کسر نفسی کی وجہ سے اور کثرت سے قل ھواللہ احد پڑھنے کی وجہ سے۔ (ج 8 ص 529 تفسیر کبیر)

(ج) اگر کسی کاغذ پر اسم ''اللہ'' لکھ دیا جائے تو اس کی قدر و منزلت بڑھ جاتی ہے اسے کوئی اجنبی یا حائضہ چھو نہیں سکتی بلکہ امام شافعی نے فرمایا ایسا انسان قرآن کی جلد کو بھی نہیں چھو سکتا اور خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ ''لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ'' قرآن کو پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں لہٰذا جس دل میں خدا ایمان کی دولت رکھ دے اس کے کرم سے امید واثق ہے کہ شیطان اس دل کو چھو نہیں سکے گا بلکہ اس دل سے دور بھاگے گا چنانچہ مشکوٰۃ میں حدیث ہے کہ انی لانظر الی شیاطین الانس والجن قد فروا من عمر۔ دیکھتا ہوں کہ جنوں اور انسانوں کے شیطان عمر کے خوف سے بھاگتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ڈر کر بھاگنا شیطان کا کام ہے مومنوں کا کام نہیں۔

خدا فرماتا ہے۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْكُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِكُمْ.

اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارے لئے محبوب کر دیا اور اسے تمہارے دلوں میں مزین کر دیا۔

ایمان جس کو محبوب ہو جائے وہ پھر ایمان دینے والی سرکار امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے ٹوٹ کر محبت کرتا ہے چنانچہ حضرت زید بن دثنہ

رضی اللہ عنہ کو جب مشرکین مکہ قتل کرنے لگے تو لوگوں کا بہت بڑا ہجوم ہوا ان میں ابوسفیان بن حرب بھی تھا جب حضرت زید بن دشنہ کو قتل کے لئے سامنے لایا گیا تو ابوسفیان نے کہا اے زید میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ تم کو چھوڑ دیں اور تمہارے بدلے محمد (ﷺ) کو قتل کر دیں اور تم اپنے گھر آرام سے رہو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا خدا کی قسم مجھ کو یہ بھی گوارا نہیں کہ حضرت محمد ﷺ کے پاؤں میں کوئی کانٹا چبھ جائے اور میں اپنے گھر میں بیٹھا رہوں۔

کہا او بیوقوف اور لذت ایمان سے بیگانے
محمد ﷺ اور محمد ﷺ کی محبت کو تو کیا جانے

کہاں برداشت دیکھی تو نے شیدلے محمد ﷺ کی
خلش برداشت کر سکتا نہیں پائے محمد ﷺ کی

اس پر ابوسفیان نے کہا خدا کی قسم!

"ما رایت احدا یحب احدا کحب اصحاب محمد محمدا"

میں نے کسی کو کسی کا اس درجہ محبّ اور مخلص اور جاں نثار نہ دیکھا جیسا کہ محمد ﷺ کے اصحاب محمد ﷺ سے محبت کرتے ہیں۔ بعد ازاں حضرت زید رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ (ج 2 ص 121 سیرت ابن ہشام)

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ۔

اور جو اللہ پر ایمان لاتا ہے وہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے۔

اور جب دل میں ہدایت آجائے تو انسان گمراہ نہیں ہوتا چنانچہ امام جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ ملک شام میں تین بھائی مجاہد تھے خدا کی راہ میں جہاد کیا کرتے تھے ایک دفعہ رومیوں نے انہیں گرفتار کر لیا۔ بادشاہ نے ان سے کہا میں تمہیں ملک دوں گا اپنی بیٹیوں سے تمہاری شادی کر دوں گا تم لوگ

نصرانی ہو جاؤ۔ انہوں نے انکار کیا اور پکارا ''یا محمداہ'' بادشاہ کے حکم سے تین دیگیں آگ پر رکھ دی گئیں اور ان میں روغن زیتون ڈالا گیا جو تین دن تک کھولتا رہا اور انہیں روزانہ دکھایا جاتا اور نصرانیت کی دعوت دی جاتی اور وہ انکار کرتے اس پر پہلے بڑے بھائی کو کھولتے ہوئے تیل میں ڈال دیا گیا پھر دوسرا بھی ڈال دیا گیا تیسرا جو چھوٹا تھا وہ بھی قریب لایا گیا تو اس کو بادشاہ نے دین سے منحرف کرنے کی ہر طرح کوشش کی اس پر ایک درباری نے عرض کی اے بادشاہ اس کو میں اپنی تدبیر سے دین سے منحرف کرلوں گا بادشاہ نے پوچھا کس طرح کہا میں جانتا ہوں کہ عرب عورتوں کی طرف جلد مائل ہو جاتے ہیں اور روم میں میری بیٹی سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں اس کو میرے حوالے کر دیجئے تا کہ میں اس کو اس کے ساتھ چھوڑ دوں وہ اس کو بہکالے گی چالیس روز کی میعاد مقرر کر کے بادشاہ نے اس کو اس درباری کے سپرد کیا اور وہ اس کو اپنے مکان میں لایا اور اپنی بیٹی کے ساتھ رکھا اور اس واقعہ کی اطلاع دی لڑکی نے کہا تم بے فکر رہو یہ میرا کام ہے اب وہ شامی مجاہد دن بھر روزہ رکھتے اور تمام شب عبادت کرتے اور اس لڑکی کی طرف نظر نہ کرتے۔

جے لکھ حوراں وی آ دیون مینوں آن وکھالا
قسم خدا دی میں اُتوں ویکھاں جتھے کالیاں زلفاں والا

یہاں تک کہ میعاد ختم ہوگئی اب اس درباری نے اپنی بیٹی سے دریافت کیا کہ تو نے کیا کہا اس نے کہا کچھ نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ اس کے دو بھائی اس شہر میں مارے گئے ہیں میرا گمان ہے کہ یہ ان کے صدمے کی وجہ سے باز رہا اس لئے مناسب ہے کہ بادشاہ سے میعاد میں توسیع کرائی جائے اور مجھے اور اس کو کسی دوسرے شہر میں بھیج دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا لیکن اس شامی مجاہد کی حالت وہاں بھی وہی رہی دن بھر کا روزہ اور شب بھر کی عبادت یہاں تک کہ دوسری میعاد بھی ختم ہونے کے قریب ہوگئی ایک شب اس لڑکی نے کہا اے

شخص میں تجھے رب عظیم کی عبادت میں مشغول دیکھتی ہوں۔ اس سے میرے دل پر یہ اثر ہوا ہے کہ میں نے اپنا آبائی دین ترک کر کے تیرا دین اختیار کر لیا ہے اس کے بعد دونوں مشورہ کر کے ایک سواری پر بھاگ نکلے دن کو چھپ جاتے اور رات کو سفر کرتے ایک رات یہ دونوں جا رہے تھے کہ گھوڑوں کے آنے کی آواز سنائی دی دیکھا تو وہ اس شامی مجاہد کے دونوں بھائی تھے جن کو تیل میں ڈال دیا گیا تھا اور ان کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت تھی شامی نے ان دونوں کو سلام کیا اور ان کا حال دریافت کیا تو وہ کہنے لگے کہ وہ ایک غوطہ ہی تھا جو تم نے دیکھا کہ ہم نے کھولتے تیل میں مارا اور اس کے بعد ہم جنت الفردوس میں پہنچ گئے اب اللہ نے ہمیں تمہارے پاس بھیجا ہے تا کہ اس لڑکی کے ساتھ تمہاری شادی کر دیں چنانچہ دونوں کی شادی کر کے واپس چلے گئے۔ (ص89 شرح الصدور)

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی۔

یہی لوگ ہیں جن کے دل خدا نے تقوے کے لئے پرکھ لئے ہیں۔

جب سنار سونے کو آگ میں ڈال کر پرکھ لیتا ہے تو وہ دوبارہ اس کو آگ میں نہیں ڈالتا اسی طرح جب خدا تعالیٰ اپنے بندے کو تقویٰ کے لئے پرکھ لے تو وہ ذات کریم اس کو آگ میں نہ ڈالے گی۔ خدا کے ایسے برگزیدہ بندوں پر دنیا کی آگ بھی اثر نہیں کرتی چنانچہ بر واحد بالگرامی نے لکھا ہے کہ:

خواجہ ابو احمد ایک روز ایسے جنگل میں پہنچے جہاں کافر رہتے تھے وہ مسلمانوں کو راستے میں دیکھ پاتے تو کہتے تم مسلمان کہتے ہو کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول کہنے والوں کو دوزخ کی آگ ہرگز نہ چھوئے گی ہم تجھے دنیا کی آگ میں ڈالتے ہیں اگر اس آگ نے تجھے نہ جلایا تو ہم جانیں گے کہ یہ بات سچی ہے ورنہ یقین کریں گے کہ مسلمان جھوٹ کہتے ہیں اس امتحان کے بہانے وہ روزانہ کئی

مسلمانوں کو جلا دیتے جب خواجہ ابو احمد اس مقام پر پہنچے تو کافروں نے انہیں پکڑ لیا اور کہا کہ لات وعزیٰ کی قسم ہم تمہیں آگ میں ڈالیں گے اگر تمہیں دنیا کی آگ نہ جلائے گی تو ہمیں یقین آجائے گا کہ تمہیں دوزخ کی آگ بھی نہ جلائے گی اس لئے کہ تم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہو خواجہ نے فرمایا خدا کی قسم دوزخ کی آگ کلمہ طیبہ پڑھنے والوں کو ہرگز نہ جلائے گی یہ خاص کر ڈھیٹ گنہگاروں مشرکوں بت پرستوں کے لئے پیدا کی گئی ہے ان کافروں نے کہا تو پھر آپ آتش کدہ میں چلے جائیں خواجہ صاحب فوراً اس آتشکدہ میں داخل ہو گئے اور مصلی بچھا کر نماز میں مشغول ہو گئے وہ بھڑکتی ہوئی آگ بالکل ٹھنڈی ہو گئی کافر اس میں تیل ڈالتے تو وہ بجائے بھڑکنے کے بجھ جاتی کافروں نے جب یہ یقینی دلیل دیکھی تو اس قبیلے کے تمام مرد عورت مسلمان ہو گئے ان میں سے بائیس نفر خواجہ صاحب کی خدمت و ملازمت میں رہنے لگے ان میں سے ہر ایک ولی اللہ ہوا اور ان پر عرش سے لے کر فرش تک تمام چیزیں منکشف ہو گئیں۔

(ص422 سبع سنابل)

مرد ملے تے مرض نہ چھوڑے اوگن دے گن کردا
کامل لوگ محمد بخشا لعل بناون پتھر دا

ولی کا دل:

خدا تعالیٰ اپنے ولی کامل کے دل پر الہام کرتا ہے اور اس کی ایک صورت یہ ہے کہ من جانب اللہ براہ راست قلب پر القا ہوتا ہے اس کو ''علم لدنی'' کہتے ہیں خدا فرماتا ہے۔

وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا۔ ہم نے اسے اپنے ہاں سے علم دیا۔

امام غزالی فرماتے ہیں علم لدنی وہ ہے کہ جس کے حصول میں نفس اور حق تعالیٰ کے درمیان کوئی واسطہ نہ ہو علم لدنی بمنزلہ روشنی کے ہے جو غیب کے چراغ

سے دل پر واقع ہوتی ہے۔ (ص28 رسالہ لدنیہ)

اور کبھی الہام کے فرشتے کے توسط سے کوئی چیز قلب میں القا کی جاتی ہے اس کو "نفث فی الروع" کہتے ہیں چنانچہ نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے آپ نے فرمایا۔

ان روح القدس نفث فی روعی لن تموت نفس حتی تستکمل رزقها.

جبرائیل علیہ السلام نے میرے دل میں یہ بات ڈالدی کہ کوئی نفس اس وقت تک ہرگز نہ مرے گا جب تک وہ اپنا رزق پورا نہ لے لے۔

امام غزالی فرماتے ہیں کہ حوض میں پانی لانے کی دو صورتیں ہیں ایک کہ نہر وغیرہ سے پانی لایا جائے دوم یہ کہ اسی حوض کو کھود کر اور اس کو آلات سے صاف کر کے اسی میں چشمہ جاری کر دیا جائے اور یہ پانی بہ نسبت نہر کے نہایت صاف اور شیریں اور لذیز ہو گا اسی طرح "دل" بھی بمنزلہ حوض کے ہے کبھی علم اس میں حواس خمسہ کی نہر سے لایا جاتا ہے اور کبھی بذریعہ خلوت وعزلت مجاہدہ و ریاضت دل کو کھود کر صاف کر دیا جاتا ہے اس وقت خود اندرون دل ہی سے علم کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

من اخلص لله اربعین صباحا اظهر الله تعالیٰ ینابیع الحکمة من قلبه علی لسانه.

جو چالیس روز اخلاص کے ساتھ عبادت کرے اللہ تعالیٰ علم وحکمت کے چشمے اس کے دل سے اس کی زبان پر جاری فرما دیتا ہے۔

حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں خدا تعالیٰ نے میرے دل میں علم لدنی کے ستر دروازے کھولے ہیں ہر دروازہ زمین وآسمان کے درمیانی فاصلے کے برابر چوڑا ہے۔ (ص25 بہجتہ الاسرار)

کھلے ہفتاد در اک آن میں علم لدنی کے
خزینہ بن گیا علموں کا سینہ غوث اعظم کا

اگر کسی کے ذہن میں یہ اعتراض پیدا ہو کہ قلب انسانی تو چھوٹا سا ہوتا ہے ایک قلب میں ستر دروازے وہ بھی اتنے بڑے کہ ہر دروازہ پانچ سو سال کی راہ کے برابر چوڑا کیسے کھل گئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بایزید بسطامی فرماتے ہیں۔

اگر عرش عظیم اور جو کچھ اس کے اندر ہے یعنی سارے آسمان و زمین بمع تمام مخلوق کے جو آسمانوں پر اور زمین میں ہے اس کا دس کروڑ گنا عارف کے دل کے گوشوں میں سے ایک گوشہ کے اندر رکھ دیا جائے تو اسے اس کی عظمت ذرہ برابر محسوس نہ ہو۔

اب سنئے عرش کتنا بڑا ہے علامہ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی نے لکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عرش کے گرد ایک لاکھ قندیلیں معلق فرمائی ہیں ایک قندیل اتنی بڑی ہے کہ زمین و آسمان جنت دوزخ ایک قندیل میں آجاتی ہے اب اندازہ کیجئے عرش کتنا بڑا ہے۔

نیز عرش پر تین سو ساٹھ برج ہیں اور ایک برج دنیا سے ستر ہزار گنا بڑا ہے۔ (ج 2 ص 76 مسند فردوس)

اندازہ کرلو عرش کی عظمت کیا ہے۔

حدیث قدسی ہے کہ "لا یسفی ارضی ولا سمائی ولکن یسفی قلب عبدی المومن "خدا فرماتا ہے۔ میری گنجائش نہ زمین میں ہے نہ آسمان میں۔ میں کسی مکان میں نہیں سماتا اگر کہیں میری جلوہ گری کی گنجائش ہے تو وہ بندہ مومن یعنی ولی کامل کا "دل" ہے۔

ارض و سما کہاں تیری وسعت کو سما سکے
میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے

اللہ تعالیٰ غیر محدود ہے لہٰذا جس دل میں وہ سمائے گا وہ بھی غیر محدود ہو جائے گا۔

دل دریا سمندروں ڈونگھے کون دلاں دیاں جانے ہو
وچے بیڑے وچے ای جھیڑے وچے ونج مہانے ہو
چوداں طبق دل دے اندر تنبو وانگوں تانے ہو
جو دل دا محرم ہویا حضرت باہو سوئیو رمز پچھانے ہو

حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''ان الکعبة یطوف حول خیامی''۔

کعبہ میرے حجرہ کا طواف کرتا ہے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف
کعبہ کرتا ہے طوافِ درِ والا تیرا
اور پروانے ہیں جو ہوتے ہیں کعبے پہ نثار
شمع اک تو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا۔

اسی طرح خواجہ معین الدین چشتی فرماتے ہیں کہ ایک وقت تھا کہ میں کعبہ کا طواف کرتا تھا لیکن اب کعبہ آ کر اسی طرح میرا طواف کرتا ہے اور بھی کئی اولیاء کرام ہیں جن کا کعبہ نے طواف کیا مثلاً حضرت مودود چشتی، حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی اور حضرت مجدد الف ثانی۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا ''دل'' خدا کی جلوہ گاہ بن جاتا ہے لہٰذا کعبہ ان کا طواف کرے تو کوئی تعجب نہیں۔

تن من یار میں شہر بنایا دل وچہ خاص محلّہ ہو
آن الف دل وسوں کیتی میری ہوئی خوب تسلہ ہو

سب کچھ مینوں پیا سنیوے جو بولے ماسوا اللہ ہو

درد منداں ایہہ رمز پچھاتی باہو بیدرداں سر کھلہ ہو

جب اولیاء کرام ریاضت شاقہ عبادت اور مجاہدہ کرتے ہیں تو خدا ان کے دل میں نور پیدا فرمادیتا ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت نے فتاویٰ رضویہ میں لکھا ہے کہ:

حضرت شیخ بقا بن بطو علی الصبح حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے اور آپ کے صاحبزادگان سید عبدالوہاب اور سید عبدالرزاق سے کہنے لگے آپ مجھ سے یہ کیوں نہیں پوچھتے میں صبح تڑکے کیوں آیا ہوں انہوں نے فرمایا بیان فرمائیں کہا میں نے آج کی رات ایک نور دیکھا ہے جس سے تمام آفاق روشن ہو گئے ہیں اور تمام دنیا میں وہ نور پھیل گیا میں نے اہل اسرار کے اسرار دیکھے کچھ تو اس نور سے متصل ہیں اور کچھ کسی مانع کے سبب اتصال سے رک گئے ہیں جو اس سے اتصال پاتا ہے اس کا نور دوبالا ہو جاتا ہے میں نے غور کیا کہ اس نور کا منبع کہاں ہے ناگاہ مجھے پتہ چلا کہ یہ نور حضور اعظم کا ہے آپ سے صادر ہو رہا ہے میں نے اس کی حقیقت معلوم کرنی چاہی تو معلوم ہوا کہ یہ آپ کے مشاہدے کا نور ہے جس کا سرچشمہ آپ کا ''دل'' ہے اس رات کوئی فرشتہ ایسا نہ تھا جو زمین پر نہ اترا ہو اور اس نے جناب اعظم سے مصافحہ نہ کیا ہو۔

(ج 3 ص 467 فتاویٰ رضویہ)

ایک مرتبہ غوث اعظم نے شیخ حماد کی موجودگی میں ایک طویل اور عجیب تقریر کی اس پر شیخ حماد نے کہا اے عبدالقادر عجیب عجیب تقریریں کرتے ہو تمہیں اس بات کا خوف نہیں کہ خدا تمہاری کسی بات پر مواخذہ فرمائے غوث اعظم نے اپنا ہاتھ شیخ حماد کے سینے پر رکھ دیا اور کہا کہ آپ نور قلب سے ملاحظہ فرمائیں کہ میری ہتھیلی پر یہ لکھا دیکھا کہ انہوں نے اپنے پروردگار سے ستر مرتبہ یہ عہد لیا ہے کہ وہ ان کی کسی بات پر مواخذہ نہ کرے گا پھر شیخ حماد نے فرمایا اب کوئی مضائقہ

نہیں۔ (ص 88 قلائدالجواہر)

شیخ عبداللہ جبائی فرماتے ہیں کہ پہلے اللہ مسلمان یعنی ولی کے دل پر حکمت کا ستارہ طلوع کرتا ہے اس پر وہ دنیا کو دیکھنے لگتا ہے چنانچہ حضرت مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دہلوی گھوڑے پر سوار تھے تو ان کے خلیفہ سید محمد گیسو دراز نے ان کی ران کو بوسہ دیا فرماتے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میں نے ساری دنیا کو دیکھ لیا۔ (ص 159 سبع سنابل)

پھر اللہ تعالیٰ ولی کے دل پر علم کا چاند طلوع کرتا ہے جس کے نتیجے میں وہ آخرت دیکھنے لگ جاتا ہے چنانچہ ایک مرتبہ شیخ ابن عربی ایک دعوت میں موجود تھے وہاں ایک نوجوان تشریف لائے جن کے بارے میں مشہور تھا کہ ان کو کمال کشف حاصل ہے۔وہ بیٹھے اور یکایک رونے لگے شیخ ابن عربی نے وجہ دریافت کی اس نے کہا میں اپنی وفات یافتہ ماں کو دوزخ میں دیکھ رہا ہوں شیخ ابن عربی نے ایک لاکھ پانچ ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھا ہوا تھا اس کو بتائے بغیر اس کلمہ طیبہ کا ثواب اس کی ماں کی روح کو ایصال کیا فوراً وہ نوجوان خوش ہو گیا شیخ ابن عربی نے خوشی کا سبب دریافت فرمایا اس نوجوان نے کہا میں اپنی ماں کو جنت میں دیکھ رہا ہوں شیخ ابن عربی نے فرمایا مجھے حدیث کی صحت اس کے کشف سے اور اس کے کشف کی صحت حدیث سے معلوم ہو گئی۔ (ج 3 ص 98 مرقات)

اور جب ولی کے دل پر معرفت کا آفتاب چمکتا ہے تو پھر وہ خدا کا دیدار کرنے لگتا ہے چنانچہ ایک مرتبہ حضرت سلطان باہو اپنے مریدوں کے ساتھ سیر کے لئے ایک جنگل میں نکل گئے وہاں دیکھا ایک لکڑ ہارا لکڑیاں چن رہا ہے سلطان صاحب سے ایک مرید نے عرض کی حضرت ولی کی نگاہ میں کیا تاثیر ہوتی ہے آپ نے فرمایا جب ہم اپنی منزل مقصود سے واپس لوٹیں گے تو اس لکڑ ہارے سے پوچھ لینا کہ ولی کی نگاہ میں کیا تاثیر ہوتی ہے چنانچہ جب واپسی پر اسی مقام

پر پہنچے تو اس مرید نے یاد دلایا آپ نے فرمایا اس لکڑ ہارے کو بلاؤ اس کو بلا کر پوچھا گیا تو اس نے کہا جب سے آپ میرے پاس سے گزرے ہیں اور آپ نے مجھے ولایت کی نگاہ سے دیکھا ہے میں باطنی نگاہوں یعنی دل کی آنکھوں سے خدا کا دیدار کر رہا ہوں سلطان صاحب نے فرمایا اب صرف لکڑیاں چننا چاہتے ہو یا دیدار خدا کرنا چاہتے ہو اس نے کہا میں دونوں ہی کام کرنا چاہتا ہوں فرمایا جاؤ آج کے بعد خدا کا دیدار بھی کرتے رہنا اور لکڑیاں بھی چنتے رہنا۔

نہ رب عرش معلیٰ اُتے نہ رب خانے کعبے ہو
نہ رب علم کتابیں لبا نہ رب وچہ محرابے ہو
گنگا تیرتھیں مول نہ ملیا مارے پینڈے بے حسابے ہو
جد دا مرشد پھڑیا باہو چھٹے سب عذابے ہو

بعض خوش نصیب اولیائے کاملین وہ ہوتے ہیں کہ زبان کے ساتھ ساتھ ان کا دل بھی ذکر الٰہی کرنے لگ جاتا ہے یعنی ذکر خدا کے لئے ان کا قلب جاری ہو جاتا ہے چنانچہ حضور داتا صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت سہیل بن تستری نے اپنے ایک مرید کو حکم دیا کہ تمام دن اللہ اللہ کرو اس کے بعد تین روز تک یہی ورد رکھو پھر فرمایا اب جس طرح دن اللہ اللہ میں گزارا ہے راتیں بھی اسی طرح گزارو مرید نے تعمیل ارشاد کی غرضیکہ مرید کا یہ حال ہو گیا کہ خواب میں بھی اپنے آپ کو ذکر میں مشغول دیکھتا یہاں تک وہ ذکر مرید کی عادت ثانیہ بن گیا۔

اب حکم ہوا کہ ذکر لسانی سے لوٹ کر ذکر قلبی میں یعنی ''دل'' سے ذکر خدا شروع کر چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک دن وہ اپنے گھر کے صحن میں بیٹھا تھا کہ ہوا سے ایک لکڑی گری جو آ کر سر پر لگی وہاں سے خون جاری ہو گیا خون کا جو قطرہ بھی زمین پر گرتا ہے اس سے لفظ اللہ لکھا جاتا تھا۔

(ص363 کشف المحجوب)

بہائے خون گر تو عاشقوں کا
تو ہر قطرے سے نکلے لفظ اللہ

صحابی کا دل:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دل:

صدر کا ایک معنی دل بھی ہے خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ وہ دل کے پوشیدہ رازوں کو جانتا ہے۔

دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے۔

یَعْلَمُ خَائِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرِ۔

وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور جو تم دلوں میں چھپاتے ہو اس کو بھی جانتا ہے۔ اور نبی کریم ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

ماصب اللہ فی صدری شئیا الا وقد صببتہ فی صدر ابی بکر۔

(ص 72 سبع سنابل)

جو چیز بھی اللہ نے میرے دل میں القاء فرمائی میں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل میں ڈال دی۔

یہی وجہ ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے وہ باتیں ظاہر ہوئیں جو اور کسی صحابی سے ظاہر نہ ہوئیں مثلاً حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے خطاب فرمایا اور اس میں آپ نے فرمایا۔

ان اللہ تبارک وتعالیٰ خیر عبدا بین الدنیا وبین ماعندہ فاختار ذالک العبد ماعنداللہ۔

خدا تعالیٰ نے ایک بندے کو دنیا اور جو کچھ اس کے پاس ہے یعنی آخرت میں اختیار دیا ہے اس بندے نے اس چیز کو پسند کیا جو اللہ کے پاس ہے۔

(ص 38 تاریخ الخلفاء)

ہجر تیرا جد پانی منگے میں کھوہ اکھیاں دا گیڑاں
جی کردا اج سامنے بہہ کے میں درد پرانے چھیڑاں

اس بات کو سن کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں ابو سعید فرماتے ہیں ہمیں بڑا تعجب ہوا ان کے رونے پر کہ رسول پاک ﷺ نے تو ایک بندے کا ذکر کیا ہے جس کو اختیار دیا گیا ہے۔ بعد میں جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو پھر حقیقت کا پتہ چلا کہ اس بندے سے مراد ذات رسول تھی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ عالم تھے آپ نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد کا صحیح مفہوم سمجھے اور کوئی نہ سمجھ سکا۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ ایک روز صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسی ہزار دینار کی کل رقم جو ان کے پاس تھی سب راہ خدا میں خرچ کر دی صرف ایک کملی حضرت کے پاس تھی اُسے اوڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے آپ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ تم نے اپنے کل مال سے گھر کی ضروریات کے لئے بھی کچھ رکھا ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا نام کافی ہے پس اسی وقت جبرئیل امین کملی اوڑھے ستر ہزار کمبل پوش فرشتوں کے ساتھ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ خدا تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ آج صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہمارے راستے میں اپنا کل مال خرچ کر دیا ہے لہٰذا انہیں ہمارا سلام پہنچاؤ اور کہو کہ تم نے وہ کام کیا جس میں ہم راضی تھے اب ہم بھی وہ کچھ کریں گے جس میں تمہاری مرضی ہوگی اے محمد ﷺ آپ کو اور تمام فرشتوں کو حکم ہوا ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی موافقت اور مشابہت میں سب کے سب کملی اوڑھیں کہ کل بروز قیامت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کمبل پوش کے ہمراہ سب کمبل پوشوں کو ہم بخش دیں گے۔

(ص 39 انیس الارواح)

علامہ ابن قیم نے مدارج السالکین میں لکھا ہے کہ:

فہم اللہ کے بندے پر ایک عظیم انعام ہے اور فہم ایک نور ہے جس کو اللہ اپنے بندے کے دل میں ڈالتا ہے جس کی وجہ سے اس بندے کو ان امور کا ادراک اور فہم ہونے لگتا ہے کہ جو دوسرے کو نہیں ہوتا اگرچہ دوسرا شخص قوت حفظ اور اصل معنی کے سمجھنے میں اس کے برابر ہو مثلاً

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت عمر مجھے اپنی خدمت میں شیوخ بدر کے پاس جگہ دیتے تھے اور ان کے ساتھ بٹھاتے تھے اس وجہ سے ان میں سے کسی کے دل میں خیال آیا اور اس نے کہا یہ لڑکا ہمارے ساتھ کیوں داخل کیا جاتا ہے حالانکہ ان کی ہمسری تو ہمارے بیٹے کر سکتے ہیں حضرت عمر نے یہ اعتراض سن کر فرمایا یہ لڑکا ان لوگوں میں سے ہے جن کے درجے کو تم جانتے ہو چنانچہ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن شیوخ بدر کو طلب فرمایا اور عبداللہ بن عباس کو بھی ان کے ساتھ بٹھایا عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے ساتھ مجھے اس لئے بٹھایا ہے کہ تا کہ ان کو میرا مرتبہ دکھا دیں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شیوخ بدر کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کے فرمان "اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ" کے بارے میں کیا کہتے ہو بعض شیوخ نے کہا ہمیں اس وقت اللہ کی حمد کرنے اور اس کی مغفرت چاہنے کا حکم دیا گیا ہے جبکہ ہم کو نصرت عطا ہو اور ہمیں فتوحات ہاتھ آئیں بعض شیوخ بالکل خاموش رہے انہوں نے کوئی بات نہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا جواب سن کر میری طرف توجہ فرمائی اور کہا اے ابن عباس کیا تمہاری بھی یہی رائے ہے میں نے کہا نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا تم کیا کہتے ہو میں نے کہا اس سورت میں رسول اللہ ﷺ کی رحلت کی طرف اشارہ ہے جس کی خبر اللہ نے آپ کو دی ہے اور فرمایا ہے کہ جس وقت اللہ کی مدد

اور فتح آئے تو یہ بات تمہارے دنیا سے سفر کرنے کی علامت ہے اس وقت تم اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح خوانی کرنا اور اس سے مغفرت چاہنا کیونکہ درحقیقت اللہ پاک بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے میرا یہ جواب سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ کو بھی اس سورت کے بارے میں یہی بات معلوم ہے۔

(ج 2 ص 597 الاتقان)

آپ غور فرمائیں کہ اس سورت میں نبی کریم ﷺ کی وفات کا کوئی اشارہ نہیں یہ فہم جو خدا نے حضرت عبداللہ بن عباس کو عطا فرمایا وہ نور تھا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں ڈالا اور اس کو تفہیم غیبی کہتے ہیں اور اس کی تائید قرآن سے ہوتی ہے اور وہ اس طرح کہ:

ایک مرتبہ حضرت داؤد علیہ السلام کی عدالت میں ایک مقدمہ پیش ہوا مقدمہ یہ تھا کہ ایک آدمی کی بھیڑ بکریاں ایک زمیندار کے کھیت میں چھوٹ گئیں اور اس کی فصل تباہ کر دی حضرت داؤد علیہ السلام نے فیصلہ یہ دیا کہ چونکہ جو فصل بکریوں نے کھائی ہے اس کی قیمت اتنی تھی جتنی کہ بھیڑ بکریوں کی قیمت لہٰذا زمیندار بھیڑ بکریاں لے لے حضرت سلیمان علیہ السلام وہاں موجود تھے آپ نے عرض کی ابا جان اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی ایک رائے پیش کروں فرمایا اجازت ہے آپ نے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ زمیندار کو بھیڑ بکریاں دے دی جائیں اور بکریوں کا مالک کھیت میں وہی فصل اگائے جو اس کی بھیڑ بکریوں نے کھائی ہے جب فصل اتنی بڑی ہو جائے جتنی بھیڑ بکریوں کے کھاتے وقت تھی تو زمیندار اپنا کھیت لے لے اور بھیڑ بکریوں والا اپنی بھیڑ بکریاں لے لے آخر اس پر فیصلہ ہو گیا۔ ارشاد خداوندی ہے۔

وَدَاوٗدَ وَسُلَیْمَانَ اِذْ یَحْکُمَانِ فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِیْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَکُنَّا لِحُکْمِهِمْ شَاهِدِیْنَ فَفَهَّمْنَاهَا سُلَیْمَانَ

اور جب داؤد اور سلیمان اس کھیتی کا فیصلہ کرنے لگے جس کو قوم کی بکریاں رات میں روند گئی تھیں اور ہم ان کے فیصلے کو دیکھ رہے تھے پس وہ فیصلہ ہم نے سلیمان کو سمجھا دیا۔

حضرت عمار بن یاسر کا دل:

مشرکین مکہ نے آپ کو طرح طرح کی اذیتیں دیں اور کہا ہم تجھے اسی طرح عذابات کے شکنجے میں جکڑیں گے ورنہ کفر کا ارتکاب کرو انہوں نے اپنے منہ سے کلمہ کفر نکالا انہوں نے چھوڑ دیا آپ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا آپ نے دریافت فرمایا تمہارے دل کی کیا کیفیت تھی عرض کی میرا دل ایمان پر مطمئن تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

مَنْ کَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِیْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُکْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ ۝

جو شخص اپنے ایمان کے بعد خدا سے کفر کرے بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو۔ (تو اس کے ایمان میں کوئی فرق نہیں آیا)

خدا تعالیٰ نے قرآن میں جہاں ایمان لانے کا ذکر کیا ہے تو وہاں اپنے ساتھ رسول کا بھی ذکر فرمایا ہے مثلاً فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْۤ اَنْزَلْنَا۔ پس ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول اور اس نور پر ہم نے نازل کیا۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.

مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.

تا کہ تم ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ۔

هَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۝

کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتاؤں جو تمہیں درد ناک عذاب سے نجات دے (وہ یہ کہ) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔

لیکن جہاں مجبوری کی حالت میں کفر کرنے کی اجازت کا ذکر فرمایا وہاں خدا نے صرف اپنا ذکر فرمایا وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ گویا فرما رہا ہے کہ اسے مجبوری کے وقت اپنی زبان سے کلمہ نکالنے والے اگر جبر و اکراہ کے وقت کچھ کہنا پڑ جائے تو میرے متعلق کفر زبان سے نکال لینا لیکن میرے محبوب کی شان میں کوئی نازیبا کلمہ منہ سے نہ نکالنا اس سے اندازہ لگا لیں کہ خدا کی بارگاہ میں رسول کریم ﷺ کا کتنا بلند مقام ہے۔

حضرت مصعب بن عمیر کا دل:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

نظر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم الی مصعب بن عمیر مقبلا وعلیہ اھاب کبش قد تنطق بہ فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم انظروا الی ھٰذا الرجل الذی قد نور اللہ قلبہ.

(ج 1 ص 108 حلیۃ الاولیاء)

نبی کریم ﷺ نے مصعب بن عمیر کو آتے دیکھا کہ ان پر مینڈھے کی کھال ہے جو ان سے باتیں کر رہی ہے پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس آدمی کو دیکھو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کو نور سے منور کر دیا ہے۔

حارثہ بن زید کا دل:

حضرت داتا صاحب نے لکھا ہے کہ صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ سے حضرت حارثہ بن زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا آپ ﷺ نے فرمایا حارثہ بن زید رضی اللہ عنہ وہ بندۂ خدا ہے کہ "نور اللہ قلبہ بالایمان"۔ اللہ تعالیٰ

نے اس کے دل کو نورِ ایمان سے منور کر دیا ہے۔ (ص124 کشف المحجوب)

اور اس نورِ ایمان کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا اے حارثہ آج تم نے صبح کس حال میں کی ہے حارثہ نے عرض کی میں نے آج سچا مومن ہونے کی حالت میں صبح کی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا حارثہ غور کرو تم کیا کہہ رہے ہو یاد رکھو ہر چیز کی ایک حقیقت ہوتی ہے اور ہر چیز پر ایک دلیل ہوتی ہے تیرے اس دعوے کی کیا حقیقت اور تیرے ایمان کی کیا دلیل ہے عرض کی حضور ﷺ میں نے اپنی جان کو دنیا سے علیحدہ کر لیا ہے اور اپنا منہ دنیا سے موڑ لیا ہے اب میری نظر میں دنیا کا پتھر سونا چاندی کنکر کوڑا سب یکساں ہیں اور جب میں دنیا و مافیہا سے آزاد ہو چکا تو انتہائی درجہ پر پہنچ گیا حتیٰ کہ آج میں نے شب بیداری کی اور دن کو بھوکا رہا اور اب میری یہ کیفیت ہو گئی ہے۔

کانی انظر الی عرش ربی بارزاً و کانی انظر الی اھل الجنۃ تیزاورون فیھا و کانی انظر الی اھل النار یتضارعون.

گویا میں بلا حجاب عرش خدا کو دیکھ رہا ہوں اور گویا میں اہل جنت کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور گویا میں دوزخیوں کو دیکھ رہا ہوں وہ تڑپ رہے ہیں۔ (ج3 ص266 طبرانی کبیر)

حضور ﷺ نے فرمایا اس منصب کی حفاظت کر۔

(ص125 کشف المحجوب)

اندازہ کرو کہ جب نبی کریم ﷺ کے غلاموں کی نگاہ کا یہ کمال ہے کہ وہ فرشِ زمین سے عرش کو دیکھ رہے ہیں تو اس آقا کی اپنی نگاہ میں کتنا بڑا کمال ہوگا۔

نبی کریم ﷺ کا دل مبارک:

حضور نبی کریم ﷺ کا دل بے مثال ہے:۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بندگان خاص سے تین سو بندے زمین میں ایسے ہیں جن کے دل حضرت آدم علیہ السلام کے دل کے مطابق ہیں اور چالیس ایسے ہیں جن کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل کے مطابق ہیں سات مقبولان بارگاہ کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کے مطابق ہیں پانچ محبوب ایسے ہیں کہ ان کے دل حضرت جبرئیل علیہ السلام کے دل کے مطابق ہیں تین کے قلوب حضرت میکائیل علیہ السلام کے دل کے مطابق ہیں اور ایک مقدس ہستی ایسی ہے کہ اس کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دل کے مطابق ہے جب ایک کا وصال ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ تین میں سے ایک اس کی جگہ مقرر فرما دیتا ہے اور تین ہی سے کسی کا وصال ہو تو پانچ میں سے ایک کو اس کی جگہ مقرر کر دیا جاتا ہے جب پانچ میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو سات میں سے کسی کو اس کی جگہ مقرر کر دیا جاتا ہے جب ان میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو چالیس میں سے ایک کو اس کی جگہ مقرر کر دیا جاتا ہے اور جب ان میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو تین سو میں سے ایک کو اس کی جگہ متعین کر دیا جاتا ہے اور تین سو میں سے اگر کوئی داعی حق کی دعوت کو قبول کر لے تو عام صالحین میں سے کسی کو اس مقام پر ترقی دے دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ ان کی بدولت اس امت سے بلیات دور فرماتا ہے۔

(مسند الفردوس ص 113، ص 318 شواہد الحق)

اس حدیث میں نکتہ عجیبہ یہ ہے کہ رسول خدا ﷺ نے اولیاء امت کے قلوب کا انبیاء کرام اور ملائکہ عظام کے قلوب کے مطابق ہونے کا تذکرہ فرمایا لیکن یہ نہیں فرمایا کہ کسی کا دل میرے قلب اطہر و انور کے مطابق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عالم امر اور عالم خلق میں کسی کا دل ایسا نہیں بنایا جو سرکارِ کائنات فخر موجودات ﷺ کے دل کی مانند عزیز تر لطیف تر اور سراسر شرافت وطہارت ہو بلکہ تمام ملائکہ کرام انبیاء عظام اور اولیاء کرام کے قلوب کی نسبت حضرت محمد ﷺ کے

قلب اطہر کے ساتھ یوں ہے جیسے ستاروں کی نسبت کمال آفتاب کے ساتھ۔

نبی کریم ﷺ کا دل پہاڑ سے زیادہ مضبوط ہے:

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ.

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور اسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے۔

یعنی اگر اسرار قرآن پر پہاڑ کو مطلع کر دیتے تو وہ تاب نہ لاتا پھٹ جاتا اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کا قلب انور پہاڑ سے بھی زیادہ مضبوط اورقوی ہے کہ اللہ کا خوف اسرار الٰہی سے واقفیت علی وجہ الکمال حاصل ہے پھر بھی اپنے مقام پر قائم ہے خدا فرماتا ہے۔

فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ.

بلاشبہ جبرئیل نے اسے نازل کیا آپ کے دل پر اللہ کے حکم سے۔

کوہ طور خدا تعالیٰ کی تجلی کی تاب نہ لا سکا مگر سرور کائنات ﷺ نے عین ذات الٰہی کو دیکھا اور پلک بھی نہ جھپکی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ان محمدا رای ربه مرتين مرة ببصره ومرة بفواده.

(طبرانی کبیرص)

کہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کا دو مرتبہ دیدار کیا ایک مرتبہ سر کی آنکھ سے اور ایک مرتبہ دل کی آنکھ سے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دل کا نور:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

الكوثر هو نور قلبه صلى الله تعالىٰ عليه وآلهٖ وسلم

کوثر سے مراد آپ کا نورِ قلب ہے۔

اس نورِ قلب کی عظمت کو خدا تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ الزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ۔

اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کو روشنی عطا کرنے والا ہے اس کے نور کی مثال ایسے ہے جیسے کہ ایک طاق میں چراغ روشن کر کے رکھا ہوا ہو اور بتی یعنی چراغ ایک ایسے شیشے میں جو اپنی صفائی اور نظافت کی وجہ سے چمکتے ستارے کی مانند ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے منقول ہے۔

المشكوة جوف محمد والزجاجة قلبه والمصباح النور جعله الله فيه.

مشکوٰۃ سے مراد آپ کا سینہ مبارک ہے زجاجہ سے مراد آپ کا دل ہے اور مصباح سے مراد وہ نور ہے جو اس دل میں اللہ نے ودیعت رکھا ہے۔

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا

تری صورت کیلئے آیا ہے سوہ نور کا

تفسیر روح المعانی نے الم نشرح لک صدرک کے تحت لکھا ہے کہ:

الم نفسح صدرک حتی حوی عالمی الغیب و الشهادة.

ہم نے آپ کا سینہ اتنا وسیع کر دیا کہ عالم غیب اور شہادت کو محیط ہو گیا۔

تحت الثریٰ سے لے کر ساتویں آسمان تک عالم شہادت ہے اور ساتویں آسمان سے عرش عظیم تک عالم غیب ہے۔

جب سینہ اقدس کو خدا نے اس قدر وسیع فرما دیا ہے کہ وہ عرش عظیم سے لے کر تحت الثریٰ تک کائنات کو محیط ہے تو آپ کے قلب انور کے نور نے عرش عظیم سے لے کر تحت الثریٰ تک ساری کائنات کو منور کر دیا ہے لہٰذا آفتاب و

مہتاب اور ستارے انہیں کے نور سے روشن ہیں۔

لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی ﷺ

یہ جو مہرومہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے استعارا نور کا

پس ثابت ہوا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کا قلب انور بے مثال ہے لہٰذا صاحب دل بھی بے مثال ہے اولین و آخرین میں کوئی بھی آپ کی مثل نہیں۔

تیرا مسند ناز ہے عرش بریں تیرا محرم راز ہے روح امیں
تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

نبی کریم ﷺ کا دل شیطانی وسوسے سے پاک ہے:

جب شیطان کسی کے دل میں وسوسہ ڈالنا چاہتا ہے تو دل کے بالمقابل پشت کی جانب سے اپنی سونڈ ڈال کر دل میں وسوسہ ڈالتا ہے لیکن علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ شیطان نبی کریم ﷺ کے دل میں وسوسہ نہیں ڈال سکتا وجہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے قلب انور کے بالمقابل پشت کی جانب خدا تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے جسے مہر نبوت کہتے ہیں اور یہ بات آپ گزشتہ سطور میں پڑھ چکے ہیں کہ ڈاک خانے والے جب تھیلے میں ڈاک ڈال کر منہ بند کر کے اوپر مہر لگا دیتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ باہر سے کوئی خط اب تھیلے میں ڈالا نہیں جا سکتا اور نہ اندر سے کوئی ڈاک باہر نکالی جا سکتی ہے بلا مثال و تمثیل نبی کریم ﷺ کی پشت پر مہر نبوت کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کے دل میں اللہ نے جو ہدایت رکھی ہے شیطان اپنے وسوسے سے اسے متاثر نہیں کر سکتا اور نہ آپ کے قلب انور سے کوئی ہدایت نکال سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کا دل منور کر دیا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا معراج کی رات جب میں عرش کے قریب پہنچا تو عرش اعظم سے ایک قطرہ میری زبان پر رکھ دیا گیا وہ ایسا لذیذ تھا کہ کسی نے اس سے بڑا میٹھا قطرہ نہ چکھا ہو گا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ۔

فانبانی اللہ بھانبأ الاولین والآخرین ونور قلبی وغشی نور عرشہ بصری فلم ارشیئا فجعلت اریٰ بقلبی ولاارٰی بعینی.

(ج6ص95 زرقانی شریف)

پس اللہ تعالیٰ نے مجھے اولین و آخرین کا علم عطا فرما دیا اور میرا دل منور فرما دیا اور میری آنکھ کو عرش کے نور نے چھپا لیا مجھے کوئی چیز نظر نہ آتی تھی میں بصارت سے نہیں بلکہ بصیرت یعنی دل کی آنکھ سے دیکھنے لگا۔ اس عبارت س معلوم ہوا کہ:

(۱) خدا تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام اولین و آخرین یعنی جمیع انبیاء کرام اور ملائکہ کا علم عطا فرمایا۔

(۲) خدا تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دل مبارک کو نور سے روشن فرما دیا۔

(۳) آپ ﷺ کے قلب میں آنکھیں ہیں جو دیکھتی ہیں۔

آپ ﷺ کا شق صدر ہونا:

مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ معراج کی رات فرشتوں نے آپ ﷺ کا سینہ اقدس اوپر سے نیچے تک چاک کیا اور قلب مبارک باہر نکالا پھر اسے شگاف دیا اور اس سے خون کا ایک لوتھڑا نکال کر باہر پھینکا اور کہا کہ یہ آپ ﷺ کے اندر شیطان کا حصہ تھا۔

اس شق صدر میں مندرجہ ذیل حکمتیں تھیں۔

(ا) علماء نے لکھا ہے کہ ہر انسان کے دل میں خدا تعالیٰ نے خون کا ایک لوتھڑا پیدا فرمایا ہے اس کا مقام یہ ہے کہ انسان کے دل میں شیطان جو وسوسہ ڈالتا ہے یہ لوتھڑا اس کو قبول کرتا ہے جس طرح قوت سامعہ آواز کو قوت ذائقہ ترشی تلخی کو قوت شامہ، خوشبو و بدبو کو قوت لامسہ گرمی وسردی وغیرہ کیفیات کو قبول کرتی ہے۔ اسی طرح دل کے اندر یہ منجمد خون کا لوتھڑا شیطانی وسوسوں کو قبول کرتا ہے جب یہ لوتھڑا آپ کے قلب سے دور کر دیا گیا تو حضور ﷺ کی ذات مبارکہ میں کوئی ایسی چیز نہ رہی جو شیطانی وسوسہ کو قبول کرے ثابت ہوا کہ آپ کا شق صدر اس لئے ہوا کہ شیطان آپ کے دل میں وسوسہ نہ ڈال سکے۔

(ب) ایک حکمت یہ بھی ہے کہ معراج کی رات آپ ﷺ نے عجیب وغریب مناظر دیکھنے تھے خدا تعالیٰ کا دیدار کرنا تھا اور اس کے لئے ایک ایسے مضبوط اور طاقتور دل کی ضرورت تھی جو دیدار الٰہی سے مشرف ہوتے وقت اور دشواری سے دوچار نہ ہو اسی لئے آپ کے دل میں ایک نورانی طشت کے ذریعے ایمان و حکمت بھر دیئے گئے اور اسے آب زمزم سے دھویا کہ یہ پانی دل کو قوت دیتا ہے۔

(ج) شق صدر مبارک میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ آپ کی حیات بعد الموت پر دلیل قائم ہو جائے۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ عادۃً بغیر روح کے جسم میں حیات نہیں ہوتی لیکن نبی کا جسم قبض روح کے بعد زندہ رہتا ہے چونکہ روح حیات کا ہیڈ کوارٹر انسان کا دل ہے لہٰذا جب کسی انسان کا دل اس کے سینے سے باہر نکال دیا گیا پھر اسے شگاف دیا گیا اور وہ منجمد خون جو جسمانی اعتبار سے دل کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے صاف کر دیا گیا اس کے باوجود بھی آپ بدستور زندہ رہے جو اس کی روشن دلیل ہے کہ قبض روح مبارک کے بعد بھی آپ زندہ ہیں کیونکہ جس کا دل بدن سے باہر ہو اور وہ پھر بھی زندہ رہے اگر اس کی روح قبض ہو کر باہر ہو جائے تو وہ کب مردہ ہو سکتا ہے۔

(د) ایک حکمت بلیغہ یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نورانیت ثابت ہو جائے اور وہ اس طرح کہ جب آپ کا شق صدر ہوا تو۔

فلم یکن الشق بآلة ولم یسل الدم۔

(روح البیان ج5ص106)

آپ کے شق صدر میں کوئی آلہ استعمال نہ ہوا اور نہ ہی آپ کا خون بہا شق صدر ہونا دلیل بشریت ہے اور خون نہ نکلنا دلیل نورانیت ہے اس سے پتہ چلا کہ حضور ﷺ کی خلقت نور سے ہے اور بشریت ایک لباس ہے اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ جب چاہے اپنی حکمت کے مطابق بشری احوال کو نورانیت پر غالب فرما دے اور جب چاہے نورانیت کے احوال کو بشریت پر غالب فرما دے غزوہ اُحد میں خون نکلا کہ وہاں بشری احوال کا نورانیت پر غلبہ تھا معراج کی رات خون نہ نکلا وہاں نورانیت کا غلبہ تھا۔

(ق) ایک حکمت یہ بھی ہے کہ جب شق صدر ہوا تو حضرت جبرائیل امین نے آپ ﷺ کے قلب انور کو آب زمزم سے دھویا اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دھوئی تو وہ چیز جاتی ہے جو میلی ہو اور حضور علیہ السلام کے دل کے بارے میں میل کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

تو جو چاہے تو ابھی میل میرے دل کے دھلیں
کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا

تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کا دل آب زمزم سے دھویا گیا علماء کرام نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ آپ کا دل آب زمزم سے اس لئے نہیں دھویا گیا اس میں معاذ اللہ کوئی میل وغیرہ تھی بلکہ حکمت یہ تھی کہ آب زمزم آپ کے دل کے ساتھ لگ جائے تو اس کا مرتبہ دنیا کے تمام پانیوں سے زیادہ ہو جائے علاوہ ازیں یہ حکمت بھی ہے کہ آب زمزم آپ کے دل سے لگ جائے اور آب زمزم میں آپ

کے دل کی برکت آجائے اور بعد میں قیامت تک آنے والے حاجیوں اور عمرہ ادا کرنے والوں کو آب زمزم لیتے وقت آپ ﷺ کے دل کی برکت کا حصہ مل جائے۔

(ن) جبرئیل امین نے آپ ﷺ کے دل کو دیکھ کر کہا:

"قلب سدید فیه عینان تبصران واذنان تسمعان"

دل مبارک ہر قسم کی کجی سے پاک ہے اور بے عیب ہے اس میں دو آنکھیں ہیں جو دیکھتی ہیں اور دو کان ہیں جو سنتے ہیں دل کے کان اور آنکھیں دور کی آوازوں کو سننے اور دور کی چیزوں کے دیکھنے کے لئے ہیں جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔"انی اری مالا ترون واسمع مالا تسمعون"۔

میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔

جس طرح آپ کے ظاہری کانوں کا سننا دائمی تھا آپ کی آنکھوں کا دیکھنا دائمی تھا اسی طرح آپ کے دل کی آنکھوں اور کانوں کی صفات بھی دائمی تھیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کی نگاہ سے کائنات کا کوئی ذرہ پوشیدہ نہیں اور آپ جہان کی تمام آوازوں کو سنتے ہیں تمام درود پڑھنے والوں کی آوازوں کو سنتے ہیں۔

(ی) محل ایمان انسان کا دل ہے خدا نے فرمایا۔اولئک کتب فی قلوبھم الایمان۔یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان نقش کر دیا گیا۔

ایک اور جگہ فرمایا۔وقلبه مطمئن بالایمان۔اس کا دل ایمان پر مطمئن ہے۔

اور جگہ فرمایا۔ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینه فی قلوبھم۔ اللہ نے تمہارے لئے ایمان محبوب کر دیا اور اسے تمہارے دلوں میں مزین کر دیا۔

اسی طرح محل عقل وفہم بھی انسان کا دل ہے خدا فرماتا ہے۔

ولقد ذرانا لجھنم کثیرا من الجن والانس لھم قلوب لا

یفقھون بھا.

ہم نے بہت سے جنوں اور انسانوں کو دوزخ کے لئے پیدا کیا ان کے دل تو ہیں ان سے سمجھتے نہیں۔

اور آب زمزم دل کو قوی کرتا ہے لہٰذا آب زمزم سے آپ کے دل کو دھونے میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ آپ کی قوت ایمان اور قوت عقل وفہم میں اور زیادہ برکت اور اضافہ ہو جائے۔

(یے) حضور علیہ السلام تمام مخلوقات سے افضل ہیں لہٰذا آپ کے دل کو آب زمزم سے دھویا گیا تا کہ یہ پانی آب کوثر سے بھی افضل ہو جائے۔

(ج 1 ص 252 شفا الغرام)

نبی کریم ﷺ کا دل نیند میں بھی بیدار رہتا ہے:

حدیث نمبر 1. حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ فرشتوں کی ایک جماعت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی جبکہ آپ سو رہے تھے انہون نے کہا تمہارے اس دوست کی ایک مثال ہے وہ ان کے سامنے بیان کرو بعض نے کہا یہ تو سوئے ہوئے ہیں ان میں سے بعض نے کہا۔

''ان العین نائمة والقلب یقظان''

بے شک آنکھ سوتی ہے اور دل جاگتا ہے۔

انہوں نے کہا ان کی مثال اس آدمی کی سی ہے کہ جس نے گھر بنایا اور دستر خوان چنا اور پھر ایک بلانے والے کو لوگوں کے بلانے کے لئے بھیجا پس جس شخص نے اس بلانے والے کی بات مان لی وہ گھر میں داخل ہو گیا اور دستر خوان سے کھانا کھا لیا اور جس نے نہ مانا نہ تو وہ گھر میں داخل نہ ہوا اور نہ دستر خوان سے کھانا کھایا فرشتوں نے یہ مثال سن کر کہا اس مثال کی تاویل بیان کرو تا کہ یہ شخص اس کو سمجھ لے بعض نے کہا یہ تو سوئے ہوئے ہیں بعض نے کہا تو ان کی آنکھ سوتی

ہے لیکن دل جاگتا ہے پھر فرشتوں نے کہا گھر سے مراد جنت ہے اور داعی بلانے والے سے مراد حضرت محمد ﷺ ہے۔

فمن اطاع محمد افقد اطاع الله ومن عصی محمد افقد عصی الله.

جس نے محمد ﷺ کا حکم مانا اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔

نتیجہ یہ نکلا کہ جنت بنانے والا خدا آباد کرنے والا مصطفیٰ ﷺ۔

(ج 1 ص 45 مشکوٰۃ)

علامہ اقبال نے کہا ہے۔

تعجب کی جا ہے کہ فردوس اعلیٰ .... بنائے خدا اور بسائے محمد ﷺ
تماشا تو دیکھو کہ دوزخ کی آتش .... جلائے خدا اور بجھائے محمد ﷺ

دوسری حدیث: حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔

ان عینی تنامان ولا ینام قلبی۔ میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل جاگتا ہے۔ (ج 1 ص 254 مسلم شریف)

دل پاک بیدار اور چشم خفتہ
نرالا تھا عالم میں سونا تمہارا

ان دونوں احادیث سے معلوم ہوا کہ آپ کا قلب انور نیند کی حالت میں بیدار رہتا تھا لیکن دیابنہ اور غیر مقلد اعتراض کرتے ہوئے مشکوٰۃ شریف کی یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ جب غزوہ خیبر سے واپس ہوئے تو رات کو سفر کیا جب آخری رات میں آپ کو اونگھ آنے لگی تو آپ آرام کے لئے اترے اور بلال سے فرمایا تم ہماری حفاظت کرو یعنی جب صبح ہو تو جگا دینا بلال رات کے نوافل میں

مشغول ہو گئے اور جتنی نماز ممکن تھی پڑھی اور رسول پاک ﷺ اور آپ کے اصحاب سو گئے جب فجر کا وقت ہوا تو بلال رضی اللہ عنہ نے اپنی سواری کا سہارا لے لیا اور مشرق کی طرف منہ کر لیا لیکن بلال رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں نیند کا غلبہ ہو گیا اور کجاوے کے ساتھ ٹیک لگا کر سو گئے پس نہ تو بلال رضی اللہ عنہ کی آنکھ کھلی نہ حضور ﷺ کی اور نہ صحابہ میں سے کسی کی یہاں تک کہ دھوپ کی گرمی پہنچی اور سب سے پہلے حضور ﷺ کی آنکھ کھلی اور آپ نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا تجھے کیا ہو گیا کہا آپ ﷺ کی طرح نیند نے مجھ پر غلبہ کیا آپ ﷺ نے فرمایا یہاں سے کوچ کر چلو چنانچہ وہاں سے ذرا دور نکل گئے پھر حضور ﷺ نے وضو فرمایا اور بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کا حکم فرمایا اور پھر نماز پڑھائی جب حضور ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی تو فرمایا جو شخص نماز کو بھول جائے اس کو چاہیے کہ جس وقت یاد آئے اس وقت پڑھ لے۔ (ج 1 ص 148 مشکوٰۃ)

وجہ اعتراض یہ ہے کہ حضور ﷺ کو طلوع آفتاب کا علم نہ ہوا معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی نیند علم اور ادراک سے مانع ہے ورنہ آپ کی نماز قضا نہ ہوتی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ امام مالک نے زید بن اسلم سے روایت کی ہے کہ نماز قضا کرنے کے بعد حضور ﷺ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا بلال رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا تھا کہ فجر کے وقت ہمیں جگا دینا لیکن وہ سو گئے اس وقت شیطان اس کے پاس آیا اور اسے تھپکنے لگا جس طرح ماں بچے کو سلانے کے لئے تھپکتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ گہری نیند سو گئے پھر آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو بلا کر وجہ دریافت کی تو انہوں نے وہی وجہ بیان کی جو آپ ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بیان فرمائی تھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے برحق رسول ہیں۔

قلب بیدار کے مالک سرور کونین ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر بیتنے

والی رات کی ساری کیفیت اور حالت مشاہدہ فرما رہے ہیں تو کیسے ممکن ہے کہ آپ کو نماز فجر کا وقت معلوم نہ ہو سکا ہو وجہ یہ تھی نماز فجر کے وقت کی طرف آپ کی توجہ نہ رہی کیونکہ محدث اعظم مولانا محمد سردار احمد کا ارشاد ہے۔

انہ کان مستغرقا فی مشاھدۃ الانوار الملکوتیۃ والتجلیات الربانیۃ.

اللہ تعالیٰ نے اس وقت خاص میں انوار وتجلیات کے مشاہدہ میں آپ کے کے دل کو مستغرق فرما دیا تھا تا کہ امت کو قضا نماز کی مشروعیت حاصل ہو سکے۔ (ج1ص295 محدث اعظم پاکستان)

اگر آپ ﷺ کی نماز قضا نہ ہوتی تو ہماری قضا نمازوں کو کس کے دامن میں پناہ ملتی۔ نیز ابن عربی نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نیند اور بیداری میں اپنے آداب واطوار میں ملائکہ کے زمرے میں داخل ہیں اگر آپ پر نسیان طاری ہوتا ہے تو بھولی ہوئی شے سے زیادہ اہم امر میں آپ ﷺ مشغول ہوتے ہیں اور اگر آپ ﷺ بظاہر خواب میں ہوتے ہیں لیکن درحقیقت آپ کا قلب اقدس اور روح خدا کی طرف متوجہ ہوتی ہے اسی لئے صحابہ آپ کو نیند سے بیدار نہ کرتے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ بظاہر آپ نیند میں ہوں اور درحقیقت کسی عظیم حالت میں ہوں جس سے بیدار کرنا آپ ﷺ کو ناگوار ہو۔ (ج2ص178 مرقات)

❀❀❀❀

غوث الوریٰ مظہر صفات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سیادت کل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

اللہ تعالیٰ نے سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جملہ انبیاء ورسل پر افضلیت و برتری عطا فرمائی ہے چند دلائل ملاحظہ ہوں۔

دلیل اوّل:

شب معراج تمام نبیوں نے آپ کی امامت و اقتدا میں نماز ادا فرمائی اور آپ کی قیادت کو تسلیم کرنے کا عملی مظاہرہ فرمایا۔

یہ کہتے تھے جبرئیل سب انبیاء سے
صفیں ٹھیک کر لو امام آ گیا ہے

دلیل دوم:

ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انا اول من تنشق عنه الارض فاكسى حلة من حلل الجنة اقوم عن يمين العرش ليس احد من الخلائق يقوم ذالك المقام غيرى. (ترمذی)

میں سب سے پہلے زمین سے باہر تشریف لے جاؤں گا پھر مجھے جنت کے جوڑوں سے ایک جوڑا پہنایا جائے گا میں عرش کی داہنی جانب ایسی جگہ کھڑا ہوں گا جہاں تمام مخلوق میں سے کسی کو بار نہ ہوگا۔

دلیل سوم:

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے حضور سید المرسلین ﷺ نے فرمایا۔

انا سید ولد آدم یوم القیامة ولا فخر بیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ آدم فمن سواه الا تحت لوائی۔

(ج 1 ص 281 مسند امام احمد)

میں قیامت کے دن تمام آدمیوں کا سردار ہوں گا اور یہ کچھ فخر سے نہیں کہتا میرے ہاتھ میں لواء حمد ہوگا اور یہ براہ فخر نہیں کہتا اس دن آدم اوران کے سوا جتنے ہیں سب میرے زیر لواء ہوں گے۔

رسالت کل امامت کل سیادت کل امارت کل
حکومت کل ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

غوث اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ:

رسول خدا ﷺ کے نائب اور وارث غوث اعظم نے برسرِ منبر مامور من اللہ ہو کر جملہ اولیاء اور اقطاب پر اپنی سیادت و قیادت کو یوں ظاہر فرمایا۔

قدمی هذه علی رقبة کل ولی لله۔ (ص 8 بہجتہ الاسرار)

میرا یہ قدم اللہ تعالیٰ کے ہر ولی کی گردن پر ہے۔

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے ہے قدم اعلیٰ تیرا

جب آپ نے یہ ارشاد فرمایا۔

تجلی الحق عزوجل علی قلبه وجاء ته خلعة من رسول الله ﷺ علی یدطائفة من الملائکة المقربین والبسها بمحضر من جمیع الاولیاء من تقدم منهم ومن تاخر الاحیاء باجسادهم والاموات

باروا حھم. (ص8 بہجۃ الاسرار)

اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل پر تجلی فرمائی اور رسول خدا ﷺ کی طرف سے ملائکہ مقربین کے ہاتھوں خلعت آئی اس موقع پر تمام اولیاء متقدمین و متاخرین زندہ اپنے جسموں سے اور وفات یافتہ اپنی روحوں سے موجود تھے ان کی موجودگی میں آپ کو خلعت پہنائی گئی۔

وکانت الملائکۃ ورجال الغیب حافین بمجلسہ واقفین فی الھواء صفوفا حتی استدا لافق بھم ولم یبق ولی فی الارض الا حناعنقہ۔ (ص9 بہجۃ الاسرار)

اور فرشتے فضا میں صف بستہ کھڑے مجلس کو ڈھانپے ہوئے تھے اور رجال الغیب نے آپ کی مجلس کو ڈھانپا ہوا تھا اور وہ صف بستہ ہوا میں کھڑے تھے حتی کہ انہوں نے افق کو گھیر لیا اور روئے زمین کا کوئی ولی ایسا نہ تھا جس نے اپنی گردن نہ جھکائی ہو۔

جس کی منبر بنی گردن اولیاء
اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

وہاں سر جھکاتے ہیں سب اونچے اونچے
جہاں ہے تیرا نقش پا غوث اعظم

حضرت ابوالقاسم فرماتے ہیں۔

سمعت الشیخ خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ ببغداد وکان کثیرا الرؤیا لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یقوم رایت رسول اللہ ﷺ فقلت لہ یارسول اللہ ﷺ لقد قال الشیخ عبدالقادر قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی للہ فقال صدق الشیخ عبدالقادر وکیف لاوھو القطب وانا ارعاہ۔ (ص10 بہجۃ الاسرار)

میں نے شیخ خلیفہ جن کو اکثر خواب میں رسول خدا ﷺ کی زیارت ہوا کرتی تھی، سے سنا کہ میں نے رسول خدا ﷺ کی زیارت کی اور آپ سے عرض کی یارسول اللہ ﷺ شیخ عبدالقادر نے کہا ہے میرا یہ قدم اللہ کے ہر ولی کی گردن پر ہے۔ آپ نے فرمایا شیخ عبدالقادر نے سچ فرمایا ہے اور وہ ایسا کیوں نہ کہے وہ قطب ہے اور میں اس کا محافظ ہوں۔

ولما اتاہ الامر بان یقول قدمی هذه علی رقبة کل ولی لله زادالله تعالیٰ جمیع الاولیاء نورا فی قلوبهم وبرکة فی علومهم وعلوا فی احوالهم ببرکة وضعهم رؤسهم. (ص12 بہجۃ الاسرار)

جب آپ کو قدمی هذه.......... الخ کہنے کا حکم ہوا تو آپ کے اس فرمان پر سر تسلیم خم کرنے کی برکت سے خدا نے اولیاء کے دلوں میں نور علوم میں برکت اور احوال میں بلندی کو اور زیادہ کر دیا۔ ایک بزرگ شیخ احمد نے کہا کہ میں لبنان پہاڑ پر گیا تا کہ وہاں کے صالحین کی زیارت کروں وہاں ایک اصبہان کے رہنے والے مرد صالح تھے جو مدت سے یہاں رہتے تھے اور ان کو یہاں کے طویل قیام کی وجہ سے شیخ جبل کہا جاتا تھا میں نے ان کے پاس جا کر پوچھا کہ آپ یہاں پر کب سے رہ رہے ہیں کہا ساٹھ سال سے میں نے کہا کوئی عجیب بات بتایئے فرمانے لگے ایک دفعہ میں نے ایک چاندنی رات میں دیکھا کہ پہاڑ کے لوگ قطار اندر قطار اڑتے ہیں اور عراق کی طرف جا رہے ہیں میں نے ان میں سے ایک آدمی سے اس کی وجہ پوچھی اس نے کہا ہمیں حضرت خضر علیہ السلام نے حکم دیا ہے کہ بغداد میں جا کر قطب کے حضور حاضر ہو جاؤ میں نے دریافت کیا وہ کون ہے کہا کہ شیخ عبدالقادر میں نے بھی ان کے ساتھ جانے کی اجازت لی انہوں نے مان لیا چنانچہ ہم اُڑتے ہوئے تھوڑی دیر میں بغداد پہنچے ہم نے وہاں اکابرین اولیاء کرام کو دیکھا کہ وہ کہہ رہے ہیں اے ہمارے سردار اور وہ شیخ

عبدالقادر ان کو حکم دیتے ہیں اور وہ سب جلدی سے اس کی تعمیل کرتے ہیں پھر انہوں نے ان کو واپسی کا حکم دیا وہ سب واپس ہوئے جب ہم پہاڑ پر پہنچے تو میں نے ان سے ادب و احترام کی وجہ دریافت کی انہوں نے جواب دیا ہم ان کا حکم کیوں نہ مانیں اور ان کا ادب و احترام کیوں نہ کریں اس لئے کہ انہوں نے کہا ہے۔ قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله۔ (ص 18 بہجتہ الاسرار)

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

رسول الکل:

ہمارے نبی کریم ﷺ تمام کائنات کے رسول ہیں خدا فرماتا ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا کَافَّةً لِّلنَّاسِ.

ہم نے آپ کو تمام لوگوں کا رسول بنا کر بھیجا ہے۔

قُلْ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا.

تم فرما دو اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

تَبَارَکَ الَّذِی نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَکُوْنَ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرًا.

پاک ہے وہ جس نے اپنے بندے پر قرآن اتارا تاکہ وہ تمام جہانوں کا ڈرانے والا ہو جائے۔

حدیث میں ہے۔ اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّةً۔

(ج 1 ص 99 مسلم شریف)

میں ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
اِن کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی ﷺ

شیخ الکل:

حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

الانس لھم مشائخ والجن لھم مشائخ والملائکۃ لھم مشائخ وانا شیخ الکل۔

انسانوں کے پیر ہیں جنات کے پیر ہیں فرشتوں کے بھی پیر ہیں لیکن میں تمام پیروں کا پیر ہوں۔

مشائخ جہاں آئیں بہر گدائی
وہ ہے تیری دولت سرا غوث اعظم

کُن کی کنجی:

خدا تعالیٰ نے ہمارے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کلمہ ''کُن'' کا مالک ومختار بنایا ہے چنانچہ جب مشرکین مکہ نے حضرت عمار بن یاسر کو جلتی ہوئی آگ میں ڈالا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

یانار کونی بردا وسلاما علی عمار کما کنت علی ابراھیم۔
(ج 2 ص 80 خصائص الکبریٰ)

اے آگ عمار پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا جیسے تو ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی ہو گئی تھی۔

حکم بن عاص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کلام سن کر منہ بگاڑ لیتا ایک دن حضور ﷺ نے فرمایا۔ کن کذالک فلم یزل یختلج حتی مات۔
(ج 2 ص 79 خصائص کبریٰ)

ایسا ہی ہو جا چنانچہ مرتے دم تک اس کا چہرہ بگڑا رہا۔

زباں کُن کی کنجی رضا میں قضائیں
یہ تاب وتواں ہے محمد ﷺ کے صدقے

حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں ارشاد فرمایا ہے۔

یا ابن آدم انا اللہ الذی لا الہ الا انا اقول للشئی کن فیکون اطعنی اجعلک تقول للشئی کن فیکون وقد فعل ذالک بکثیر من انبیائہ و اولیائہ و خواصہ من بنی آدم۔ (ص 38 حاشیہ بہجتہ الاسرار)

اے انسان میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں جب میں کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہوں تو کہتا ہوں ہو جا وہ ہو جاتی ہے اے انسان تو میری اطاعت کر میں تجھے بھی کلمہ کُن کا مالک بنا دوں گا تو بھی کہہ دیا کرے گا ہو جا وہ چیز ہو جایا کرے گی اور خدا نے یہ کلمہ کُن اپنے نبیوں، ولیوں اور انسانوں میں سے خاص بندوں کو عطا فرمایا ہے۔

شیخ ابن عربی نے فرمایا خدا تعالیٰ ولیوں کو کلمہ کُن عطا فرماتا ہے مثلاً غوث اعظم فرماتے ہیں۔

اعطیت حرف کُن مجھے حرف کُن عطا ہوا ہے۔

(ج 2 ص 202 جامع کرامات اولیاء)

لیکن وہ کن کی جگہ تسمیہ کا استعمال کرتے ہیں چنانچہ شیخ محمد بن قائد روایت کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ سیدنا غوث اعظم کی مجلس وعظ پر ایک چیل نے چلانا شروع کیا آپ نے فرمایا۔

یاریح خذی رأس ھذہ الحداۃ۔ اے ہوا اس چیل کا سر لے لے۔

یہ فرمانا تھا کہ اس چیل کا سر تن سے جدا ہو گیا آپ منبر سے نیچے اُترے اس کے سر اور دھڑ کو ملایا اور بسم اللہ شریف پڑھ کر ہاتھ پھیرا۔

فحیت باذن اللہ وطارت۔ تو چیل باذن اللہ زندہ ہو کر اُڑ گئی۔

قربِ خاص:

خدا تعالیٰ نے ہمارے رسول پاک ﷺ کو قرب خاص کی وہ نعمت عطا فرمائی جو کسی اور کو میسر نہ آئی چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

لی مع اللہ لا یسعنی ملک مقرب ولا نبی مرسل

(ج7 ص198 تفسیر روح البیان)

اللہ تعالیٰ سے قرب خاص کا میرے لئے ایسا وقت بھی ہوتا ہے کہ اس میں کسی مقرب فرشتے اور کسی نبی و مرسل کو رسائی حاصل نہیں۔

اس کی شرح میں ملا علی نے لکھا ہے۔

اذ فیہ اشارۃ الی تمکینہ فی وقت کشوف المشاھدۃ واستغراقہ فی بحر الوحدۃ خیثہ لا یبقی فیہ اثر البشریۃ والکونین.

جب رب کی بارگاہ میں آپ کو مشاہدہ ہوتا ہے اور بحر وحدت میں مستغرق ہوتے ہیں تو آپ پر بشریت اور کونین کا اثر باقی نہیں رہتا۔

(ج1 ص57 مرقاۃ)

نبی سرور ہر رسول و ولی ہے
نبی راز دار مع اللہ لی ہے

مقام مخدع:

سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

انا الحسنی والمخدع مقامی
واقدامی علی عنق الرجال

میں امام حسن کی اولاد سے ہوں اور میرا مقام مخدع ہے اور اولیاء اللہ کی گردنوں پر میرا قدم ہے۔ مُخدع قرب خاص کی وہ اعلیٰ وارفع منزل ہے کہ اکابر

مشائخ اس کی جھلک بھی نہیں دیکھ پاتے اس سلسلے میں شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی کا واقعہ قابل ذکر ہے۔

ایک مرتبہ عبدالرحمٰن نے اپنے شہر طفسونج میں وعظ فرمایا دوران وعظ اپنے بلند مرتبے کا ذکر فرمایا وہاں غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے ایک مرید ابوالحسن موجود تھے انہوں نے اپنی گدڑی اتار پھینکی اور شیخ عبدالرحمٰن سے فرمایا آؤ میرے ساتھ کشتی لڑو اس پر شیخ عبدالرحمٰن خاموش ہو گئے اور اپنے مریدین سے فرمایا اس شخص کا ہر بال عنایت الٰہیہ سے معمور ہے پھر ان سے پوچھا تمہارا شیخ کون ہے آپ نے جواب دیا شیخ عبدالقادر جیلانی اس پر شیخ عبدالرحمٰن نے کہا زمین میں تو میں نے ان کا ذکر سنا ہے مگر درکات قدرت میں جو چالیس سال سے میرا مقام ہے شیخ عبدالقادر جیلانی کو میں نے کبھی نہیں دیکھا پھر آپ نے اپنے چند مریدوں کو حکم دیا کہ بغداد میں جا کر شیخ عبدالقادر سے کہنا عبدالرحمٰن آپ کو سلام کہتا ہے اور دریافت کرتا ہے کہ چالیس سال سے میں درکات قدرت کے مقام پر ہوں مگر وہاں آپ کو کبھی نہیں دیکھا ادھر غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں سے فرمایا طفسونج جاؤ راستے میں تمہیں شیخ عبدالرحمٰن کے آدمی ملیں گے انہیں واپس لے جانا اور شیخ عبدالرحمٰن کو میرا اسلام پہنچا کر یہ کہنا آپ درکات قدرت کے مقام میں ہیں جو اس مقام میں ہو وہ مقام الحضر والے کو نہیں دیکھ سکتا اور جو مقام الحضر میں ہو وہ مقام مخدع والے کو نہیں دیکھ سکتا۔

وانا فی المخدع ادخل واخرج من باب السر من حیث لا ترانی

اور میرا مقام مخدع ہے جہاں مخفی دروازے سے میرا آنا جانا ہوتا ہے بھلا آپ مجھے کیسے دیکھ سکتے ہیں۔ مزید تسلی کے لئے ایک نشانی بتاتا ہوں جس سے آپ کو میرے مرتبے کا اندازہ ہو جائے گا آپ کو فلاں رات خلعت رضا عطا کی گئی تھی اور فلاں رات بارہ اولیاء کو سبز رنگ کی منقش خلعت ولایت دی گئی تھی

یہ خلعت میرے ہاتھ سے آپ تک پہنچی تھی۔ یہ سن کر شیخ عبدالرحمٰن نے کہا۔

صدق الشیخ عبدالقادر سلطان الوقت۔ (ص 27 بہجۃ الاسرار)

غوث قطب ارے اریرے عاشق جان اگیرے ہُو
جیہڑی منزل عاشق پہنچے اوتھے غوث نہ پوندے پھیرے ہو
عاشق وچہ وصال دے رہندے جناں لامکانی ڈھیرے ہُو
میں قربان تنہاندوں باہُو جنہاں ذاتوں ذات بسیرے ہُو

بے مثل رسول:

رسول خدا ﷺ نے فرمایا۔ ایکم مثلی۔ تم میں میری مثل کون ہوسکتا ہے۔

(ج 1 ص 351 مسلم شریف)

حضرت علی المرتضٰی فرماتے ہیں۔

لم ارقبلہ ولا بعدہ مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (ص شمائل ترمذی)

میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ کی مثل نہ دیکھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لم اربعدہ مثلہ میں نے آپ کے بعد آپ کی مثل نہ دیکھا۔ (ج 1 ص 414 طبقات)

جب جنگ حنین میں مالک بن عوف بھاگ کر طائف میں پناہ گزین ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا اگر وہ ایمان لا کر ہماری خدمت میں حاضر ہو جائے تو ہم اس کے اہل و مال اسے واپس کر دیں گے یہ خبر مالک کو پہنچی تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا نبی کریم ﷺ نے ان کا مال اور اہل وعیال واپس کر دیئے اور سو اونٹ اپنے خزانہ کرم سے عطا کیے اس پر مالک بن عوف نے کہا۔

ما ان رایت ولا سمعت بواحد
فی الناس کلھم کمثل محمد

(ج 3 ص 352 کتاب الاصابہ)

میں نے تمام جہان کے لوگوں میں محمد ﷺ کی مثل نہ کوئی دیکھا نہ سنا۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کا عقیدہ تھا کہ نبی کریم ﷺ بے مثل ہیں اور یہی ہمارا عقیدہ ہے نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارا عقیدہ صحابہ والا عقیدہ ہے۔

تیرا مسند ناز ہے عرش بریں تیرا محرم راز روح امیں

تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ:

آپ بھی تمام اولیاء کرام میں بے مثل شخصیت کے مالک ہے چنانچہ خود فرماتے ہیں۔

لَا تَقِیْسُوْنِیْ بِاَحَدٍ وَلَا تَقِیْسُوْا عَلَیَّ اَحَداً۔ (ص 23 بہجتہ الاسرار)

کسی کو مجھ جیسا اور مجھے کسی جیسا قیاس نہ کرو۔

ایک اور جگہ آپ کا ارشاد یوں ہے۔

یا اھل الارض شرقا و غربا ویا اھل السماء قال اللہ تعالیٰ ویخلق مالا تعلمون انا ممالا تعلمون۔ (ص 24 بہجتہ الاسرار)

اے زمین کے مشرق ومغرب میں رہنے والو اور اے اھل آسمان خدا نے فرمایا اللہ وہ مخلوق پیدا کرے گا جس کو تم نہیں جانتے اور میں اس مخلوق میں سے ہوں جس کو تم نہیں جانتے۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اولیائے امت میں سے آپ بے مثل ہیں۔

نظافت وطہارت:

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسد اقدس پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔

(ج 2 ص 51 کشف الغمہ)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے۔

ان اللہ عصمک من وقوع الذباب علی جلاک لانہ یقع علی النجاسۃ۔ (تفسیر نسفی)

خدا تعالیٰ نے آپ ﷺ کے جسم پر مکھی کو بیٹھنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ وہ نجاست پر بیٹھتی ہے۔

اس طرح حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے جسم پر بھی مکھی نہ بیٹھتی تھی۔ (طبقات کبریٰ ص 109)

محمد بن خضر فرماتے ہیں۔

میرے والد تیرہ سال تک حضرت کی خدمت میں رہے اس اثناء میں آپ کے بدن پر مکھی بیٹھی نہ دیکھی۔ (ص 19 قلائد الجواہر)

رسول خدا ﷺ کے پسینے سے کستوری سے بڑھ کر خوشبو آیا کرتی تھی چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا ہے اور میرے پاس خوشبو نہیں آپ کچھ خوشبو عنایت فرما دیں فرمایا کل ایک کھلے منہ والی شیشی لے آنا دوسرے روز وہ ایک شیشی لے آیا حضور ﷺ نے اپنے دونوں بازوؤں سے اس پر اپنا پسینہ ڈالنا شروع کر دیا یہاں تک کہ وہ بھر گئی پھر فرمایا اسے لے جا اور بیٹی سے کہہ دینا کہ اس میں سے لگا لیا کرے پس جب وہ آپ کے پسینے کو لگاتی تو تمام اہل مدینہ کو اس کی خوشبو پہنچ جاتی یہاں تک کہ خوشبو والوں کا گھر مشہور ہو گیا۔ (ج 4 ص 224 زرقانی)

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ کی کسی گلی سے گزر جاتے تو لوگ اس گلی سے خوشبو پا کر کہتے کہ اس گلی میں سے حضور ﷺ کا گزر ہوا ہے۔ (ج 4 ص 224 زرقانی)

میں مدینے کی گلیوں پہ قرباں جن سے گزرے ہیں شاہ مدینہ

اس طرح سے مہکتے ہیں رستے عطر جیسے لگائے ہوئے ہیں

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں

جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

علامہ مفتی غلام سرور لاہوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جیسے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا پسینہ خوشبودار ہوتا تھا ویسے ہی جناب غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا بدن مبارک پسینے کی خوشبو سے معطر ہوتا تھا۔

(گلدستہ کرامت ص 6)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے ہیں جب آپ واپس آتے ہیں تو میں اندر جاتی ہوں مجھے وہاں اور تو کچھ نظر نہیں آتا مگر یہ کہ وہاں سے کستوری کی سی خوشبو آتی ہے فرمایا کہ ہم پیغمبروں کے وجود بہشتی روحوں کی صفت پر پیدا کئے گئے ہیں ان سے جو نکلتا ہے اسے زمین نگل لیتی ہے۔

(ج 4 ص 229 زرقانی)

اس کا مطلب یہ ہے کہ جنتیوں کی روحوں میں جو لطافت پاکیزگی اور خوشبو ہوتی ہے وہی ہمارے جسموں میں ہوتی ہے اس لئے ہمارے فضلات سے خوشبو آتی ہے۔

مفتی غلام سرور لاہوری نے فرمایا جیسے زمین نبی کریم ﷺ کے بول و براز کو کھا لیتی تھی اسی طرح کسی آدمی نے آپ کا بول و براز بھی زمین پر نہ دیکھا تھا اور اکثر فرمایا کرتے تھے۔

ھٰذا وجود جدی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم لا وجود عبدالقادر۔ (تفریح الخاطر ص 35)

یہ میرا وجود نہیں درحقیقت میرے جد امجد محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم کے نقش قدم پر ہوں۔

کیا کہوں کیا بات میرے غوث جیلانی میں ہے
ہر ادائے ہاشمی اس پیر لاثانی میں ہے
مانگنا ہے مانگ لے تو غوث کے دربار سے
کملی والے کا خزانہ دست جیلانی میں ہے

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

طوبی لمن رانی اورای من رانی اورای من رای من رانی.

خوشخبری ہے اس کے لئے جس نے مجھے دیکھا میرے دیکھنے والے کو دیکھا اور میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا۔ (مشکوٰۃ)

خدا ان کو کس پیار سے دیکھتا ہے
جو آنکھیں ہیں محو لقائے محمد ﷺ

بالکل یہی الفاظ حضور ﷺ سیدنا غوث اعظم کے ہیں۔

طوبی لمن رانی اورای من رآنی اور رای من رای من رانی.

(ص 99 بہجۃ الاسرار)

خوشخبری اس کے لئے جس نے مجھے دیکھا میرے دیکھنے والے کو دیکھا اور میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا۔

ایک مرتبہ رسول خدا ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ کے ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں آپ نے صحابہ سے فرمایا یہ دونوں کتابیں کیسی ہیں عرض کی گئی ہمیں معلوم نہیں آپ بتائیں تو پتہ چلے آپ نے سیدھے ہاتھ کی کتاب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ کتاب پروردگار کی طرف سے ہے اس میں اہل جنت کے نام ہیں ان کے آبا اور قبائل کے نام ہیں آخر میں میزان کر دیا گیا ہے۔

(ج 1 ص 30 مشکوٰۃ)

حضور سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

اعطیت سجلا مدالبصر فیہ اسماء اصحابی و مریدی الی یوم القیامۃ وقیل لی قدوھبوالک وسالت مالکا خازن النار ھل عندک من اصحابی احد فقال لا. (ص 100 بہجۃ الاسرار)

مجھے حد نگاہ تک وسیع دفتر دیا گیا جس میں قیامت تک کے میرے مریدوں اور ساتھیوں کے نام ہیں اور مجھے کہا یہ سب تجھے عطا کر دئے گئے میں نے مالک جہنم سے پوچھا میرے میرے اصحاب میں سے کوئی تیرے پاس ہے اس نے کہا نہیں یعنی سارے جنتی ہیں۔ چنانچہ آپ کا ارشاد ہے۔

ان ربی عزوجل وعدنی ان یدخل اصحابی واھل مذھبی وکل محب الی الجنۃ.

ترجمہ: میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میرے ساتھی میرے ہم مسلک اور میرے محبّ کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

چلا جائے بلا خوف و خطر فردوس اعلیٰ کو
فقط اک شرط ہے ہو نام لیوا غوث اعظم کا

مردے زندہ کرنا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سأل ربہ ان یحیی ابویہ فاحیا ھمالہ فامنا بہ ثم اماتھما. (ص 412 حجۃ اللہ)

رسول خدا ﷺ نے اپنے والدین کو زندہ کرنے کی خدا سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا وہ حضور ﷺ پر ایمان لائے اور پھر وصال فرما گئے۔

حضور ﷺ کا اپنے والدین کو زندہ کرنا شرف صحابیت عطا فرمانے کے لئے تھا۔

حضور علیہ السلام نے ایک شخص کو دعوت اسلام دی اس نے عرض کی اگر آپ میری لڑکی زندہ فرما دیں تو میں ایمان لے آؤں گا آپ اس کے ہمراہ اس کی لڑکی کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس لڑکی کا نام لے کر پکارا اس لڑکی نے لبیک کہہ کر جواب دیا حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو دنیا میں واپس آنا چاہتی ہے اس نے عرض کی۔

لا واللہ یارسول اللہ انی وجدت اللہ خیر الی من ابوی ووجدت الآخرۃ خیرا من الدنیا. (ج 1 ص 648 شرح شفا)

یارسول اللہ ﷺ، اللہ کی قسم میں دنیا میں لوٹنا نہیں چاہتی کیونکہ میں نے اللہ کو اپنے والدین سے زیادہ مہربان اور آخرت کو دنیا سے بہتر پایا۔

شیخ ابوسعید قیلوی فرماتے ہیں۔

الشیخ عبدالقادر یبرئ الاکمہ والابرص ویحی الموتٰی باذن اللہ. (ص 63 بہجۃ الاسرار)

شیخ عبدالقادر جیلانی اللہ تعالیٰ کے اذن سے مادرزاد اندھوں کو اور برص والوں کو تندرست کر دیتے اور مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔

ایک بار سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے آپ نے دیکھا ایک مسلمان اور عیسائی آپس میں جھگڑ رہے ہیں آپ نے سبب پوچھا تو مسلمان نے جواب دیا یہ عیسائی کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام افضل ہیں کیونکہ وہ مردون کو زندہ کرتے تھے اور میں کہتا ہوں ہمارے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم افضل ہیں۔ آپ نے عیسائی سے فرمایا میں حضور ﷺ کا امتی ہوں اگر میں مردہ زندہ کر دوں تو تُو حضور ﷺ کی افضلیت کو مان لے گا اس نے کہا ضرور آپ نے فرمایا قبرستان میں کسی پرانی قبر کی نشاندہی کر جسے میں زندہ کروں اس نے ایک بوسیدہ قبر کی طرف اشارہ کیا آپ نے فرمایا قم باذن اللہ، اللہ کے۔

حکم سے کھڑا ہو جا قبر شق ہو گئی اور مردہ زندہ ہو گیا اور عیسائی مسلمان ہو گیا۔
(ص 16 تفریح الخاطر)

عیسیٰ کے معجزوں نے مردے جلا دیئے ہیں
مرے نبی کے معجزوں نے عیسیٰ بنا دیئے ہیں

یعنی عیسیٰ صفت بنا دیئے ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ:

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

الانبیاء احیا فی قبورھم یصلون.

انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز ادا فرماتے ہیں۔

ایک حدیث میں ہے۔ **فنبی اللہ حی یرزق** ۔ اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اسے رزق دیا جاتا ہے۔

حضرت سید احمد رفاعی جو حضور سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے ہم عصر ہیں بہت بڑے اولیاء کبار سے ہیں ایک مرتبہ حضور ﷺ کے روضہ مبارک پر حاضر ہوئے اور عرض کی السلام علیکم یا جدی جواب آیا وعلیک السلام یا ولدی اس پر ان کو وجد آ گیا اور بے اختیار زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے میں حالت بعد میں اپنی روح کو روضہ پر بھیجا کرتا تھا اور وہ میری طرف سے نائب بن کر زمین بوسی کیا کرتی تھی اور اب جسم کی باری ہے جو خود حاضر ہے سو اپنا ہاتھ بڑھا دیجئے تا کہ میرا لب اس سے بہرہ ور ہو فوراً ہی روضہ انور سے ایک نہایت منور ہاتھ برآمد ہوا جس کے آگے آفتاب بھی ماند تھا انہوں نے بے ساختہ دوڑ کر اس کا بوسہ لیا اور وہیں گر گئے ایک بزرگ جو اس واقعہ میں موجود تھے ان سے کسی نے پوچھا آپ کو اس وقت کچھ رشک ہوا تھا فرمایا ہم تو کیا چیز تھے اس وقت ملائکہ کو رشک تھا۔

حضرت رفاعی نے دیکھا کہ لوگ مجھ کو نظر قبول وجاہ سے دیکھ رہے ہیں دروازے پر جا لیٹے اور حاضرین سے کہا سب آدمی میرے اوپر سے گزریں یہ نفس کا علاج تھا اس وقت نوے ہزار کا مجمع تھا اور ان میں غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ بھی موجود تھے نبی کریم ﷺ کا ہاتھ اتنا نورانی تھا کہ سورج بھی ماند ہو گیا۔

(ج 5 ص 44 الافاضات)

حضور علیہ السلام کا قبر انور سے ہاتھ نکالنا آپ کے اپنی قبر انور میں زندہ ہونے کی دلیل ہے۔

حیات اولیاء:

نبی کریم ﷺ کی امت کے اولیائے کبار بھی اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ؕ

جو اچھے کام کرے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے۔

امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے۔

الا ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینتقلون من دار الی دار.

(تفسیر کبیر)

بے شک اللہ کے ولی مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہو جاتے ہیں۔

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا ایک محب آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے کے لئے دور دراز کا سفر طے کر کے بغداد پہنچا تو اسے پتہ چلا کہ آپ

کا وصال ہو چکا ہے سخت مایوس ہوا بالآخر مزار انور پر حاضر ہوا اور آداب بجالایا۔

فظهر الغوث الاعظم من مرقده واخذ بيده واعطاه الانابة وانتسب بسلسلته. (تفریح الخاطر منقبت نمبر 21)

حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ اپنی قبر انور سے باہر تشریف لائے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو توجہ دی اور سلسلہ عالیہ میں داخل فرما لیا۔

نبی کی سخاوت:

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ساری کائنات میں سب سے بڑھ کر صاحب جود وسخا تھے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم اجود الناس. (ج1 ص3 بخاری)

اللہ کا رسول تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھا۔

آپ کی سخاوت کا اندازہ درج ذیل واقعہ سے بخوبی ہو جاتا ہے۔

ایک مرتبہ آپ نے ابوسفیان صفوان بن امیہ عینیہ بن حصین مالک بن عوف اقرع بن حابس اور علقمہ بن علاثہ کو سو سو اونٹ عطا فرمائے۔

یہ بیٹھا ہے سکہ تمہاری عطا کا
کبھی ہاتھ اٹھنے نہ پایا گدا کا

غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی سخاوت:

(ا) ایک دفعہ آپ نے ایک شکستہ حال اور افسردہ شخص سے خیریت پوچھی اس نے عرض کیا حضور دریائے دجلہ کے پار جانا چاہتا تھا مگر ملاح نے مجھے بغیر کرایہ کشتی پر سوار نہ ہونے دیا میرے پاس کچھ بھی نہ تھا میں نے بہت منت سماجت کی مگر ملاح نے میری بات نہ مانی ابھی اس کی بات مکمل نہ ہوئی تھی کہ ایک

شخص نے تیس اشرفیوں کی تھیلی بطور نذرانہ آپ کی خدمت میں پیش کی آپ نے وہ تھیلی فقیر کو دے کر فرمایا یہ اس ملاح کو دے دو اور اسے کہہ دینا کہ آئندہ کسی غریب اور محتاج کو دریا عبور کرانے سے انکار نہ کرے پھر آپ نے اپنا کرتہ اس فقیر کو دے دیا پھر بیس دینار میں یہ کرتا اس سے خرید لیا اور یوں اس غریب کی مدد فرمائی۔ (ص 36 قلائد الجواہر)

اسیروں کے مشکل کشا غوث اعظم
فقیروں کے حاجت روا غوث اعظم

(ب) آپ ایک مرتبہ حج کے لئے نکلے جب حلہ نامی بستی میں پہنچے تو حکم دیا کہ اس بستی میں سب سے غریب اور بے کس گھرانہ تلاش کرو کافی تلاش کے بعد ایک ایسا مکان ملا جس میں ایک بوڑھا اپنی بیوی کے ساتھ رہتا تھا وہاں کے امیروں اور رئیسوں کو جب آپ کی آمد کا پتہ چلا تو انہوں نے اپنے ہاں قیام کی دعوت دی مگر ان کے اصرار کے باوجود آپ نے اس غریب کے ہاں ٹھہرنا پسند کیا لوگوں نے آپ کی خدمت میں بطور نذرانہ نقدی سونا چاندی مویشی اور کھانے پینے کی اشیاء کے انبار لگا دیئے آپ نے اپنے رفقاء سے فرمایا اس مال میں سے اپنا حصہ اس گھر والوں کے نلئے وقف کرتا ہوں آپ کے ساتھیوں نے بھی اپنا اپنا حصہ ان لوگوں کو دے دیا۔ (ص 18 اخبار الاخیار)

وہ بوڑھا چند لمحے پہلے بستی کا سب سے زیادہ غریب تھا آپ کی تشریف آوری کی برکت سے اب بستی کا سب سے زیادہ امیر آدمی بن چکا تھا۔

چشم کرم کر فقیروں پہ آقا
کہ ہم تو ہیں تیرے گدا غوث اعظم

نبی شفا دیتا ہے:

جنگ بدر میں ابو جہل نے حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

ہاتھ کاٹ ڈالا۔

فجاء یحمل یدہ فبصق علیھا رسول اللہ علیہ وسلم والصقھا فلصقت۔ (ج 1 ص 213 شفا شریف)

وہ اپنا ہاتھ اٹھائے ہوئے حاضر ہوئے حضور علیہ ﷺ نے اس پر اپنا لعاب دہن لگایا اور اس کو ملا دیا تو وہ اپنی جگہ جڑ گیا۔

غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ شفا دیتے ہیں:

ایک مرتبہ بغداد کا ایک تاجر ابو غالب فضل اللہ حضور سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ آپ کے نانا جان کی حدیث ہے کہ جو شخص دعوت میں بلایا جائے اس کی دعوت قبول کرنی چاہیے آپ میرے گھر دعوت کے لئے تشریف لائیں آپ نے فرمایا مجھے اجازت ملی تو میں آؤں گا تھوڑی دیر مراقبہ فرما کر کہا چلو میں چلتا ہوں آپ خچر پر سوار ہوئے جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ بغداد کے مشائخ علماء اور اراکین جمع ہیں اور دسترخوان بچھایا گیا اشیائے خوردنی لائی گئیں ایک بڑا صندوق لایا گیا جو سربمہر تھا۔ وہ دسترخوان کے قریب رکھا گیا ابو غالب نے کہا بسم اللہ اجازت ہے اس حال میں شیخ عبدالقادر مراقبہ میں تھے نہ آپ نے کھایا نہ کھانے کا حکم دیا پھر آپ نے شیخ علی کو حکم دیا وہ صندوق اٹھا لاؤ وہ لا کر آپ کے سامنے رکھ دیا گیا آپ نے حکم دیا اس کو کھولو اس کو کھولا گیا تو اس میں ابو غالب کا مادرزاد نابینا اور مفلوج لڑکا تھا حضور سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کھڑا ہو جا وہ بینا ہو کر ادھر اُدھر دوڑنے لگا اور آپ کچھ کھائے بغیر وہاں سے واپس آ گئے۔ (ص 62 بہجتہ الاسرار)

مرشد میرا شہباز الٰہی ونج رلیا سنگ حبیباں ہو
تقدیر الٰہی چھکیاں ڈوراں کدی ملسی نال نصیباں ہو

کوڑیاں دے دکھ دور کریندا دیوے شفا غریباں ہُو
ہر مرض دا تو ہیں دارو باہُو کیوں گھتاں وس طبیباں ہُو

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے عذاب قبر دور:

حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کی معیت میں دو قبروں کے پاس سے گزرے ان دونوں اہل قبور کو عذاب ہو رہا تھا۔ آپ ٹھہر گئے صحابہ کرام سے فرمایا یہ دونوں قبروں والے عذاب قبر میں مبتلا ہیں اور کسی بڑی بات میں عذاب نہیں دیئے جا رہے ایک ان میں سے پیشاب کرتے وقت چھینٹوں سے پرہیز نہ کرتا تھا دوسرا چغل خوری کرتا تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور کی ایک تر شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کیئے دونوں قبروں پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا اور فرمایا جب تک یہ خشک نہ ہوں ان کی تسبیح کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان دونوں کے عذاب میں تخفیف فرمائے گا۔

(بخاری شریف)

غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی برکت سے عذاب دور:

(ا) ایک دن اہل بغداد میں سے ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا حضرت میرے والد کا انتقال ہو گیا آج میں نے اسے خواب میں دیکھا ہے کہ وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں مجھے عذاب قبر ہو رہا ہے تم شیخ عبدالقادر کے پاس جانا اور ان سے کہنا کہ میرے لئے دعا کریں آپ نے فرمایا کیا تمہارے والد کبھی میرے مدرسہ کے دروازے کے آگے سے گزرے تھے اس نے کہا ہاں آپ یہ سن کر خاموش ہو گئے یہ شخص دوسرے روز پھر آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کی آج میں نے اپنے والد کو خوشنود اور سبز لباس میں ملبوس دیکھا ہے انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ شیخ عبدالقادر کی برکت سے عذاب اُٹھا دیا گیا ہے اور مجھے سبز لباس پہنا دیا

گیا ہے پس اے میرے فرزند تم ان کی خدمت سے جدا نہ ہونا۔
پھر سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

ان اللہ تعالٰی وعدنی ان یخفف عن کل من عبر علی باب مدرستی۔ (ص 178 قلائد الجواہر)

بے شک اللہ تعالٰی نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ ہم اس کے عذاب میں کمی کر دیں گے جو اے عبدالقادر تیرے مدرسہ کے دروازے کے آگے سے گزر جائے گا۔

زمانے میں دکھ درد کی رنج و غم کی
ترے ہاتھ میں ہے دوا غوث اعظم

(ب) آپ سے ایک مرتبہ بیان کیا گیا کہ بغداد کے فلاں قبرستان سے ایک میت کے چیخنے کی آواز آ رہی ہے آپ نے لوگوں سے پوچھا کیا اس نے مجھ سے خرقہ پہنا تھا لوگوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں آپ نے پوچھا کبھی یہ ہماری مجلس میں آیا تھا لوگوں نے کہا ہمیں علم نہیں آپ نے فرمایا کبھی اس نے میری اقتدا میں نماز ادا کی تھی لوگوں نے کہا پتہ نہیں آپ نے فرمایا بھولا ہوا شخص ہی نقصان اٹھاتا ہے آپ سر جھکا کر تھوڑی دیر خاموش ہو گئے اور آپ کے چہرے سے ہیبت و وقار جلالت کا اظہار ہوا پھر آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا فرشتے کہتے ہیں کہ اس نے آپ کی زیارت کی تھی اور آپ سے حسن ظن رکھتا تھا اور صرف اس وجہ سے خدا نے اس پر رحم فرمایا پھر کبھی اس کی قبر سے آواز نہیں سنائی دی۔

(ص 178 قلائد الجواہر)

چمک تجھ سے پاتے ہیں:

(ا) حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ حضرت قتادہ بن نعمان ایک اندھیری رات میں جب کہ بارش ہو رہی تھی دیر تک حضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھے رہے جب جانے لگے تو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ایک کھجور

کی شاخ عطا فرمائی اور فرمایا اس کو لے جاؤ یہ دس ہاتھ تمہارے آگے اور دس ہاتھ پیچھے روشنی کرے گی جب اپنے گھر میں داخل ہو گے تو تم ایک سیاہی کو دیکھو گے تو اس کو مار کر نکال دینا کیونکہ وہ شیطان ہے جب حضرت قتادہ وہاں سے چلے تو وہ شاخ ان کے لئے روشن ہو گئی یہاں تک کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو گئے اور اندر جاتے ہی انہوں نے سیاہی کو پا لیا اور اتنا مارا کہ وہ باہر نکل گئی۔

(ج 2 ص 40 مجمع الزوائد)

غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ سے روشنی:

(ا) ایک رات سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ، حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے گھٹا ٹوپ اندھیرا تھا۔ آپ کسی پتھر یا لکڑی یا دیوار کے قریب سے گزرتے تو انگلی کا اشارہ فرماتے وہ چاند کی مانند چمکنے لگتی جس کی روشنی میں چلتے رہتے جب اس کی روشنی ختم ہونے لگتی تو آپ پھر کسی دوسری دیوار پتھر یا لکڑی کی جانب اشارہ فرما دیتے وہ روشن ہو جاتی یوں آپ نے تمام سفر اجالے میں طے فرمایا۔ (ص 77 قلائد الجواہر)

(ب) عبداللہ ذیال بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور شیخ عبدالقادر جیلانی کے مدرسہ میں کھڑا تھا اتنے میں آپ اپنے دولت کدہ سے اپنا عصا لئے باہر تشریف لائے اس وقت مجھے یہ خیال ہوا کہ آپ مجھے اپنے اس عصا سے کوئی کرامت دکھلائیں اس پر آپ میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور اپنا عصا زمین میں گاڑ دیا تو وہ روشن ہو کر چمکنے لگا اور ایک گھنٹہ تک اسی طرح چمکتا رہا اس کی روشنی آسمان کی طرف چڑھتی جاتی تھی یہاں تک کہ اس کی روشنی سے تمام مکان روشن ہو گیا پھر آپ نے عصا ہاتھ میں پکڑ لیا تو وہ اپنی اصلی حالت میں آ گیا اس کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا تم یہی چاہتے تھے۔

(ص 162 قلائد الجواہر، ص 77 بہجتہ الاسرار)

نبی کے نور کو گر دیکھنا چاہے انہیں دیکھے
سراپا نور احمد ہے سراپا غوث اعظم کا

غلہ میں برکت:

حضرت جابر بیان فرماتے ہیں ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور طعام کی درخواست کی آپ نے اسے تقریباً تین من جَو عطا فرمائے وہ صاحب خود ان کی بیوی اور مہمان ایک عرصہ تک کھاتے رہے ایک دن انہوں نے یہ جَو ماپ لئے کہ کتنے باقی رہ گئے ہیں اس کے بعد وہ جَو جلد ہی ختم ہو گئے پھر وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم نہ ماپتے تو ہمیشہ کھاتے رہتے۔ (ج 2 ص 246 مسلم شریف)

کرامت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ:

ابو العباس احمد بغدادی بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ میں نے غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کثرت اولاد اور تنگی رزق کی شکایت کی ان دنوں بغداد میں قحط تھا تب آپ نے مجھے چوبیس کلو گندم عطا فرمائی اور فرمایا اسے بھڑولی میں رکھ لو اور اوپر سے بند کر دینا اور ایک طرف سے کھول کر استعمال کرنا اور اسے کھولنا نہیں ہم نے پانچ سال تک استعمال کی ایک دن بیوی نے کھول کر دیکھ لیا وہ ایک ہفتہ میں ختم ہوگئی آپ نے فرمایا اگر کھول کر نہ دیکھتے تو وہ گندم ختم نہ ہوتی۔ (ص 44 بہجتہ الاسرار)

دعائے خیر:

حضرت انس بن مالک کو ان کی والدہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ انس آپ کا خادم ہے اس کے لئے دعائے خیر فرمائیں آپ نے دعا فرمائی۔

اللھم بارک مالہ وولدہ واطل عمرہ واغفرلہ

اے اللہ انس کے مال و اولاد میں برکت دے اس کی عمر لمبی فرما اور اس کی مغفرت فرما۔ اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ آپ کے باغات سال میں دو مرتبہ پھل دیتے تھے ایک پودے سے کستوری کی خوشبو آتی تھی آپ کی اولاد کی تعداد اسی ہے خود حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کی دعا کے نتیجے میں میں ایسی خوشحال زندگی بسر کر رہا ہوں کہ کسی دوسرے کو ایسی خوشحالی نصیب نہ ہوئی۔

جب مرض وفات میں تھے خیال آیا نبی کریم ﷺ نے چار دعائیں مانگی تھیں تین کی قبولیت کا اثر تو ظاہر ہو گیا چوتھی دعا پتہ نہیں قبول ہوتی ہے یا نہیں مکان کے کونے سے آواز آئی ہم نے چوتھی دعا بھی قبول فرما لی اور تمہاری مغفرت ہوگئی۔ (ج 1 ص 140 عمدۃ القاری، معارج النبوت)

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد ﷺ

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دعائے محمد ﷺ

شیخ اسماعیل فرماتے ہیں غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ میرے باغ میں تشریف لائے وہاں دو درخت خرما خشک تھے آپ نے ایک کے نزدیک ہو کر وضو کیا اور دوسرے کے پاس نماز پڑھی دونوں سرسبز ہو کر بار آور ہوئے۔

(ص 44 بہجتہ الاسرار)

نبی کا طعام:

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو وصال کے روزوں سے منع فرمایا عرض کی گئی آپ تو وصلی روزے رکھتے ہیں فرمایا۔

ایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی.

(مسلم کتاب الصیام)

تم میں میری مثل کون ہے میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔

اس حدیث کے تین مطالب ہیں۔

(ا) مجھے کھانے پینے کی قوت حاصل ہے۔

(ب) مجھے جنتی کھانے کھلائے جاتے ہیں۔

(ج) آپ کو خدا تعالیٰ کا دیدار حاصل ہوتا تھا اس دیدار کی لذت آپ کو کھانے پینے سے بے نیاز کر دیتی تھی جیسے کہ حضرت یوسف کے دیدار سے مصریوں کو چوبیس گھنٹے تک بھوک پیاس نہ لگتی تھی۔

حضور سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں خدا تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا۔

یا عبدالقادر بحقی علیک کل و بحقی علیک اشرب.

(ص 21 بہجتہ الاسرار)

اے عبدالقادر تجھے میرے حق کی قسم کھا تجھے میرے حق کی قسم پی لے۔

قسمیں دے دے کے کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے
پیارا اللہ تیرا چاہنے والا تیرا

توسل:

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلے سے دعا قبول ہوتی ہے چنانچہ حضرت عثمان بن حنیف فرماتے ہیں ایک نابینا صحابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اپنی بینائی کے لئے دعا کی درخواست کی حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں دعا کروں اور چاہو تو صبر کرو اور صبر بہتر ہے انہوں نے عرض کی آپ دعا فرما دیں آپ نے فرمایا اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرو اور پھر یوں دعا کرو۔

اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یامحمد انی توجھت بک الی ربی فی حاجتی ھٰذہ فتقضٰی لی اللھم شفعہ فی۔ (ج 4 ص 138 مسند امام احمد)

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی، نبی رحمت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت پوری کر دی جائے اے اللہ میرے حق میں حضور ﷺ کی شفاعت قبول فرما۔ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اپنی اس حاجت کے بارے میں۔

حضرت عثمان بن حنیف فرماتے ہیں ابھی ہم وہیں بیٹھے تھے کہ وہ صاحب آئے ان کی بینائی بحال ہو چکی تھی یوں معلوم ہوتا تھا کہ ان کو کبھی کوئی تکلیف ہوئی ہی نہیں۔ (ج 2 ص 279 مجمع الزوائد)

غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے وسیلے سے بھی دعا قبول ہوتی ہے چنانچہ آپ کا ارشاد ہے۔

من استغاث بی فی کربۃ کشفت عنہ ومن نادیٰ باسمی فی شدۃ فرجت عنہ ومن توسل بی الی اللہ عزوجل فی حاجۃ قضیت لہ۔

(ص 102 بہجۃ الاسرار)

جو شخص کسی مصیبت میں مجھ سے فریاد کرے اور مدد چاہے وہ مصیبت اس سے دور کر دی جاتی ہے اور جو شخص کسی تکلیف میں مجھے پکارے تو تکلیف اس سے اٹھا لی جاتی ہے اور جو شخص کسی حاجت میں اللہ کے حضور ﷺ میرا وسیلہ پیش کرے اس کی حاجت پوری کر دی جاتی ہے۔

صلوٰۃ غوثیہ:

سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص بعد مغرب دو رکعت

نماز پڑھے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے سلام کے بعد نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ وسلام عرض کرے پھر عراق کی طرف گیارہ قدم چلے اور میرا نام لے کر اپنی حاجت طلب کرے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس کی مراد پوری ہو جائے گی۔ (ص 102 بہجۃ الاسرار)

حسن نیت ہو خطا پھر کبھی کرتا ہی نہیں
آزمایا یگانہ ہے دوگانہ تیرا

حضور ﷺ نے اپنے وسیلے سے دعا مانگی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب فاطمہ بنت اسد والدہ حضرت علی مرتضیٰ کا انتقال ہوا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا کر اس کے سر کی جانب بیٹھ گئے اور فرمانے لگے اے فاطمہ بنت اسد آپ میرے لئے میری والدہ کے بعد والدہ کے قائم مقام تھیں نبی کریم ﷺ نے اپنا قمیص مبارک اتار کر دیا اور کفن کے ساتھ اس کو پہنایا گیا پھر آپ نے اسامہ، ابوایوب انصاری، حضرت عمر اور غلام اسود کو قبر کھودنے کا حکم دیا ان حضرات نے قبر تیار کی جب لحد بنانے لگے تو نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے لحد تراش کر اس کی مٹی باہر نکالی جب قبر تیار ہوگئی تو حضور ﷺ قبر میں اتر کر لیٹ گئے اور فرمایا اللہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے خود زندہ ہے اس پر موت طاری نہیں ہوتی پھر فرمایا۔

اللھم اغفر لامی فاطمۃ بنت اسد ولقنھا حجتھا ووسع مدخلھا بحق نبیک والانبیاء الذین قبلی فانک ارحم الراحمین۔

(ج 1 ص 152 طبرانی اوسط)

اے اللہ فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرما دے اور اس کو درست جواب سمجھا دے اور اس کی قبر کو فراخ فرما دے میرے وسیلے سے اور مجھ سے پہلے نبیوں کے وسیلے سے تو سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔

اور فاطمہ بنت اسد پر چار تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ ادا کی پھر لحد میں خود نبی کریم ﷺ اور عباس بن عبدالمطلب اور ابوبکر رضی اللہ عنہم نے اتارا۔

معلوم ہوا کہ:

(ا) حضرت علی کی والدہ کی قبر تیار کرنے والوں میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

(ب) قبر میں اتارنے والوں میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے حضور ﷺ کے وسیلے سے دعا مانگی:

حضرت سہل بن عبداللہ تستری بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ آپ عرصہ تک اہل بغداد کی نظر سے غائب رہے لوگوں نے آپ کو تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ آپ کو دجلہ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا گیا تھا لوگ آپ کو تلاش کرتے ہوئے دجلہ کی طرف گئے ہم نے دیکھا کہ آپ پانی پر سے ہماری طرف آ رہے ہیں مچھلیاں آپ کو سلام کرتی ہیں ہم دیکھتے تھے کہ مچھلیاں آپ کے ہاتھوں کو چومتی ہیں اس وقت نماز ظہر کا وقت ہو گیا ہمیں ایک بھاری جائے نماز دکھائی دی اور تخت سلیمانی کی طرح ہوا میں معلق ہو کر بچھ گئی یہ جائے نماز سبز رنگ اور سونے سے مرصع تھی اس کے اوپر دو سطریں لکھی ہوئی تھیں۔

پہلی سطر میں لکھا تھا۔

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولاھم یحزنون.

دوسری سطر میں لکھا تھا۔

سلام علیکم اھل البیت انہ حمید مجید.

بہت سے لوگ آئے اور جائے نماز کے برابر کھڑے ہو گئے ان لوگوں کے چہروں سے شجاعت نمایاں تھی ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے یہ لوگ

خاموش تھے جب تکبیر کہی گئی تو شیخ عبدالقادر نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے اس وقت آپ کی اقتدا کرنے والوں میں اھل بغداد بھی تھے جب آپ تکبیر کہتے تو حاملان عرش بھی آپ کے ساتھ تکبیر کہتے جب آپ تسبیح پڑھتے تو آسمان کے فرشتے بھی آپ کے ساتھ تسبیح پڑھتے جب آپ سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو آپ کے منہ سے سبز رنگ کا نور نکل کر آسمان کی طرف جاتا جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے یہ دعا مانگی۔

اے پروردگار میں تیرے حبیب اور بہترین خلائق حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بنا کر دعا مانگتا ہوں تو میرے مریدوں کی اور میرے مریدوں کے مریدوں کی جو کہ میری طرف منسوب ہوں روح قبض نہ کر مگر توبہ پر۔

حضرت سہل فرماتے ہیں ہم نے آپ کی دعا پر فرشتوں کے ایک بہت بڑے گروہ کو آمین کہتے سنا جب دعا ختم کر چکے تو ہم نے یہ ندا سنی خوش ہو جاؤ میں نے تمہاری دعا قبول کر لی ہے۔

دعا کیونکر نہ مقبول حضرت کے وسیلے سے
خدا نے آج تک ٹالا نہیں کہنا محمد ﷺ کا
محمد ﷺ کا رسولوں میں ہے جیسے مرتبہ اعلیٰ
ہے افضل اولیاء میں یوں ہی رتبہ غوث اعظم کا

علم غیب:

خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو علم ماکان وما یکون عطا فرمایا ہے۔ چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

حدیث نمبر 1.

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

قام فینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مقاما فاخبرنا

عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم.

حضور علیہ السلام نے ہم میں ایک جگہ قیام فرمایا پس ہمیں ابتداء پیدائش کی خبر دے دی یہاں تک کہ جنتی لوگ اپنی منزلوں میں پہنچ گئے اور دوزخی اپنی منزلوں میں یہاں حضور ﷺ نے عالم کی ابتداء اور انتہاء کی خبر دی۔

(بخاری کتاب بدء الخلق)

حدیث نمبر 2.

حضرت حذیفہ سے روایت ہے۔

قام فینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مقاما ماترک شئیا یکون فی مقامہ ذالک الی یوم القیامۃ الاحدث بہ۔

(مشکوۃ باب الفتن)

رسول خدا ﷺ نے ایک جگہ ہم میں قیام فرمایا آپ نے اس جگہ قیامت تک کی کوئی چیز نہ چھوڑی مگر اس کی خبر دے دی۔

حدیث نمبر 3.

حضرت عمرو بن اخطب سے مروی ہے ایک روز نبی کریم ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اور پھر منبر پر تشریف فرما ہو کر ہمیں وعظ فرمایا جس کا سلسلہ ظہر تک جاری رہا پھر آپ منبر سے اترے اور ظہر کی نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطبہ دیا یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت آ گیا پھر آپ منبر سے اترے اور نماز پڑھائی اور پھر منبر پر تشریف لے گئے پھر وعظ فرمایا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا اس وعظ میں آپ نے:

فاخبرنا بما ھو کائن الی یوم القیامہ.

ان تمام باتوں کا ذکر کیا جو قیامت تک ہونے والی ہیں۔

(مشکوۃ باب المعجزات)

خدا تعالیٰ نے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو بعض علوم غیبیہ پر مطلع فرمایا۔

آپ فرماتے ہیں۔

وعزة ربی ان السعداء والا شقیاء لیعرضون علی عینی فی اللوح المحفوظ ان غائص فی بحار علم الله۔ (ص 24 بہجۃ الاسرار)

قسم ہے مجھے رب العزت کی نیک بخت اور بد بخت مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں میری آنکھ لوح محفوظ میں رہتی ہے اور میں خدا کے علم کے سمندروں میں غوطے لگاتا ہوں۔

ایک جگہ ارشاد فرمایا۔

لولا لجام الشریعة علی لسانی لاخبرتکم بماتا کلون وما تدخرون فی بیوتکم انتم بین یدی کالقواریر یری ما فی بواطنکم وظواھرکم۔ (ص 24 بہجۃ الاسرار)

اگر میری زبان پر شریعت کی لگام نہ ہوتی تو جو تم اپنے گھروں میں کھاتے ہو اور جو بچاتے ہو میں تمہیں اس کی خبر دے دوں تم میرے سامنے شیشے کی ایسی بوتلیں ہو جن کا ظاہر اور باطن دیکھا جاتا ہے۔

ایک اور مقام پر فرمایا۔

قد فتح لقلبی الآن سبعون بابا من العلم اللدنی سعة کل منها کسعة مابین السماء والارض۔

اب میرے دل میں علم لدنی کے ستر دروازے کھولے گئے ہیں ہر دروازے کی گنجائش زمین و آسمان کے برابر ہے۔ (ص 25 بہجۃ الاسرار)

کھلے ہفتاد در ایک آن میں علم لدنی کے
گنجینہ بن گیا علموں کا سینہ غوث اعظم کا

ایک بزرگ جن کا نام ہے مفرج بیان کرتے ہیں کہ جب ہمارے شیخ عبدالقادر جیلانی کی شہرت پورے بغداد میں پھیل گئی تو بغداد کے بڑے بڑے ایک سوفقہائے کرام آپ کا امتحان لینے کی غرض سے جمع ہوئے ان سب کی رائے یہ ہوئی کہ ہر ایک عالم آپ سے ایک نئے مسئلہ پر سوال کرے یہ تمام فقہاء آپ کی مجلس وعظ میں آئے اور سر جھکا کر خاموش بیٹھ گئے غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے منہ سے ایک نورانی شعلہ نکلا جس کو بعض نے دیکھا اور بعض نے نہ دیکھا وہ شعلہ ان تمام فقہاء کے سینوں پر سے گزر گیا وہ سب حیران و پریشان ہو کر چلانے لگے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور برہنہ سر ہو گئے اور تخت پر چڑھ کر اپنے سر آپ کے قدموں میں رکھ دیئے مجلس میں ایک شور برپا ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سارا بغداد ہل رہا ہے اس کے بعد آپ نے ہر ایک عالم کو اپنے سینے سے لگایا اور ہر ایک کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے جب سب کے سوالوں کے جوابات بیان فرما چکے تو مجلس ختم ہو گئی۔ مفرج فرماتے ہیں میں نے ان سے پوچھا تمہارا کیا حال ہو گیا تھا انہوں نے کہا جب ہم لوگ مجلس میں آ کر بیٹھے ہمارا سارا علم سلب ہو گیا تھا جب آپ نے ہمیں اپنے سینے سے لگایا تو ہمارا علم ہمیں واپس مل گیا پھر آپ نے ہر ایک کے سوال کا جواب دیا۔

(ص 115 قلائد الجواہر)

دور کی آواز سننا:

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام ایک رات میرے ہاں تشریف فرما تھے آپ حسب معمول نماز تہجد کے لئے اُٹھے اور وضو کرنے کی جگہ تشریف لے گئے تو میں نے سنا کہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا کہ میں تیرے پاس پہنچ گیا اور تو مدد کیا گیا جب آپ وضو کر کے باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے سنا ہے کہ آپ نے تین مرتبہ

لبیک اور تین مرتبہ نصرت فرمایا گویا کہ آپ کسی انسان سے کلام فرما رہے تھے کیا آپ کے پاس کوئی تھا آپ نے فرمایا کہ ایک راجز مجھ سے فریاد کر رہا تھا حالانکہ وہ مکہ میں تھا اور آپ مدینے میں۔ (ج 23 ص 433 طبرانی کبیر)

شیخ ابو عمر بیان کرتے ہیں ایک دفعہ حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کھڑائیں پہنیں اور وضو کیا پھر آپ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی جب فارغ ہوئے تو آپ نے ایک چیخ ماری اور کھڑاؤں میں سے ایک کو ہوا میں پھینک دیا پھر چیخ مار کر دوسری بھی پھینک دی یہ دونوں ہماری نظروں سے غائب ہو گئیں پھر آپ خاموش ہو کر بیٹھ گئے کسی میں آپ سے پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی پھر تین روز بعد ایک قافلہ آیا اور کہنے لگے ہم نے غوث اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں نذرانہ پیش کرنا ہے ہم نے آپ سے اجازت مانگی آپ نے فرمایا اجازت ہے اور جو کچھ یہ دیں وہ لے لو پھر اہل قافلہ نے ریشمی واونی کپڑے اور کچھ سونا دیا اور وہ دونوں کھڑائیں بھی دیں ہم نے پوچھا تمہیں یہ کھڑائیں کہاں سے ملیں انہوں نے بتایا ہم سفر کر رہے تھے کہ ہم پر ڈاکو ٹوٹ پڑے انہوں نے ہمارا مال لوٹ لیا بہت سے لوگوں کو مار ڈالا اس وقت ہم نے شیخ عبدالقادر کو یاد کیا اور کہا کہ اگر ہم ان ڈاکوؤں کے ہاتھ سے زندہ سلامت بچ گئے تو ہم ان کو کچھ نذرانہ دیں گے ں پر ہم نے دو چیخیں سنیں جنہوں نے سارے بیابان کو ہلا کر رکھ دیا ہم نے گمان کیا ان پر اور ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا ہے۔ اتنے میں ان میں سے بعض لوگ آئے اور کہا اپنا مال لے جاؤ اور دیکھو ہم پر کیا گزری ہے ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ان کے سردار مردہ پڑے ہیں اور یہ دونوں کھڑائیں وہاں پاس پڑی ہیں۔

(ص 191 بہجتہ الاسرار)

گھرا ہے بلاؤں میں بندہ تمہارا
مدد کے لئے آؤ یاغوث اعظم

سماع موتی:

رسول خدا ﷺ کا وطیرہ یہ تھا کہ جس مقام پر آپ کو فتح و نصرت ہوتی وہاں پر تین روز تک قیام فرماتے اس لئے مقام بدر پر بھی حسب عادت مبارک تین روز تک قیام فرمایا بعد ازاں جب وہاں سے روانہ ہوئے تو راستے میں اس کنویں کے قریب آ کر کھڑے ہو گئے جس میں کفار کی لاشیں ڈالی تھیں آپ نے وہاں کھڑے ہو کر فرمایا۔

ھل وجدتم ماوعدکم اللہ ورسولہ حقا وانی قدو جدت ماوعدنی اللہ حقا قال عمر یارسول اللہ ﷺ کیف تکلم اجسادا لا ارواح فیھا قال ما انتم باسمع لما اقول منھم غیر انھم لا یستطیعون ان یردوا علی شیئا۔ (مسلم شریف)

کیا تم نے اس چیز کو حق پایا جس کا تم سے خدا اور اس کے رسول نے وعدہ کیا تھا میں نے تو اس چیز کو حق پایا جس کا میرے خدا نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ ان سے کلام فرما رہے ہیں جن میں روحیں نہیں آپ نے فرمایا یہ میرے کلام کو تم سے زیادہ سنتے ہیں مگر جواب نہیں دے سکتے۔

شیخ علی بن ہیتی فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ عبدالقادر جیلانی کے ساتھ معروف کرخی کی قبر کی زیارت کی آپ نے فرمایا اے شیخ معروف کرخی تم ہم سے دو درجہ اوپر گزر گئے۔

پھر دوبارہ ان کی قبر کی زیارت کی اور غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے شیخ معروف کرخی ہم تم سے دو درجے آگے بڑھ گئے پس شیخ معروف کرخی نے جواب دیا اے اپنے زمانے کے سردار آپ پر سلام ہو۔

(ص 55 قلائدالجواہر)

آن واحد میں کئی مقامات پر:

دنیا میں آن واحد میں سینکڑوں لوگ وفات پا کر اپنی قبروں میں چلے جاتے ہیں ان کو اپنی اپنی قبر میں حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے اور آپ کے بارے میں سوال ہوتا ہے۔

ماکنت تقول فی ھذا الرجل

تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے تھے

وہ بندہ مومن زبان حال سے کہتا ہے

آج حسرت ہوئی دل کی پوری کیوں نہ جی بھر کے کرلوں زیارت

اے فرشتو قبر میں نہ آنا میرے سرکار ﷺ آئے ہوئے ہیں

ایک مرتبہ رمضان کے مہینے میں حضور سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ستر آدمی یکے بعد دیگرے حاضر ہوئے اور شام کے وقت اپنے اپنے ہاں روزے کی افطاری کی دعوت دی آپ نے ازراہ شفقت سب کے ہاں روزہ افطار کرنے کا وعدہ فرمالیا لیکن جب شام ہوئی تو گئے کسی کے ہاں بھی نہیں لوگوں کو حیرت ہوئی کہ ستر آدمیوں کے ساتھ وعدہ کیا تھا لیکن گئے کسی کے ہاں بھی نہیں جب دوسرا دن ہوا تو ان ستر آدمیوں میں سے ہر ایک نے آکر کہا کہ رات حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ہمارے ہاں روزہ افطار کیا ہے۔

گئے اک آن میں ستر مریدوں کے یہاں حضرت

سمجھ میں آ نہیں سکتا معمہ غوث اعظم کا

دل کی بات جان لینا:

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ منیٰ کی مسجد خیف میں بیٹھا تھا کہ ایک انصاری اور ایک ثقفی آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں نے سلام کیا آپ نے جواب دیا پھر انہوں

نے کہا یارسول اللہ ﷺ ہم آپ سے کچھ پوچھنے آئے ہیں آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں خود تمہیں بتا دوں کہ تم کیا دریافت کرنا چاہتے ہو اور اگر چاہو تو میں ایسا نہ کروں انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ ارشاد فرمائیں اس پر ثقفی نے انصاری سے کہا آپ پہلے پوچھ لیں انصاری نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے خبر دیں کہ میں کیا پوچھنا چاہتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا تو یہ پوچھنے آیا ہے کہ جب تو اپنے گھر سے بیت اللہ کے ارادے سے نکلا تو تیرے لئے اس میں کیا ثواب ہے اور طواف کے بعد دو رکعتیں پڑھنے صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے اور شام تک عرفہ میں ٹھہرنے اور قربانی کے رمی جمار اور بعد کے رمی جمار کرنے اور قربانی کرنے اور سر منڈانے میں تیرے لئے کیا ثواب ہے اس انصاری نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں انہیں باتوں کے دریافت کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا جب تو بیت اللہ کے ارادے سے گھر سے نکلا تو اونٹنی کے ہر قدم کے بدلے تیرے لئے یہ ثواب ہے کہ ہر قدم پر ایک نیکی ملتی ہے ایک گناہ معاف ہو جاتا ہے اور جنت میں ایک درجہ بلند ہو جاتا ہے اور طواف کے بعد دو رکعتوں کا پڑھنا ایسا ہے جیسے نبی اسماعیل سے ایک غلام آزاد کرنا اور صفا و مروہ کا طواف ایسا ہے جیسے ستر غلام آزاد کر دیئے اور میدان عرفات میں شام تک ٹھہرنے کا ثواب یہ ہے کہ خدا کی رحمت پہلے آسمان پر جلوہ گر ہوتی ہے اور اللہ فرماتا ہے میرے یہ بندے پریشاں حال بکھرے بالوں والے دور دراز سے میری رحمت اور میری بخشش کے حصول کی امید پر آئے ہیں اگرچہ ان کے گناہ ریت کے ذروں کے برابر یا سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں میں نے تمام گناہوں کو معاف کر دیا اے میرے بندو تم اس حال میں لوٹ جاؤ کہ تمہاری بخشش ہو گئی اور جس کی تم نے شفاعت کی اس کی بھی مغفرت ہو گئی اور رمی جمار کا ثواب یہ ہے کہ ہر کنکری کے بدلے ایک ہلاکت میں ڈالنے والا کبیرہ گناہ معاف ہو جاتا ہے اور تیری قربانی

تیرے رب کے نزدیک بھلائی سر منڈانے کا اجر یہ ہے کہ ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے اور گناہ معاف کر دیا جاتا ہے انصاری نے عرض کی اگر یارسول اللہ ﷺ اگر گناہ اتنے نہ ہوں تو فرمایا تیری نیکیوں میں ذخیرہ کر دیا جاتا ہے اور بیت اللہ کے طواف کا ثواب یہ ہے کہ تیرے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور ایک فرشتہ تیرے کندھوں کے درمیان بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے تیرے پہلے گناہ معاف ہو گئے اب از سر نو عمل کر۔ (ج 3 ص 274 مجمع الزوائد، ج 3 ص 181 ابن حبان، ج 2 ص 170 الترغیب والترہیب)

دل کی بات جان لینے کا علم خدا تعالیٰ نے حضور سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کو بھی عطا فرمایا ہے ملاحظہ فرمائیے۔

ایک مرتبہ حضرت علی بن ہیتی حضور سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے دیکھا کہ ایک نوجوان آپ کے دولت کدہ کی دہلیز پر چت پڑا ہوا ہے یہ نوجوان حضرت علی بن ہیتی سے عرض کرنے لگا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں میری سفارش فرما دیں جب حضرت علی بن ہیتی غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچے تو بغیر اس کے کہ شیخ علی بن ہیتی کچھ کہیں آپ نے فرمایا میں نے یہ نوجوان آپ کو دے دیا حضرت علی بن ہیتی باہر تشریف لائے اور اس نوجوان سے فرمایا شیخ عبدالقادر نے میری سفارش تیرے حق میں قبول فرما لی ہے یہ نوجوان یہ اطلاع پاتے ہی دہلیز سے نکلا اور ہوا میں اڑ کر چلا گیا پھر شیخ علی بن ہیتی نے غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ سے اس نوجوان کے بارے میں دریافت فرمایا آپ نے فرمایا یہ نوجوان ہوا میں اڑتا ہوا بغداد پر سے گزرا اور اس نے اپنے دل میں کہا بغداد میں مجھ جیسا کوئی بھی نہیں اس لئے میں نے اس کا حال سلب کر لیا اور اگر شیخ علی بن ہیتی سفارش نہ کرتے تو میں اسے نہ چھوڑتا۔ (ص 155 قلائد الجواہر)

خلافتِ آدم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ قَالَ اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا تَعْلَمُوْنَ٥

ترجمہ: اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں بولے کیا ایسے کو نائب کرے گا جو ان میں فساد پھیلائے گا اور خون ریزیاں کرے گا اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکی بولتے ہیں فرمایا جو مجھے معلوم ہے تم نہیں جانتے۔

علماء کی اکثریت کی رائے یہ ہے کہ تفسیر ابن جریر بہترین تفسیر قرآن ہے بلکہ ابن کثیر نے تو اس کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ "لو سافر الرجل الی الصین حتی ینظر الی التفسیر الطبری لم یکن ذالک کثیرا"۔ اگر کوئی دمشق سے چل کر چین صرف اس لئے جائے کہ تفسیر ابن جریر کی زیارت کرے تو اس نے کوئی لمبا فاصلہ طے نہیں کیا۔

خدا کا فرشتوں سے مشورہ:

ایسی معتبر تفسیر میں اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ "فاستشار الملائکة فی خلق آدم" اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بارے میں فرشتوں سے مشورہ کیا۔

خدا کا نبی سے مشورہ:

امام احمد بن حنبل نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان

فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم سے غائب رہے ہم نے سمجھا کہ آج حضور ﷺ تشریف نہیں لائیں گے پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور آ کر آپ نے لمبا سجدہ کیا ہم نے گمان کیا کہ شاید آپ کی روح مقدسہ کو قبض کر لیا گیا اچانک آپ ﷺ نے سجدے سے سر اُٹھایا اور فرمایا۔ ''ان ربی استشار نی فی امتی ماذا افعل بھم ''۔ میرے رب نے مجھ سے مشورہ طلب فرمایا کہ تیری امت سے کیا سلوک کروں میں نے عرض کی یا اللہ وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں جو چاہے تو ان کے ساتھ سلوک کر رب نے پھر مشورہ طلب فرمایا میں نے پھر یہی جواب دیا خدا نے فرمایا میں تجھے تیری امت کے بارے میں غمناک نہ کروں گا۔ (ج 5 ص 393 مسند امام احمد)

نبی کا صحابہ سے مشورہ:

حضور ﷺ نے صحابہ سے اسیران بدر کے بارے میں مشورہ طلب فرمایا سب سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ کی قوم کے لوگ ہیں ان میں سے بعض آپ ﷺ کے عزیز و اقارب ہیں ان سے فدیہ لے کر ان کو چھوڑ دیں شاید ان میں سے کوئی مسلمان ہو جائے اور اسلام کو تقویت پہنچے اس طرح ان کے فدیے سے بھی دین کو تقویت پہنچے گی۔

حضور ان قیدیان جنگ پر احسان فرمائیں
کہ شاید بعض ان میں سے کوئی ایمان لے آئیں

بعد ازاں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ اسلام کے دشمن ہیں انہوں نے آپ ﷺ کو جھٹلایا ہے آپ ﷺ کو وطن مالوف سے نکال دیا لہٰذا فدیہ لینے کی بجائے ان کو قتل کر دیا جائے خدا نے آپ ﷺ کو فدیہ سے بے نیاز کیا ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ عباس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ عقیل کو قتل کریں اور مجھے میرا فلاں رشتہ دار دیجئے میں اس کی گردن

کاٹ دوں۔

مناسب ہے کہ مسلم دین پر ہر چیز کو وارے
کہ ہر شخص اپنے رشتہ دار کو خود ہاتھ سے مارے

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا صحابہ سے مشورہ:

حضرت عبداللہ بن رومی سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے روم کے ساتھ لڑائی کا ارادہ فرمایا تو اکابرین مہاجرین وانصار کو بلایا حضرت علی، حضرت عمر، حضرت عثمان غنی، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم تشریف لائے آپ نے ان سے جنگ کے بارے میں مشورہ طلب فرمایا۔ سب نے اپنی اپنی رائے دی لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ خاموش تھے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوالحسن آپ کا کیا خیال ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ لشکر میں خود تشریف لے جائیں یا اس لڑائی میں صرف فوج ارسال کریں انشاء اللہ آپ کے حق میں فتح ہو گی ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے اللہ تعالیٰ آپ کو امر خیر کی خبر سنائے۔ یہ چیز آپ نے کہاں سے معلوم کی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جو اس دین کے ساتھ مقابلہ کا ارادہ کرے گا اس پر یہ غالب آ کر رہے گا اور اہل دین بھی غالب آ جائیں گے یہ سن کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ نے ہمیں خوش کر دیا خدا آپ کو خوش کر دے۔

(ج3 ص143 کنزالعمال)

فاروق رضی اللہ عنہ کا صحابہ سے مشورہ:

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک آدمی قاضی وقت یعلیٰ کے پاس آ کر کہنے لگا کہ یہ آدمی میرے بھائی کا قاتل ہے قاضی یعلیٰ نے

اس شخص کو مدعی کے حوالے کر دیا مدعی نے اس آدمی پر تلوار سے وار کئے اور کاٹ ڈالا اور خیال کیا کہ اب یہ قتل ہو چکا ہے اس کے آخری سانس تھے مجروح کو اس کے وارث اٹھا کر لے گئے علاج کرایا وہ ٹھیک ہو گیا پھر مدعی نے قاضی یعلیٰ کے پاس آ کر کہا کہ یہ میرے بھائی کا قاتل ہے تو قاضی نے جواب دیا میں نے اس کو تیرے حوالے نہیں کر دیا تھا اس نے کہا میں نے وار کئے لیکن وہ بچ گیا ہے تو قاضی نے مدعا علیہ کو بلایا اس کے بازو بیکار ہو گئے تھے قاضی نے اس کے زخم شمار کئے ان پر شرعاً تاوان ادا کرنا لازم آتا تھا قاضی نے کہا یا تو اس مجروح کو تاوان ادا کر اور پھر قتل کر دے یا پھر اس کو بالکل چھوڑ دے اس کے بعد اس مدعی نے یہ سارا واقعہ حضرت عمر کے سامنے بیان کیا اور قاضی کی شکایت کی حضرت عمر نے قاضی کو بلایا وہ حاضر ہوا فیصلہ کی تفصیلات اس نے دہرائیں اس وقت حضرت عمر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قاضی کے فیصلے سے موافقت کی پھر حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہم دونوں نے اس فیصلے کو درست قرار دیا۔ (ج 9 ص 432 مصنف عبدالرزاق)

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا صحابہ سے مشورہ:

حضرت سعید فرماتے ہیں جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ لوگوں کے تنازعات کے فیصلے کے لئے تشریف فرما ہوتے تو ان کی خدمت میں فریقین پہنچتے ایک کو فرماتے کہ جا کر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلا لاؤ اور دوسرے کو حکم دیتے کہ جاؤ حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم کو بلا لاؤ اس کے بعد فریقین کو ارشاد فرماتے اب اپنے اپنے بیانات پیش کرو بیانات لینے کے بعد ان مذکور صحابہ کو فرماتے کہ آپ لوگوں کی کیا رائے ہے اگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی رائے ان حضرات کی رائے کے موافق ہو جاتی تو اسی وقت فیصلہ فرما دیتے ورنہ بعد میں غور و فکر کر کے فیصلہ فرما دیتے۔ (ج 10 ص 112 سنن کبریٰ)

خدا تعالیٰ کسی سے مشورہ کا محتاج نہیں وہ حاکم مطلق ہے جو چاہے کرے اس کو کوئی روکنے والا نہیں اور نہ ہی رسول پاک ﷺ کسی کے مشورے کے محتاج ہیں ان کے پاس وحی آتی ہے لیکن ہم لوگ تو ہر وقت مشورے کے محتاج ہیں خدا اور رسول نے بھی ہماری تعلیم کے لئے مشورہ فرمایا خدا نے نبی ﷺ کو ارشاد فرمایا ''وشاورھم فی الامر '' اے محبوب اپنے ان صحابہ سے مشورہ کرلیا کرو اور صحابہ کے مشورے کے بارے میں فرمایا۔''وامرھم شوریٰ بینھم '' اور ان کے کام باہمی مشورے سے طے پاتے ہیں اس میں ہمارے لئے یہ درس ہے کہ ہمیں بھی اپنے نیک اور ہمدرد مسلمان بھائیوں سے اپنے امور میں مشورہ کرلینا چاہیے۔

اب ذرا تلاوت کردہ آیت کی تشریح ملاحظہ فرمائیں۔

خدا نے فرمایا۔ واذ قال ربک اور جب تیرے رب نے فرمایا۔

یہاں خدا تعالیٰ نے اپنی اضافت آپ کی طرف کی اسی طرح ایک اور جگہ فرمایا۔''فلا وربک '' تیرے رب کی قسم۔ ایک اور مقام پر فرمایا''واذکر ربک کثیرا '' کثرت سے اپنے رب کا ذکر کرو ایک اور مقام پر فرمایا''وما یعلم جنود ربک الاھو '' تیرے رب کے لشکر کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے جہاں بھی اپنے نبی کا بہ حیثیت ''عبد'' ذکر فرمایا تو حضور ﷺ کی اضافت اپنی طرف فرمائی۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰی عَبۡدِہِ الۡکِتٰبَ.

اللہ ہی کے لئے سب تعریفیں جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی۔

اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ۔ کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں۔

فَاَوۡحٰۤی اِلٰی عَبۡدِہٖ مَاۤ اَوۡحٰی۔

پس اللہ نے اپنے بندے کو وحی کی جو اس نے وحی کی۔

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ.

پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندے کو رات کے وقت۔

دیکھا آپ نے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نسبت آپ کی طرف اور آپ کی نسبت اپنی طرف کی اس میں ظاہر یہ فرمانا مقصود تھا کہ پیارے تم ہمارے ہو اور ہم تمہارے ہیں اور علامہ محمود آلوسی بغدادی نے لکھا ہے کہ ہر ایک کا الگ الگ قبلہ ہے مقربین کا قبلہ عرش ہے روحانیین کا قبلہ کرسی ہے کروبیین کا قبلہ بیت المعمور ہے اور آپ سے پہلے نبیوں کا قبلہ بیت المقدس اور آپ کا قبلہ کعبہ اور یہ آپ کے جسم کا قبلہ ہے اور آپ کی روح کا قبلہ میری ذات ہے اور میرا قبلہ آپ کی ذات ہے۔ (ج 2 ص 15 تفسیر روح المعانی)

قبلہ کہتے ہیں توجہ کے مرکز کو اب مطلب یہ ہوا کہ آپ کی روح میری ذات کی طرف متوجہ رہتی ہے اور میں محبوب تیری طرف متوجہ رہتا ہوں اسی لئے اللہ جب آپ کا ذکر کرتا ہے تو آپ کی اضافت اپنی طرف کرتا ہے اور جب اپنا ذکر فرماتا ہے تو آپ کی طرف اضافت فرماتا ہے۔

محمد ﷺ برائے جنابِ الٰہی

جنابِ الٰہی برائے محمد ﷺ

''ربک'' فرمانے میں دوسری حکمت یہ ہے کہ حضور ﷺ وجہ تخلیق کائنات ہیں تمام مخلوق آپ کے وسیلے سے پیدا ہوئی اگر آپ نہ ہوتے تو کائنات کا کوئی ذرہ معرضِ وجود میں نہ آتا اس سلسلے کی چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ جب حضرت آدم تنہائی سے گھبرائے تو تمنا کی کوئی میرا ہم جنس ہوتا تو اس سے انس و محبت کرتا خدا نے فرشتوں کو حکم دیا انہوں نے نیند کی حالت میں حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں پہلو کو چاک کر کے ایک خوبصورت عورت نکالی پھر آپ کے پہلو کو درست فرما دیا اور اس ساری کاروائی میں حضرت آدم علیہ السلام کو کوئی درد و الم محسوس نہ ہوا جب

حضرت آدم علیہ السلام بیدار ہوئے تو حضرت حوا کو اپنے پہلو میں بیٹھی دیکھا پوچھا تو کون ہے خدا نے فرمایا یہ ہماری بندی ہے اس کا نام حوا ہے یہ تیری محبت کے لئے پیدا کی گئی ہے حضرت آدم علیہ السلام نے حوا تک اپنا ہاتھ پہنچانا چاہا حکم ہوا جب تک اس کا مہر ادا نہ کرو اس کو ہاتھ نہ لگانا عرض کی وہ کیا ہے فرمایا دس مرتبہ حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر درود شریف بھیجو عرض کی یہ محمد ﷺ کون ہے فرمایا تیری اولاد میں سے آخری نبی ہے اگر ان کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔ (ج 1 ص 179 تفسیر عزیز)

(ب) حضرت آدم علیہ السلام نے خدا کی بارگاہ میں عرض کی تو نے میری کنیت ابو محمد کیوں رکھی ہے حکم ہوا اے آدم اپنا سر اوپر اٹھا انہوں نے تعمیل ارشاد کی تو سر پردۂ عرش میں ایک نور نظر آیا عرض کی یہ نور کیسا ہے فرمایا "هذا نور نبی من ذریتک اسمه فی السماء احمد وفی الارض محمد لولاه ماخلقتک ولا خلقت سماء ولا ارضا" تیری اولاد میں سے ایک نبی کا نور ہے جس کا آسمان میں نام احمد اور زمین میں محمد ﷺ ہے اگر وہ نہ ہوتا تو میں نہ تجھے پیدا کرتا نہ زمین و آسمان پیدا کرتا۔ (ج 1 ص 44 زرقانی)

تو نہ ہوتا تو نہ ہوتا دو جہاں کا انتظار
تو زمین کا نور ہے تو آسمان کا نور ہے

(ج) حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں۔

اوحی اللہ تعالیٰ الی عیسیٰ ان آمن بمحمد ومن امتک ان یومنوا به فلولا محمد ماخلقت آدم ولا الجنة ولا النار۔

(المستدرک، ج 1 ص 6 سیرت نبویہ)

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ محمد ﷺ پر ایمان لاؤ اور اپنے امتیوں سے بھی کہہ دو جو انکا زمانہ پائیں وہ ان پر ایمان لائیں اگر محمد ﷺ نہ

ہوتے تو میں آدم کو اور جنت و دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔

(د) حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سے ارشاد فرمایا۔ لولاک لما خلقت الافلاک۔

(ج 3 ص 122 مکتوبات شریف)

اے حبیب اگر تجھے پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

محمد کی جلوہ نمائی نہ ہوتی

تو دارین میں روشنائی نہ ہوتی

بعض لوگ "لولاک" والی احادیث کو ضعیف کہتے ہیں تو اس کے متعلق گزارش یہ ہے اگرچہ یہ احادیث ضعیف ہیں لیکن ضعیف حدیث فضائل میں معتبر ہوتی ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر ضعیف حدیث کی تائید قرآن سے ہو جائے تو وہ قوی بن جاتی اور "لولاک" والی احادیث کی تائید قرآن سے ہوتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔ محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ارشاد خداوندی ہے۔

مَاخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اِلَّا بِالْحَقِّ.

نہیں پیدا کئے اللہ نے زمین و آسمان مگر حق کے ساتھ۔

بخاری اور ابن ماجہ میں ہے "محمد حق" محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حق ہیں۔ شیخ محقق نے بھی لکھا کہ حق حضور ﷺ کا نام ہے اور حق کے ساتھ با مصاحبت کے لئے ہے جس سے وسیلہ ثابت ہوا جیسے کوئی کہے کتبت بالقلم میں نے قلم کے وسیلے سے لکھا تو اب اس آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو محمد ﷺ کے وسیلے سے پیدا کیا اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو زمین و آسمان پیدا نہ ہوتے۔

خدا تعالیٰ نے "ربک" فرمایا اس میں حکمت یہ بھی تھی کہ اے محبوب تو ساری کائنات کا سبب ہے تو ہے تو ساری مخلوق ہے لہٰذا جب میں نے "ربک"

کہا تو اس کا مطلب یہ کہ میں تیرا رب ہوں یعنی ساری مخلوق کا رب ہوں۔

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

کعبہ بھی ہے انہی کی تجلی کا ہے ایک ظل
روشن انہی کے نور سے پتلی حجر کی ہے

آگے ہے للملائکۃ یہ ملک کی جمع ہے فرشتے کتنے ہیں اس کے متعلق مفسرین نے لکھا ہے کہ انسان جنوں کا دسواں حصہ ہیں جن و انس خشکی کے جانوروں کا دسواں حصہ اور یہ سب مل کر دریائی جانوروں کا دسواں حصہ اور یہ سب مل کر زمین کے فرشتوں کا دسواں حصہ اور یہ سب مل کر پہلے آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ اور وہ سب مل کر دوسرے آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ ساتویں آسمان تک یہی ترتیب ہے پھر یہ تمام مخلوق کرسی کے فرشتوں کے مقابلے میں بہت کم ہیں وہ سب مل کر اسی قدر فرشتے ہیں پھر یہ تمام ملائکہ ان فرشتوں کے مقابلے میں جو عرش کے گرد گھوم رہے ہیں ایسے ہیں جیسے دریا کے مقابلے میں ایک قطرہ ان کی تعداد خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ (ج 1 ص 247 نعیمی)

فرشتے کی تعریف یہ ہے کہ ''جسم نوری یتشکل باشکال المختلفہ'' نوری جسم ہے مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔

ملائکہ کی اقسام:

(۱) حملۃ العرش یعنی عرش اُٹھانے والے فرشتے۔ اس وقت چار فرشتوں نے اللہ کا عرش اٹھایا ہوا ہے قیامت کے روز یہ فرشتے آٹھ ہو جائیں گے خدا فرماتا ہے۔ وَیَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّکَ فَوْقَهُمْ یَوْمَئِذٍ ثَمَانِیَةٌ۔ اس دن تیرے رب کے عرش کو آٹھ فرشتے اُٹھائیں گے۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کیا

کبھی عرش اپنے اُٹھانے والوں پر بھاری بھی ہوتا ہے فرمایا ہاں پوچھا گیا کب فرمایا جب زمین پر مشرک شرک لئے کھڑے ہوتے ہیں تو خدا تعالیٰ سخت غصہ میں آجاتا ہے اور عرش اپنے اُٹھانے والوں پر بھاری ہو جاتا ہے۔ پھر جب میرا کوئی امتی کہتا ہے۔''اشھد ان لا الـه الا الله وحده لاشريک له'' تو خدا کا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور عرش اپنے اٹھانے والوں پر ہلکا ہو جاتا ہے اور عرش کو اٹھانے والے فرشتے کہتے ہیں یا اللہ کلمہ شہادت پڑھنے والے کو بخش دے۔ (ج7 ص224 ابن عساکر)

(ب) عرش کے گرد گھومنے والے فرشتے:

خدا فرماتا ہے۔ وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۔اے محبوب تو ان فرشتوں کو دیکھتا ہے جو عرش کے گرد حلقہ باندھے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں۔ مقام غور ہے کہ زمین سے پہلا آسمان پانچ سو سال کی راہ کے فاصلے پر ہے ایک آسمان کی موٹائی بھی اتنی ہی ہے پہلے آسمان سے دوسرے آسمان کا فاصلہ بھی اتنا ہی ہے سات آسمان ہیں اوپر جنت ہے جنت کے سو درجات ہیں ایک درجے سے دوسرے درجے کا فاصلہ بھی پانچ سو سال کی راہ کے برابر ہے اوپر ہے سدرۃ المنتہیٰ پھر ستر ہزار نورانی پردے ہیں ایک پردے سے دوسرے پردے کا فاصلہ بھی اتنا ہی ہے پھر عرش ہے اندازہ لگائیں کہ عرش زمین سے کتنی دور ہے اور رسول خدا ﷺ اتنی دور سے عرش کے گرد جمع ہونے والے فرشتوں کو دیکھتے ہیں جو خدا کا رسول اتنی دور سے فرشتوں کو دیکھ سکتا ہے اس سے دنیا کی کونسی چیز پوشیدہ رہ سکتی ہے۔

کراماً کاتبین:

خدا فرماتا ہے۔ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۔اور تم پر دو محافظ فرشتے کراماً کاتبین ہیں۔ حضرت انس بن مالک سے روایت کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا خدا تعالیٰ نے انسان پر دو فرشتے مقرر کئے ہیں جو اس کے اعمال

لکھتے ہیں جب وہ انسان مرتا ہے تو یہ خدا کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں الٰہی ہمیں آسمان میں رہنے کی اجازت دے۔ خدا فرماتا ہے میرا آسمان میرے فرشتوں سے بھرا ہوا ہے فرشتے عرض کرتے ہیں یا اللہ ہمیں زمین میں رہنے کی اجازت دے خدا فرماتا ہے زمین بھی میرے بندوں سے لبریز ہے تم دونوں میرے بندے کی قبر پر کھڑے ہو جاؤ میری تسبیح تہلیل اور تکبیر بیان کرو اور اس کا ثواب میرے بندے کے لئے لکھتے رہو یہاں تک کہ اس کا حشر ہو۔ (ج 2 ص 396 مسند الفردوس)

(د) جنتی فرشتے: خدا فرماتا ہے۔

والملائکۃ یدخلون علیھم من کل باب سلام علیکم بما صبرتم.

فرشتے اہل جنت پر ہر دروازے سے داخل ہونگے اور کہیں گے تم پر سلام ہو کیونکہ تم نے صبر کا مظاہرہ کیا۔

(ن) دوزخ کے فرشتے: خدا فرماتا ہے۔ علیھا تسعۃ عشر۔ جہنم پر انیس فرشتے مقرر ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے انیس حروف ہیں اور جہنم کے فرشتے بھی انیس جو بندہ مومن کثرت سے تسمیہ پڑھے گا خدا تعالیٰ اسے جہنم کے انیس فرشتوں سے محفوظ فرمائے گا۔

(ل) جبرئیل امین علیہ السلام۔ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ.

پس بے شک اللہ اس کا یعنی اپنے محبوب کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک مومنین بھی۔

جبریل امین تمام فرشتوں سے افضل ہیں رسول ملائکہ ہیں خدا کی بارگاہ کے مقرب ہیں۔

حضرت واثلہ بن اسقع فرماتے ہیں کہ یمن کا ایک گنجا بھینگا کوتاہ گردن ٹیڑھے پاؤں والا چھوٹے کانوں والا بائیں ہاتھ سے کام کرنے والا دبلا پتلا آدمی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے اللہ کے رسول مجھے بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کیا فرض فرمایا ہے جب آپ نے بتایا تو کہا میں اللہ کے ساتھ معاہدہ کرتا ہوں کہ اس کے فریضہ میں کوئی اضافہ نہ کروں گا آپ نے فرمایا کیوں یعنی تو نفلی عبادت کیوں نہیں کرے گا عرض کی اللہ نے مجھے پیدا کیا اور میری شکل کو بگاڑ دیا یہ کہنے کے بعد وہ جانے لگا تو آپ کے پاس جبریل امین آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ ناراضگی کا اظہار کرنے والا آدمی کہاں ہے جس نے اپنے رب کے ساتھ ناراضگی ظاہر فرمائی اللہ نے اس کی ناز بھری ناراضگی کو قبول فرمالیا ہے اور اللہ فرماتا ہے کہ اس سے پوچھو کیا وہ اس بات پر راضی ہے کہ قیامت کے روز خدا تعالیٰ اسے جبریل امین کی شکل میں زندہ فرمائے پس آپ نے اس آدمی کو یہ خوشخبری سنائی وہ راضی ہو کر کہنے لگا اے اللہ کے رسول بس اب تو میں اللہ سے وعدہ کرتا ہوں کہ وہ جو بھی حکم دے گا پورا کروں گا۔

(ص44 الحبائک)

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

(ق) جبرئیل و میکائیل علیہما السلام:

خدا فرماتا ہے۔ من کان عدوا للہ وملائکتہ ورسلہ وجبریل ومیکال فان اللہ عدو للکافرین ۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کا اور اس کے رسولوں جبرئیل اور میکائیل کا دشمن ہے تو اللہ تعالیٰ (ایسے) کافروں کا دشمن ہے۔

نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے۔ فاما وزیرای من اھل السماء فجبرئیل و میکائیل واما وزیرای من اھل الارض فابوبکر و عمر۔ میرے دو آسمانی

وزیر جبرئیل اور میکائیل ہیں اور دو زمینی وزیر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم ہیں۔

جس طرح حضورعلیہ ﷺ کے آسمانی وزیروں جبرئیل و میکائیل کا دشمن دائرہ اسلام سے خارج ہے اسی طرح آپ کے دونوں زمینی وزیروں صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہم کا دشمن بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(ی) حضرت اسرافیل علیہ السلام:

خدا فرماتا ہے۔ **ونفخ فی الصور فصعق من فی السماء ومن فی الارض** ۔ اور جب صور میں پھونکا جائے گا تو زمین و آسمان کی مخلوق بے ہوش ہو جائے گی۔

قیامت کے روز جب لوگ اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو اس کی صورت یہ ہوگی کہ حضرت اسرافیل روحوں کو آواز دیں گے تمام روحیں آ جائیں گی مومنوں کی روحیں نورانی اور کافروں کی روحیں سیاہ ہونگی۔ آپ ان روحوں کو صور میں رکھ کر پھر اس میں پھونک ماریں گے حق تعالیٰ فرمائے گا میری عزت کی قسم ہر روح اپنے اپنے جسم میں چلی جائے روحیں صور سے شہد کی مکھیوں کی طرح نکلیں گی جن سے زمین و آسمان کی درمیانی فضا بھر جائیگی اور ہر روح اپنے جسم کے پاس پہنچ کر اس میں داخل ہو جائیگی پھر اللہ کے حکم سے زمین پھٹ جائے گی اور لوگ قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف دوڑنے لگیں گے۔ (ص 203 کتاب الروح)

(یے) حضرت عزرائیل علیہ السلام:

خدا فرماتا ہے۔ **قُلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَلَکُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُکِّلَ بِکُمْ۔**

تم فرما دو تمہیں ملک الموت وفات دیتا ہے جو تم پر مقرر کیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو ملک الموت نے خدا کی بارگاہ میں عرض کی یا اللہ مجھے اجازت دے کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جا کر یہ

بشارت سناؤں خدا تعالیٰ نے اجازت دی انہوں نے آ کر بشارت دی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کہا الحمد للہ پھر آپ نے ملک الموت سے فرمایا مجھے دکھاؤ کہ تم کافروں کی روح کیسے قبض کرتے ہو انہوں نے کہا آپ وہ منظر برداشت نہیں کر سکتے آپ نے فرمایا میں برداشت کر لوں گا ملک الموت نے کہا آپ اپنا رخ دوسری طرف کر لیں آپ نے چہرہ دوسری طرف کر لیا پھر آپ نے جو دیکھا تو ایک سیاہ آدمی ہے جس کا سر آسمان تک ہے اور اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں اور ملک الموت کے جسم کا ہر بال ایک آدمی کی شکل میں ہے جس کے منہ اور ہر مسام سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت ابراہیم بے ہوش ہو گئے پھر آپ کو افاقہ ہوا اور ملک الموت پہلی شکل پر آ گئے۔ آپ نے فرمایا کافر کو کوئی اور عذاب اور مصیبت نہ بھی دیا جائے تو تیری یہ صورت اس کے لئے کافی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا مجھے دکھا دو کہ مومن کی روح کو کیسے قبض کرتے ہو ملک الموت نے کہا اپنا چہرہ دوسری طرف کر لو انہوں نے کیا تو دیکھا کہ ایک حسین و جمیل نوجوان ہے سفید لباس میں ملبوس ہے اور بہترین خوشبو آ رہی ہے آپ نے فرمایا اے ملک الموت مومن کو کوئی اور نعمت اور شرف و کرامت نہ بھی ملے تو تیری اس صورت کا دیکھ لینا اس کے لئے ایک عظیم نعمت ہے۔ (ص 18 شرح الصدور)

خلیفہ:

خلیفہ کا معنی ہے نائب خلیفہ یا تو اصل کی وفات کے بعد مقرر کیا جاتا ہے جیسے ہمارے نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے یا اصل کہیں چلا جائے تو اس کی غیر موجودگی میں کام کرنے کے لئے خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر تورات لینے کے لئے تشریف لے گئے تو حضرت ہارون علیہ السلام ان کے خلیفہ مقرر ہوئے یا کام زیادہ

ہو اور اصل سارا کام نہ کر سکے تھک جائے تو خلیفہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہاں حضرت آدم علیہ السلام کو جو خلیفہ مقرر کیا گیا تو ان تینوں وجوہات میں سے یہاں کوئی وجہ بھی نظر نہیں آتی کیونکہ خدا موت سے پاک کہیں آنے جانے سے پاک اور تھکنے سے بھی پاک ہے تو پھر اس نے خلیفہ کیونکر مقرر کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان نہایت کمزور ہے اللہ فرماتا "خلق الانسان ضعیفا" انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے اور خدا تعالیٰ بہت طاقتور ہے ارشاد ہے۔ "ان اللہ لقوی عزیز" بیشک اللہ تعالیٰ بہت طاقتور غالب ہے لہٰذا یہ کمزور انسان اس طاقتور خدا سے بلاواسطہ فیض نہیں لے سکتا مثلاً گوندھا ہوا آٹا نہایت کمزور ہوتا ہے اور آگ ہوتی ہے طاقتور اگر روٹی پکا کر بلاواسطہ آگ پر ڈالدی جائے تو روٹی پکے گی نہیں بلکہ آٹا خراب ہو جائے گا روٹی پکانے کی صورت یہ ہے کہ آگ اور روٹی کے درمیان لوہے کا توا رکھ دیا جاتا ہے توے کے دو رُخ ہوتے ہیں ایک آگ کی طرف دوسرا روٹی کی طرف ایک رُخ سے وہ آگ سے فیض لیتا ہے اور دوسرے رُخ سے وہ آگ کا فیض روٹی تک پہنچاتا ہے بلا مثال وتمثیل نبی بھی اگرچہ انسان ہی ہوتا ہے لیکن وہ انسانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوتا ہے خدا تعالیٰ نے اس کو اتنی استعداد طاقت اور صلاحیت دے رکھی ہوتی ہے کہ وہ خدا سے فیض لے کر خدا کے بندوں تک پہنچا سکتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے سر اقدس پر خلافت کا تاج سجایا۔

حضرت انبیاء کرام کو خدا نے اس لئے خلافت کے لئے چنا کہ:

(۱) ان کا جسم فرشی اور روح عرشی ہوتی ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کا جسم تو زمین کی مٹی سے تیار ہوا لیکن جہاں تک روح کا تعلق ہے خدا فرماتا ہے۔

فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سَاجِدِیْنَ.

پس جب میں آدم کو ٹھیک کر لوں اور اس میں اپنی روح سے پھونکوں تو

اس کو سجدہ کرنا۔

بلاشبہ اللہ نے اپنی روح سے پھونکا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ کی روح کا ٹکڑا حضرت آدم علیہ السلام میں داخل ہو گیا تھا کیونکہ اللہ کی روح ٹکڑے ہونے سے پاک ہے اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ وانا من نور اللہ والخلق کلھم من نوری ''یا فرمایا''ان اللہ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ ''تو اس سے ہرگز یہ ثابت نہیں کہ حضور ﷺ کا نور خدا کے نور کا ٹکڑا ہے کیونکہ جس طرح خدا کی روح ٹکڑے ہونے سے پاک ہے اسی طرح آپ کا نور بھی ٹکڑے ہونے سے پاک ہے۔

اسلام ہے نور محمد ﷺ وہ خدا کے نور سے
اس نور سے مخلوق سب پایا یہ نکتہ دور سے

(ب) یہ انبیاء کرام خدا کی صفات کے مظہر ہوتے ہیں مثلاً خدا فرماتا ہے۔ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں جب میں بیمار ہوتا ہوں تو خدا مجھے شفا دیتا ہے۔ معلوم ہوا شفا دینا خدا کی صفت اور یہ صفت اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی عطا فرمائی ہے خدا فرماتا ہے۔ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ اور میں مادرزاد نابینا اور برص کی بیماری والے کو درست کرتا ہوں اور اللہ کی اجازت سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں خدا فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ۔ بلاشبہ زمین و آسمان کی کوئی شے خدا پر پوشیدہ نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ اور جو تم گھروں میں کھاتے اور بچاتے ہو میں تمہیں اس کی خبر دیتا ہوں تاکلون اور تدخرون مضارع کے صیغے ہیں اور مضارع میں حال اور استقبال دونوں زمانے پائے جاتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ جو تم گھروں میں کھاتے یا مرتے دم تک

کھاؤ گے یا بچاتے ہو یا مرتے دم تک بچاؤ گے میں تمہیں خبریں بتا سکتا ہوں۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَقَاتِلُوْا الَّذِیْنَ لَایُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَاحَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ.

اور ان سے لڑو جو خدا اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور اس کے رسول کی حرام کردہ چیزوں کو حرام نہیں جانتے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب کو بھی چیزوں کے حرام کرنے کا اختیار دیا ہے چنانچہ حضرت ابوامامہ سے مروی ہے کہ مجھے رسولِ خدا نے ایک قوم کی طرف اس لئے بھیجا کہ میں ان کو خدا اور اس کے رسول کی طرف بلاؤں اور ان پر شریعت اسلامیہ پیش کروں میں ان کے پاس آیا وہ اپنے اونٹوں کو پانی پلا رہے تھے۔ پھر انہوں نے اونٹنیوں کا دودھ نکالا جب انہوں نے مجھے دیکھا تو کہا مرحبا بصدی ابن عجلان پھر انہوں نے کہا ہمیں پتہ چلا ہے کہ تم اس شخص (خدا کا رسول ﷺ) کے لئے صابی ہو چکے ہو انہوں نے کہا نہیں بلکہ میں تو خدا اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہوں اور مجھے رسول خدا نے تمہاری طرف بھیجا ہے کہ میں تم پر شریعت اسلامیہ پیش کروں اسی اثنا میں وہ خون سے لبریز ایک پیالہ لائے اسے رکھا اور اس پر جمع ہو کر اس کو کھانے لگے انہوں نے کہا اے صدی تم بھی آؤ میں نے کہا تمہارا برا ہو۔

انما اتیتکم من عند من یحرم هذا علیکم

میں اس (نبی) کے ہاں سے تمہارے پاس آیا ہوں جس نے یہ خون ہم پر حرام کر دیا ہے۔

کیونکہ خدا نے ان پر قرآن نازل کیا جس میں یہ حکم ہے۔

حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر.

تم پر مردار خون اور خنزیر کا گوشت حرام کر دیا گیا ہے۔

میں ان کو اسلام کی طرف بلاتا رہا وہ انکا کرتے رہے میں نے ان سے کہا مجھے سخت پیاس لگی ہے مجھے پانی پلاؤ اور مجھ پر ایک چادر تھی انہوں نے مجھ سے کہا ہم تجھے پانی نہ پلائیں گے حتیٰ کہ تو پیاس کی وجہ سے مر جائے اس پر میں سخت گرمی میں وہ چادر اوڑھ کر سو گیا خواب میں ایک آنے والا آیا اور اس کے پاس شیشے کا ایک پیالہ تھا جو بہت خوبصورت تھا اور اس میں ایسا پانی تھا کہ لوگوں نے اس سے بڑھ کر لذیذ پانی نہ دیکھا ہو گا اس نے وہ مجھے دیا اور میں نے اس میں سے پیا جب پی کر فارغ ہوا تو میں بیدار ہو گیا خدا کی قسم اس پانی کے پینے کے بعد نہ مجھے کبھی پیاس لگی اور نہ بھوک محسوس ہوئی۔ (ج13 ص611 کنزالعمال)

(ج) خدا تعالیٰ اپنے نبیوں کو علم عطا فرماتا ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ خدا تعالیٰ کے سب سے بڑے خلیفہ ہیں چنانچہ علامہ ابن حجر نے جوہر منظم میں لکھا ہے۔ هو خليفة الله الذی جعل خزائن كرمه وموائد نعمه طوع يديه وتحت ارادته يعطى منها من يشاء ويمنع من يشاء۔

رسول اکرم ﷺ خدا تعالیٰ کے وہ خلیفہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنی بخشش کے خزانے اور نعمتوں کے دستر خوان آپ کے ہاتھوں اور ارادے کے مطیع کر دیئے ان میں سے جس کو چاہیں عطا کر دیں اور جس کو چاہیں نہ دیں۔

خدا تعالیٰ نے اپنے عظیم خلیفہ کو علم بھی بے مثال دیا خدا فرماتا ہے۔

وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا

آپ جو کچھ نہ جانتے تھے وہ اللہ نے آپ کو بتا دیا اور یہ اللہ کا آپ پر فضل عظیم ہے۔

خدا تعالیٰ نے آپ کے علم کو عظیم کہا ہے اور جس چیز کو خدا عظیم کہہ دے اس کی عظمتوں کا اندازہ کون کر سکتا ہے لیکن دیابنہ اور غیر مقلدوں کے امام

اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے۔

جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔ (ص 22 تقویۃ الایمان)

اب حقائق کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ دنیا، قبر اور آخرت کو میں اپنی اور دوسروں کی کیفیات کا علم ہے یا نہیں۔

دنیا میں نبی کو اپنا حال معلوم ہے:

دلیل: غزوہ بدر میں جب خدا تعالیٰ نے آپ کو شاندار فتح دی تو آپ ﷺ نے وہاں تین دن قیام فرمایا جب تیسرے دن چلنے لگے تو جس کنویں میں مقتول مشرکین کی لاشیں ڈالی تھیں اس کنویں پر آ کر کھڑے ہو کر فرمایا۔ اے کافرو۔ هل وجدتم ما وعدكم الله ورسُوله حقا واني قد وجدت ماوعدني الله حقا۔ (مسلم شریف)

کیا تم نے خدا اور اس کے رسول کے وعدے کو سچا پایا میں نے تو خدا کے وعدے کو سچا پا لیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ساتھ غزوہ بدر میں فتح کا وعدہ فرمایا تھا اور آپ ﷺ کو یقین کامل تھا کہ میرے ساتھ جو خدا نے وعدہ کیا ہے وہ ضرور پورا ہو گا چنانچہ وعدے کے مطابق آپ ﷺ کو فتح ہوئی۔

دنیا میں نبی کو دوسرے کا حال معلوم ہے:

دلیل: حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر کے موقع پر نبی کریم ﷺ ایک دن پہلے ہی میدان بدر میں تشریف لائے اور فرمایا۔

هذا مصرع فلان ويضع يده على الارض ههنا وههنا قال فما

مات احدھم عن موضع ید رسول اللہ ﷺ۔ (ج 2 ص 102 مسلم شریف)

یہ فلاں کے بچھڑنے کی جگہ ہے اور اپنا ہاتھ زمین پر ادھر ادھر رکھتے تھے۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ ان کفار میں سے کوئی بھی حضور ﷺ کے لگائے ہوئے نشان سے ادھر اُدھر ہٹ کر قتل نہ ہوا۔

یہ لے جائیں گے حسرت ہی دل ناپاک کے اندر
ابوجہل اس جگہ لوٹے گا خون اور خاک کے اندر

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو جنگ ہونے سے پہلے ہی ان کافروں کے بارے میں معلوم تھا کہ یہ لوگ فلاں فلاں جگہ قتل ہونگے۔

قبر میں نبی کو اپنا حال معلوم تھا:

دلیل: امام بیہقی نے اپنی کتاب ''حیات الانبیاء'' میں لکھا ہے کہ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات مجھ پر سو مرتبہ درود شریف پڑھا اس کی سو حاجتیں پوری ہوں گی ستر حاجتیں آخرت میں اور تیس حاجتیں دنیا میں۔ پھر یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے درود شریف پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے جو اسے میری قبر میں داخل کرتا ہے جس طرح تم پر ہدیے پیش کئے جاتے ہیں بے شک موت کے بعد میرا علم ایسا ہی ہے جیسا حیات میں میرا علم ہے وہ فرشتہ درود پڑھنے والے کا نام اور نسب مجھے بتاتا ہے اور میں اسے چمکدار کتاب میں لکھ لیتا ہوں۔ (ص 20 السعید حیات النبی نمبر)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ دنیا ہی میں جانتے ہیں کہ میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر ہوگا جو مجھے درود شریف پڑھنے والے کا نام ونسب بتا دے گا اور میں اسے چمکدار کتاب میں لکھ لیا کروں گا نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ اپنی قبر میں زندہ ہیں کیونکہ لکھنا زندوں کا کام ہے مردوں کا نہیں۔

قبر میں نبی کو دوسرے کا حال معلوم ہے:

دلیل: حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ دو قبروں کے قریب سے گزرے فرمایا ان دونوں قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور یہ کسی ایسے جرم مین عذاب نہیں دیئے جا رہے جس سے بچنا ان کے لئے مشکل تھا ان میں ایک اپنے آپ کو پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچاتا تھا اور دوسرا چغلی کیا کرتا تھا پھر آپ نے کھجور کی ایک شاخ لے کر اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور ہر ایک قبر پر ایک حصہ رکھ دیا صحابہ نے عرض کی جناب نے اس طرح کیوں کیا تو آپ نے فرمایا جب تک یہ دونوں حصے خشک نہ ہوں گے۔ امید ہے کہ ان کے عذاب میں کمی کر دی جائے گی۔ (مسلم شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے دنیا میں رہتے ہوئے جان لیا کہ ان دونوں کی قبروں میں ان کو عذاب ہو رہا ہے اور پھر آپ نے ان کی قبروں پر کھجور کی شاخیں رکھ کر فرمایا کہ اب ان کی قبروں میں ان کی یہ حالت ہے کہ ان کے عذاب میں کمی کر دی گئی ہے۔ یہ حدیث ایک زبردست دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ کو قبروں میں دوسروں کے حالات کی خبر ہے۔

آخرت میں نبی کو اپنا حال معلوم ہے:

دلیل: مسلم شریف میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

ان اکثر الانبیاء تبعا یوم القیامة وانا اول من یقرع باب الجنة۔

قیامت کے دن سب انبیاء سے زیادہ میرے امتی ہوں گے اور میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔ ایک حدیث میں ہے۔

انا اول من تنشق عنه الارض فاکسی حلة من حلل الجنة اقوم عن یمین العرش لیس احد من الخلائق یقوم ذالک المقام

غیری۔ (ترمذی شریف)
میں سب سے پہلے زمین سے باہر تشریف لاؤں گا پھر مجھے جنت کے جوڑوں میں سے ایک جوڑا پہنایا جائے گا میں عرش کے داہنی جانب ایسی جگہ کھڑا ہوں گا جہاں تمام مخلوق الٰہی میں کسی کو شرف باریابی حاصل نہ ہوگا۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا۔ **انا سید ولد آدم یوم القیامة ولا فخر بیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ آدم فمن سوره الاتحت لوائی۔** (مسند امام احمد)
میں قیامت کے دن تمام آدمیوں کا سردار ہوں گا اور یہ کوئی فخر سے نہیں فرمایا اور میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور یہ براہِ فخر نہیں کہتا اس دن آدم اور ان کے سوا جتنے ہیں سب میرے جھنڈے تلے ہونگے۔

جس کے زیرِ لواء آدم و من سوا
اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام

آخرت میں نبی کو دوسرے کا حال بھی معلوم ہے:

دلیل: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ مجھ کو ایسا عمل بتا دیں کہ میں اس کو کروں اور جنت میں داخل ہو جاؤں آپ نے فرمایا اللہ کی عبادت کر اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر فرض نماز ادا کر زکوٰۃ ادا کر اور ماہ رمضان کے روزے رکھ اعرابی نے یہ سن کر کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نہ تو اس میں کچھ زیادتی کروں گا اور نہ اس میں سے کچھ کم جب یہ اعرابی چلا گیا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

من سره ان ینظر الی رجل من اهل الجنة فلینظر الی هذا.
(ج 1 ص 5 مشکوٰۃ)

جو شخص کسی جنتی کو دیکھ کر مسرت حاصل کرنا چاہتا ہے وہ اس شخص کو دیکھ لے

اس حدیث پر غور فرمائیں کہ وہ اعرابی ابھی اس دنیا میں ہے اور حضور ﷺ فرما رہے ہیں کہ یہ شخص قیامت کے روز جنت میں داخل ہوگا کیونکہ یہ جب تک اس دنیا میں زندہ رہے گا فرائض الٰہیہ میں کوتاہی نہیں کرے گا اور خدا اس کی عبادت سے راضی ہو کر اس کو قیامت کے دن جنت میں داخل فرما دے گا۔

(د) خدا تعالیٰ ان انبیاء کرام کو اپنا کلام عطا فرماتا ہے چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ خدا قیامت کے دن حضرت اسرافیل سے فرمائے گا کہ تو نے میرے احکامات یعنی کلام کے ساتھ کیا کیا حضرت اسرافیلؑ عرض کریں گے یا اللہ میں نے تیرا کلام حضرت جبرئیل امین تک پہنچا دیا ہے جبرئیل کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ اسرافیل نے میرا کلام تم تک پہنچا دیا تھا وہ کہے گا ہاں یا اللہ پس اسرافیل بری الذمہ ہو جائیں گے پھر جبرئیل سے پوچھا جائے گا کیا تو نے میرا کلام پہنچا دیا وہ عرض کریں گے میں نے تیرے احکامات تیرے رسولوں تک پہنچا دیئے تھے پھر رسولوں کو بلایا جائے گا اور کہا جائے گا کیا جبرائیل نے میرے احکامات تم تک پہنچا دیئے تھے وہ عرض کریں گے ہاں یا اللہ اور ہم نے تیرے احکامات اپنی امتوں کو پہنچا دیئے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان امتوں سے پوچھے گا کہ میرے رسولوں نے میرا کلام میرے احکامات تم تک پہنچا دیئے تھے ان میں سے بعض تکذیب کریں گے اور بعض تصدیق کریں گے رسول کہیں گے یا اللہ ہمارے پاس گواہ موجود ہیں اللہ فرمائے گا وہ کون ہیں وہ کہیں گے امتِ محمد ﷺ امت مصطفےٰ ﷺ کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ رسولوں نے خدا کے احکامات اپنی امتوں کو پہنچا دیئے تھے وہ کہیں گے ہاں یا اللہ وہ امتیں کہیں گی یا اللہ انہوں نے تو ہمارا زمانہ پایا نہیں وہ گواہی کیسے دے رہے ہیں امت مصطفےٰ جواب دے گی اے ہمارے پروردگار تو نے ہماری طرف ایک

رسول بھیجا اور ہم پر ایک کتاب نازل فرمائی اور اس کتاب میں تو نے فرمایا کہ پیغمبروں نے اپنی امتوں کو خدا کے احکامات کی تبلیغ فرمائی خدا تعالیٰ ارشاد فرمائے گا انہوں نے سچ فرمایا ہے۔ (ج1ص519 تفسیر عزیزی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر رسول کو خدا کا کلام عطا ہوتا رہا اور وہ اس کلام کو اپنی اپنی امتوں کو پہنچاتے رہے ان میں سے بعض اس کلام کو برحق مان کر اس پر عمل کرتے تھے اور بعض اس کی تکذیب کر کے خدا کے عذاب کے مستحق ہو جاتے تھے۔

اس حدیث سے ایک اور بات کھل کر سامنے آ گئی کہ مقدمے کی تحقیق اور تفتیش علم کے منافی نہیں ہوتی اللہ کا علم قدیم ہے اس کو تمام حالات کی مکمل خبر ہے کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں وہ خود فرماتا ہے۔

وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْئٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ

اور اللہ پر کچھ پوشیدہ نہیں نہ زمین میں نہ آسمان میں۔

اس کے باوجود وہ قیامت کے روز واقعہ کی مکمل چھان بین اور تحقیق کرے گا تا کہ کسی کو اعتراض کی مجال نہ ہو۔ اسی طرح جب حضرت عائشہ صدیقہ پر منافقوں نے تہمت لگائی تو نبی کریم ﷺ نے اس واقعہ کی تحقیق کے لئے حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ کیا بعض دیگر صحابہ وصحابیات سے تحقیق فرمائی اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ کو تہمت عائشہ کے بارے میں تفصیلی حالات کا علم نہ تھا بلکہ علم تھا اور علم کے باوجود تحقیق میں حکمت یہ تھی کہ معترفین کی زبانیں بند ہو جائیں کوئی یہ نہ کہے کہ اپنی اہلیہ کی طرفداری کی ہے۔

(ن) انبیاء کرام کو عموماً اور ہمارے حضور ﷺ کو خصوصاً زمین و آسمان کی حکومت عطا فرمائی دلائل ملاحظہ ہوں۔

دلیل اول: مامن نبی الا ولہ وزیران من اھل السماء ووزیران من اھل

الارض۔ ہر نبی کے دو وزیر آسمان میں اور دو وزیر زمین پر ہوتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

اور چونکہ وزیر بادشاہ کے ہوتے ہیں لہٰذا نبی کی حکومت آسمان پر بھی ہوتی ہے اور زمین پر بھی۔

دلیل دوم: معراج کی رات ہمارے نبی کریم ﷺ عرش پر جلوہ گر ہوئے اور عرش کے معنے ہیں تخت خدا فرماتا ہے کہ ھد ھد نے حضرت سلیمان سے کہا۔ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ۔ بلقیس کا ایک بہت بڑا تخت ہے۔

اور پرانے زمانے میں بادشاہ تخت پر بیٹھ کر حکومت کرتے تھے اب غور کرو کہ خدا کا وہ بھی عرش ہے لیکن وہ تو اس پر بیٹھتا نہیں وہ تو بیٹھنے سے پاک ہے اور اس نے اپنا یہ تخت بے فائدہ بھی پیدا نہیں کیا وہ حکیم مطلق ہے اور ''فعل الحکیم لَا يَخْلُوْعَنِ الْحِكْمَةِ '' حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا لہٰذا اس نے اپنا عرش یعنی تخت بے فائدہ پیدا نہیں کیا اس کے پیدا کرنے میں حکمت یہ تھی کہ معراج کی رات میرا محبوب اس تخت پر بیٹھ جائے تا کہ وہ زمین و آسمان کی حکومت کا مالک بن جائے۔

اللہ اللہ شہ کونین جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری.

وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

دلیل سوم: ایک مرتبہ نماز کسوف کی حالت میں آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ بلند کیا پھر کھینچ لیا صحابہ کرام نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

انی رأیت الجنة فتنا ولت منها عنقوداً ولو اخذته لا کلتم منه مابقیت الدنیا. (مسلم شریف کتاب الکسوف)

میں نے جنت کو دیکھا میں اس سے ایک خوشہ توڑنے لگا اگر میں اس

خوشے کو توڑ لیتا تو تم رہتی دنیا تک اس کو کھاتے رہتے۔

اس حدیث سے پتہ چلا کہ جنت کے پھل اگر چاہیں توڑ سکتے ہیں کیونکہ آپ خدا کی عطا سے جنت کے مالک ہیں وجہ یہ ہے کہ آپ نے زمین پر رہ کر جنت میں تصرف فرمایا اور غیر کی ملک میں تصرف جائز نہیں جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت آپ کی ملک میں دے دی ہے علاوہ یہ بھی ثابت ہوا کہ زمین پر رہتے ہوئے آپ جنت اور جنت کی چیزوں کو دیکھ سکتے ہیں نیز جس جگہ اب قبر میں آرام فرما ہیں وہ جگہ جنت کی کیاری ہے جب آپ زمین پر رہ کر جنت میں تصرف فرما سکتے ہیں تو اب جنت میں رہ کر آپ زمین پر بھی تصرف فرما سکتے ہیں نیز یہ بھی پتہ چلا کہ جنت کی نعمتوں کو فنا نہیں کیونکہ آپ نے فرمایا تم رہتی دنیا تک کھاتے رہتے تو خوشہ ختم نہ ہوتا۔

قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک۔

فرشتوں کو کیسے پتہ چلا کہ انسان فسادی اور خونریز ہوگا اس کے متعلق علماء نے لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ساٹھ ہزار سال پہلے آسمان پر فرشتوں کو زمین پر جنات کو بسایا یہ جنات زمین پر سات ہزار سال تک آباد رہے پھر ان کا آپس میں حسد اور بغض شروع ہوا انہوں نے آپس میں خوب جنگ وخون ریزی کی خدا تعالیٰ نے فرشتوں کی ایک جماعت کو بھیجا اور انہوں نے حکم الٰہی کے تحت ان جنات کو زمین سے نکال کر پہاڑوں اور جزیروں کی طرف نکال دیا لہٰذا فرشتوں نے انسان کو جنات پر قیاس کر کے کہا کہ یہ فسادی اور خونریز ہوگا۔

ایک اور وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ لوح محفوظ میں خدا تعالیٰ نے تمام موجودات کا علم لکھا ہوا ہے خدا فرماتا ہے۔

كُلُّ صَغِيرٍ وَّكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ۔

ہر چھوٹی و بڑی چیز لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔

وَكُلَّ شَيْئٍ اَحْصَيْنَاهُ فِيْ اِمَامٍ مُّبِيْنٍo

ہم نے ہر شے کو لوح محفوظ میں محفوظ کر رکھا ہے۔

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍo

ہر خشک و تر چیز لوح محفوظ میں ہے۔

لَا اَصْغَرَ مِنْ ذَالِكَ وَلَا اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍo

ذرہ سے چھوٹی اور بڑی ہر چیز لوح محفوظ میں ہے۔

وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍo

زمین و آسمان کا ہر غیب لوح محفوظ میں ہے۔

ان آیات بینات سے معلوم ہوا کہ لوح محفوظ میں ہر چیز تحریر ہے اور لکھی وہ چیز جاتی ہے جس کے بھولنے کا خطرہ ہو اور خدا تعالیٰ بھولنے سے پاک ہے تو پھر اس نے لوح محفوظ میں یہ تمام علوم کیوں لکھے وہ اس لئے کہ میرے نبی ولی اور فرشتے لوح محفوظ کو دیکھ کر علم حاصل کر لیا کریں خدا تعالیٰ کے فرشتوں نے لوح محفوظ کو دیکھا وہاں انسانوں کے سارے حالات ان کا بغض و حسد فتنہ و فساد اور جنگوں میں خونریزی تحریر تھی ۔ وہاں سے دیکھ کر معلوم کر لیا کہ انسان فسادی اور خون ریز ہوگا۔

علامہ تقی الدین فارسی نے لکھا ہے کہ مکہ میں بعض اہل شام نے حضرت امام زین العابدین سے بیت اللہ کے طواف کی ابتداء کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں تو انہوں نے عرض کی یا اللہ ہمیں چھوڑ کر تو اس کو خلیفہ بنائے گا جو فسادی اور خون ریز ہوگا انسان تو آپس میں حسد کریں گے بغض کریں گے اور سرکشی کا

شکار ہوں گے یا اللہ تو ہم میں سے کسی کو خلیفہ بنا ہم نہ تو فساد کریں گے اور نہ ہی خون ریزی کریں گے اور نہ حسد و بغض کا شکار ہوں گے اور ہم تیری تسبیح اور تقدیس بیان کریں گے تیری اطاعت کریں گے نافرمانی نہ کریں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اس پر فرشتوں کو یہ گمان ہوا کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے ارشاد کو رد کر دیا ہے اور ان کی بات سے اللہ ناراض ہو گیا ہے انہوں نے عرش کی طرف سر اُٹھا کر گریہ وزاری کی اور اللہ کی ناراضگی کے خوف سے خوب روئے اور تین ساعت انہوں نے عرش کا طواف کیا خدا نے ان کی طرف دیکھ کر ان پر رحمت نازل فرمائی اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے چار ستوں پر زبرجد کا ایک گھر بنایا اور اس پر سرخ یاقوت چڑھایا اور اس کا نام ''بیت الضراح'' رکھا پھر فرشتوں سے فرمایا عرش کو چھوڑ کر اس گھر کا طواف کرو ان فرشتوں نے عرش کا طواف چھوڑ کر اس گھر کا طواف شروع کر دیا اور اس گھر کا نام بیت المعمور ہو گیا۔ اور روزانہ ستر ہزار فرشتے اس کا طواف کرتے ہیں اور جو ایک بار آتے ہیں دوبارہ نہیں آتے پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا ایسا ہی ایک گھر زمین پر بناؤ تا کہ اہل زمین بھی اس کا طواف اس طرح کریں جیسے آسمان کے فرشتے بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں۔ (ج 1 ص 181 شفاء الغرام)

لیکن علامہ ابن حجر نے اس واقعہ کو اس طرح لکھا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں اپنے والد کے ساتھ موجود تھا حرم کعبہ میں میرے والد امام محمد باقر کھڑے نماز میں مشغول تھے کہ ایک آدمی جس کی داڑھی اور سر کے بال سفید تھے آیا اور آ کر میرے والد کے پہلو میں بیٹھ گیا والد محترم نے نماز ختم کی تو اس نے والد صاحب سے پوچھا کہ اللہ آپ پر رحم کرے یہ بتائیے کہ بیت اللہ کی تعمیر کی وجہ کیا ہے والد صاحب نے پوچھا آپ کون ہیں کہا میں ایک مغربی آدمی ہوں امام باقر نے فرمایا کہ اس بیت اللہ کی

ابتداء یوں ہوئی کہ جب فرشتوں نے کہا کہ یا اللہ تو ایسے کو خلیفہ بنائے گا جو فسادی اور خون ریز ہو گا تو خدا تعالیٰ ناراض ہو گیا تو فرشتوں نے عرش کا طواف کیا اور خدا سے معافی مانگی اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور خدا نے فرشتوں سے فرمایا زمین پر میرا گھر بناؤ تا کہ میرے بندے اس کا طواف کیا کریں اگر میں کسی بندے سے ناراض ہو جاؤں گا اور وہ آ کر کعبہ کا طواف کرے گا تو میں اس سے راضی ہو جاؤں گا جیسے کہ میں تم سے راضی ہو گیا ہوں اس سفید ریش آدمی نے کہا آپ کے زمانے میں آپ سے بڑھ کر کوئی زیادہ علم والا نہیں پھر وہ چلا گیا میرے والد امام محمد باقر نے فرمایا اس آدمی کو میرے پاس واپس لاؤ میں اس کے پیچھے گیا جب وہ باب الصفا تک پہنچا تو میری نظروں سے غائب ہو گیا میں نے آ کر والد محترم کو یہ خبر سنائی انہوں نے فرمایا تم جانتے ہو یہ کون تھا میں نے عرض کی میں نہیں جانتا امام محمد باقر نے فرمایا یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

(ج 1 ص 441 کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابۃ)

ان دونوں واقعات سے پتہ چلا کہ

(ا) کعبہ خدا نے اس لئے تعمیر کرایا کہ اگر کسی وجہ سے خدا تعالیٰ اپنے کسی بندے پر ناراض ہو جائے گا اور وہ بندہ آ کر کعبہ کا طواف کرے گا تو خدا راضی ہو جائے گا۔

(ب) حضرت خضر علیہ السلام خدا کے برگزیدہ بندوں سے ملاقات کرتے ہیں

قَالَ اِنِّیْ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ایک حکمت یہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان پر دو محافظ فرشتے مقرر کیے ہیں۔ رات کے فرشتے اور ہیں اور دن کے فرشتے اور ہیں۔ دن کے فرشتے عصر کے وقت جاتے ہیں اور رات کے فرشتے آتے ہیں۔ ”وتجتمع ملائکۃ اللیل وملائکۃ النھار فی صلوٰۃ العصر“ رات دن

کے سارے فرشتے عصر کے وقت جمع ہوتے ہیں پھر جب دن کے فرشتے خدا کی بارگاہ میں عصر کے وقت حاضر ہوتے ہیں تب رب العزت ان سے سوال کرتا ہے تم نے میرے بندے کو کس حال میں چھوڑا ہے وہ عرض کرتے ہیں الٰہی تیرا بندہ عصر کی نماز پڑھ رہا تھا ارشاد ربانی ہوتا ہے تم نے اس کو مفسد اور خون ریز کہا تھا پھراب تم کہتے ہو کہ وہ نماز پڑھ رہا تھا فرشتوں نے انسان کو مفسد اور خون ریز کہا تھا حق تعالیٰ نے فرشتوں کے قول کو معقول کرنے کے لئے یہ عصر کی نماز مقرر فرمائی پھر اسی وقت ان کا تبادلہ مقرر کیا ملائکہ بھی دو کلموں سے حضرت آدم علیہ السلام کو جہاں بھر کے گناہوں کا الزام لگایا تھا مفسد اور خون ریز دونوں کلمے سارے جہاں کے گناہوں کی بنیاد ہیں حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کو نماز عصر دے کر سارے جہاں کے گناہوں سے پاک فرما دیا اور جس طرح ملائکہ نے آسمان پر آدم کو مفسد اور خون ریز کہا تھا عصر کی نماز پڑھوا کر سارے آسمان کے ملائکہ سے عصر کی نماز پڑھنے والوں کو عابد زاہد اور نمازی کہلوایا انہی معترض فرشتوں سے نبی آدم کے لئے مغفرت کی دعا کرا دی کیونکہ فقیہ ابواللیث نے لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی۔

یا موسیٰ اربع رکعات یصلیھا احمد وامتہ وھی صلوٰۃ العصر فلایبقی ملک فی السموات والارض الا استغفرلھم ومن استغفرلھم الملائکۃ لم اعذبہ.

اے موسیٰ علیہ السلام جب چار رکعتیں عصر کے وقت نبی آخر الزماں اور آپ کی امت ادا کر چکے گی تو چودہ طبق کے ملائکہ ان کے لئے مغفرت کی دعا کریں گے اور جس کے لئے ملائکہ دعا کریں گے ہم اسے عذاب نہ دیں گے کیا شان رحمٰن ہے کہ جس گروہ نے بنی آدم کو گنہگار ٹھہرایا انہیں سے دعا مغفرت کروا کر ان گنہگاروں کو بخش دیا۔

خدا کے اس ارشاد میں دوسری حکمت یہ تھی گویا خدا نے فرمایا اے فرشتو تم گناہوں سے معصوم ہو لہٰذا تم گناہ کرتے نہیں اور میرے من جملہ اسماء میں غفار، ستار، غفور بھی میرے نام ہیں اور ان ناموں کے اظہار کے لئے کوئی ایسی مخلوق چاہیے جو صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرے اور مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی کی دعا مانگیں میں ان کے گناہوں کو چھپاؤں تا کہ میرا ستار ہونا ظاہر ہو جائے اور پھر میں ان کی دعا کے نتیجے میں ان کے گناہوں کو معاف کر دوں تا کہ میرا غفار اور غفور ہونا ظاہر ہو جائے۔

مثال: ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں قحط پڑ گیا بنی اسرائیل نے عرض کی یا کلیم اللہ آپ بارش کے لئے دعا فرمائیں اور نزول رحمت کے لئے خدا کی بارگاہ میں التجا کریں آپ نے فرمایا کل سارے بنی اسرائیل دعا کے لئے جنگل میں چلیں دوسرے دن ستر ہزار بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ میدان میں گئے موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی اے اللہ اپنی رحمت سے بارش برسا اور بوڑھے اپنی رحمت کی ہوائیں چلا الٰہی ہم پر رحم فرمایا شیر خوار بچوں کے سبب بے زبان جانوروں کے سبب اور عابدوں کے سبب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہر چند دعائیں مانگیں مگر کچھ اثر قبولیت ظاہر نہ ہوا ناچار بے قرار ہو کر عرض کی الٰہی آج موسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول کیوں نہیں ہوتی پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا۔ ارشاد ہوا اے موسیٰ تمہارے ساتھ ایک چالیس سالہ گنہگار آ گیا ہے آپ پہلے اس کو اپنے مجمع سے نکال دو اور پکار دو کہ اے چالیس سالہ گنہگار یہاں سے چلے جاؤ تیرے عاصی نفس کی نحوست سے ہماری دعا قبول نہیں ہوتی جگہ جگہ اعلان ہوا لوگوں نے اس عاصی پر معاصی کے نکل جانے کی ندا کی جب اس گنہگار کے کان تک یہ آواز پہنچی تو وہ کھڑا ہوا اور دائیں بائیں آگے پیچھے دیکھا لیکن کہیں جانے کا راستہ نظر نہ آیا نہایت حیران اور پریشان ہوا کہ اگر جاتا ہے تو راز فاش ہوتا ہے

اگر ٹھہرتا ہے غیب سے پھٹکار پڑتی ہے چاروں طرف کہیں جانے کا موقع نہیں ملا ناچار اوپر کی جانب منہ کیا اور عرض کی الٰہی اے میرے معبود و مقصود میں چالیس سال تک گناہ کرتا رہا آج خلوص نیت سے توبہ کرتا ہوں میرے گناہوں کو معاف کردے بندہ گنہگار بہ حال زار یہ عرض کر رہا تھا کہ ابھی یہ کلام اور توبہ کا پیغام پورا عرض نہ کر پایا تھا کہ آسمان پر چاروں طرف سے بادل اُمڈ آئے فوراً ہی توبہ کا اثر ظاہر ہوا اور بہت زور سے موسلا دھار بارش شروع ہونے لگی حضرت موسیٰ علیہ السلام سجدے میں گر پڑے اور خدا کی بارگاہ میں عرض کی مولا تیرا تو حکم یہ تھا کہ جب تک وہ گنہگار نہ جائے گا بارش نہ ہوگی کوئی یہاں سے باہر تو نکلا نہیں بارش ہونے لگی ہے۔ ارشاد ہوا موسیٰ پہلے جس کی نحوست کی بنا پر بارش رُکی ہوئی تھی اب یہ بارش اسی کی برکت سے ہو رہی ہے وہ بندہ تائب ہو گیا ہے ہم نے اس کی توبہ کو قبول فرما لیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ مجھے اس کی زیارت کرا دے جس کی توبہ کی برکت سے ہمیں باران رحمت نصیب ہوئی ہے فرمایا موسیٰ جب تک وہ گنہگار تھا ہم نے اس کے عیب سے پردہ نہیں اُٹھایا اب جبکہ وہ تائب ہو گیا ہے تو میں ستار ہو کر اس کا پردہ فاش کیوں کروں۔

(احسن ص 194)

❁❁❁❁

البرہان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یَاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآئَکُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ○

ترجمہ: اے لوگو تحقیق تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے برہان آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور نازل کیا۔

جب کوئی کہیں سے آتا ہے تو اس کے بارے میں چار چیزیں دیکھی جاتی ہیں۔

(۱) کن کے پاس آیا؟

یہ بات یا ایھا الناس نے بیان کر دی مطلب یہ کہ آپ تمام دنیا کے انسانوں کی طرف آئے خواہ وہ براعظم ایشیا کے رہنے والے ہوں یا براعظم یورپ کے باشندے ہوں یا ان کا تعلق براعظم افریقہ، براعظم شمال امریکہ، جنوبی امریکہ یا آسٹریلیا سے ہو۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جتنے بھی انبیاء علیہم السلام دنیا میں تشریف لائے ان کا حلقہ اثر ایک خاص قوم ہوتی تھی مثلاً حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ.

البتہ تحقیق ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔

حضرت ہود علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا۔

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا.

اور قوم عاد کی طرف ان کے ہم قوم ہود کو بھیجا۔

حضرت صالح علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا۔

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صَالِحًا.

اور قوم ثمود کو ان کے ہم قوم صالح کو بھیجا۔

حضرت لوط علیہ السلام کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ.

اور جب لوط علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا۔

حضرت شعیب علیہ السلام کے متعلق قرآن نے کہا۔

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا.

اور مدین والوں کی طرف ان کے ہم قوم شعیب علیہ السلام کو بھیجا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا گیا۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُوْسٰی بِآیَاتِنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهٖ.

پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور ان کے درباریوں کی طرف بھیجا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

وَتِلْکَ حُجَّتُنَا آتَیْنَا هَا اِبْرَاهِیْمَ عَلٰی قَوْمِهٖ.

یہ ہماری دلیل ہے جو ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو دے کر ان کی قوم کی طرف بھیجا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ.

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی طرف بھیجا۔

لیکن جب امام الانبیاء کی باری آئی تو فرمایا۔

قُلْ یَااَیُّهَاالنَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا.

تم فرما دو اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔
ایک اور جگہ فرمایا۔

وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا کَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ.

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ ﷺ کو مگر تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے بلکہ ایک مقام پر فرمایا۔

تَبَارَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعَالَمِيْنَ نَذِيْرًا.

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر وہ کتاب نازل فرمائی جو حق و باطل کے درمیان فرق کرتی ہے تا کہ وہ تمام جہانوں کا نذیر یعنی نبی بن جائے۔

مسلم شریف کی حدیث ہے۔

ارسلت الی الخلق کافة۔ میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

طبرانی میں ہے۔

ما من شئی الا یعلم انی رسول اللہ الا کفرۃ الجن والانس.

سوائے کافر جنوں وانسانوں کے ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں

نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام جہانوں کی تمام مخلوق کے رسول بن کر تشریف لائے ہیں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
اِن کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی

(۲) کہاں سے آیا ہے؟

یہ بات من ربکم نے بیان کر دی یعنی خدا کے ہاں سے آیا چونکہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خدا کی طرف سے تشریف لائے ہیں لہذا آپ کی عزت واحترام خدا کی عزت واحترام ہے آپ پر اعتراض خدا پر اعتراض ہے یہی

وجہ ہے کہ پہلے نبیوں پر ان کی قومیں اعتراضات یا ان کے بارے میں نازیبا کلمات استعمال کرتیں تو وہ خود قوم کو جواب دیتے مثلاً حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں ان کی قوم نے کہا۔

اِنَّا لَنَرَاکَ فِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ.

بے شک ہم تمہیں کھلا گمراہ سمجھتے ہیں۔

آپ نے جواب دیا۔

یَا قَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلَالَۃٌ وَّلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِیْنَ.

اے میری قوم مجھے گمراہی سے کوئی تعلق نہیں ہوں۔لیکن میں تو پروردگار عالم کی طرف سے رسول ہوں۔قوم عاد نے حضرت ہود علیہ السلام سے کہا۔

اِنَّا لَنَرَاکَ فِیْ سَفَاھَۃٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّکَ مِنَ الْکَاذِبِیْنَ.

ترجمہ: ہم تمہیں حماقت میں خیال کرتے ہیں اور ہمارے گمان میں تم بیشک جھوٹے ہو۔آپ نے فرمایا۔

یَا قَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاھَۃٌ وَّلٰکِنَّ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِیْنَ.

اے میری قوم مجھ میں اصلاً حماقت میں نہیں میں پروردگار عالم کا رسول ہو۔

فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔

اِنِّیْ لَاَ ظُنُّکَ یَا مُوْسٰی مَسْحُوْرًا.

میرے گمان میں اے موسیٰ تجھ پر جادو ہوا ہے۔

آپ نے جواب دیا۔

وَاِنِّیْ لَاَ ظُنُّکَ یَا فِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا.

میرے گمان میں اے فرعون تو ہلاک ہونے والا ہے۔

لیکن جب مشرکین مکہ نے سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر زبان طعن دراز کی تو جواب خالق کائنات نے دیا چنانچہ ایک مرتبہ وحی اترنے میں

کچھ دیر لگی تو کافر بولے۔ ان محمدا ودعہ ربہ وقلاہ ۔ بے شک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے خدا نے چھوڑ دیا اور دشمن پکڑا۔

خدا تعالیٰ نے یوں جواب دیا۔

وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی.

قسم ہے اے محبوب ترے رُخِ انور کی اور قسم ہے تری زلف کی جب چمکتے رخساروں پر بکھر آئے۔

ہے کلامِ الٰہی میں شمس وضحیٰ ترے چہرہ نور فزا کی قسم
قسم شبِ تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

جس چمن میں جا کے میرے یار زلفاں کھولیاں
لے چلی باد صبا خوشبو کی بھر بھر جھولیاں

مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی ۔ نہ تیرے رب نے تجھے چھوڑا نہ دشمن بنایا۔

کفار نے کہا لَسْتَ مُرْسَلًا تم رسول نہیں۔ خدا نے جواب دیا۔

یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ.

اے سردار مجھے حکمت والے قرآن کی قسم بیشک تم رسول ہو۔

رئیس المنافقین نے کہا۔

لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْھَا الْاَذَلَّ.

ہم مدینہ پہنچ کر ان ذلیلوں کو مدینہ سے نکال دیں گے ہم عزت والے ہیں۔

خدا نے جواب دیا۔

لِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ.

عزت تو اللہ کی اس کے رسول ﷺ اور مومنوں کی ہے۔

دشمن نے تیرے جو کچھ بھی کہا اللہ نے اس کا جواب دیا

پر تو نے پلٹ کر کچھ نہ کہا تیری شرم وحیا کا کیا کہنا

اگر حکومت پاکستان کسی کو سفیر بنا کر کسی دوسرے ملک بھیجے تو اس سفیر کا بولنا حکومت پاکستان کا بولنا ہے اس کا فیصلہ حکومت پاکستان کا فیصلہ ہے بلا مثال و تمثیل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چونکہ خدا کی طرف سے رسول بن کر آئے ہیں لہٰذا آپ ﷺ کی اطاعت خدا کی اطاعت، آپ ﷺ کا فیصلہ خدا کا فیصلہ ہے مثلاً خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ.

جو رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہے اس نے خدا کی اطاعت کی حدیث میں ہے۔

من اطاع محمد افقد اطاع الله ومن عصى محمد افقد عصى الله.

جس نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔

خدا فرماتا ہے۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ۔

یہ اس لئے کہ خدا حق ہے اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔ من رانی فقد رای الحق۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا دیدار خدا کا دیدار ہے۔

جسے حق کے دیدار کی آرزو ہو
وہ دیکھے میری جان چہرہ تمہارا

تیرا وصل جنت تیرا ہجر دوزخ
تیری دید خدا ہے محمد ﷺ

دارمی شریف میں حدیث ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس تورات کا نسخہ لائے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم یہ تورات کا نسخہ ہے رسول اللہ ﷺ خاموش رہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تورات کو پڑھنا شروع کیا اور رسول خدا ﷺ کا چہرہ متغیر ہونے لگا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر کہا اے عمر (رضی اللہ عنہ) تمہیں گم کریں گم کرنے والیاں کیا تم نبی کریم ﷺ کے چہرے کو نہیں دیکھتے۔

فنظر عمر الی وجہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ و غضب رسولہ رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم والذی نفس محمد بیدہ لوبدالکم موسیٰ فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولو کان موسیٰ حیا وادرک نبوتی لا تبعنی.

ترجمہ: جناب عمر رضی اللہ عنہ نے رسولِ خدا ﷺ کے چہرہ پر نظر ڈالی اور کہا پناہ مانگتا ہوں اللہ کی خدا اور اس کے رسول کی ناراضگی سے میں خدا کے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر اور حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر تم پر حضرت موسیٰ ظاہر ہو جائیں اور تم ان کی اتباع کرو اور مجھے چھوڑ دو تو تم صراط مستقیم سے بھٹک جاؤ اور اگر حضرت موسیٰ زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو میری اتباع کرتے۔

اس حدیث پر غور کریں کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے تورات پڑھنے سے ناراض تو رسول خدا ﷺ ہوئے تھے لیکن جناب عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں خدا ﷻ اس کے رسول کی ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں۔

معلوم ہوا جس کام سے رسولِ خدا ﷺ ناراض ہو جائیں تو رسولِ خدا

ﷺ سے پہلے خدا ناراض ہو جاتا ہے نتیجہ یہ نکلا کہ رسولِ خدا ﷺ کی ناراضگی خدا کی ناراضگی ہے۔

اب غور کریں کہ داڑھی منڈوانے سے رسولِ خدا ﷺ ناراض ہوتے ہیں تو خدا بھی یقیناً ناراض ہوتا ہے لہٰذا داڑھی نہیں منڈوانی چاہیے تا کہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی سے محفوظ رہیں۔

دونوں عالم میں تمہیں مقصود گر آرام ہے
ان کا دامن لو جن کا محمد ﷺ نام ہے

اگر جنت میں جانے کا ارادہ ہو تمامی کا
گلے میں پہن لو کرتہ محمد ﷺ کی غلامی کا

(۴) کیا لے کر آیا:

یہ بات وانزلنا الیکم نورا مبینا نے بیان کر دی یہ عبارت قد جاء کم معطوف ہے اور ''وٗ'' عاطفہ ہے اگر عطف تفسیری مراد لیا جائے تو نور سے مراد بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اس کی تفسیر یہ آیت ہے۔ قد جائکم من اللہ نور ایک اور جگہ فرمایا سراجا منیرا اور منیر نور دینے والے کو کہتے ہیں چنانچہ:

(ا) حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر حضور ﷺ کے دربار سے رات کو نکلے اور دونوں کے ہاتھ میں لاٹھیاں تھیں ان دونوں میں سے ایک کی لاٹھی روشن ہو گئی اور وہ دونوں اس لاٹھی کی روشنی میں چلنے لگے جب دونوں کا اپنا اپنا راستہ الگ الگ ہو گیا تو دوسرے کی لاٹھی بھی پہلے کی لاٹھی سے روشن ہو گئی۔

(ص 544 مشکوٰۃ)

(ب) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نے سجدہ

کیا تو حضرت حسن اور حسین آپ کی پشت مبارک پر چڑھ گئے تو جب آپ ﷺ نے سر مبارک اٹھایا ان دونوں کو اٹھایا اور آرام سے رکھ دیا پھر جب دوبارہ سجدہ کیا تو پھر وہ اوپر چڑھ گئے پھر جب آپ ﷺ نے نماز پڑھ لی تو ایک کو یہاں اور ایک کو وہاں بٹھا دیا میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا میں ان دونوں کو ان کی والدہ کے پاس نہ لے جاؤں تو اچانک ایک عظیم الشان نور چمکا فرمایا ان دونوں کو ان کی والدہ کے پاس لے جاؤ گھر میں داخل ہونے تک وہ روشنی بدستور موجود رہی۔ (ج 6 ص 152 البدایہ والنہایہ)

(ج) حضرت عمرو الاسلمی روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ تاریک رات میں ہم رسول خدا ﷺ کے ساتھ تھے ہم رات کی تاریکی کی وجہ سے منتشر ہو گئے رسولِ خدا ﷺ نے میری انگلی کو روشن کر دیا سب اس روشنی پر جمع ہو گئے اور ان میں سے کوئی بھی ہلاک نہ ہوا اور میری انگلیاں ویسے ہی روشن رہیں۔ (ج 6 ص 152 البدایہ والنہایہ)

(د) حضرت طفیل بن عمرو دوسی رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی قبیلہ دوس پر زنا غالب آ گیا ہے آپ خدا تعالیٰ سے ان کے لئے دعا فرمایئے رسول خدا ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ قبیلہ دوس کو ہدایت دے پھر طفیل نے عرض کی حضور ﷺ ان کی طرف مجھے ہی بھیجئے اور مجھے کوئی نشانی بھی عطا فرمایئے جس علامت کے سبب ان کو ہدایت ہو جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ اس کے لئے روشنی کر دے تو طفیل کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور چمک اٹھا پھر انہوں نے کہا اے رب مجھے خوف ہے کہ کہیں مجھ کو مثلہ نہ کہیں تو اس کا نور اس کے کوڑے میں آ گیا جو اندھیری رات میں چمکتا تھا اسی لئے ان کو ذالنور

کہا جاتا ہے۔ (ج 3 ص 280 الاصابہ + ج 1 ص 211 الاستیعاب)

(ن) حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت قتادہ بن نعمان ایک تاریک رات میں جب بارش ہو رہی تھی۔ رسول خدا ﷺ کی خدمت میں بیٹھے رہے جب جانے لگے تو حضور ﷺ نے ان کو کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی اور فرمایا اس کو لے جاؤ یہ تمہارے لئے دس ہاتھ آگے اور دس ہاتھ تمہارے پیچھے روشنی کرے گی جب تم اپنے گھر میں داخل ہو گے تو تم ایک سیاہی دیکھو گے اس کو مار کر نکال دینا وہ شیطان ہے حضرت قتادہ جب وہاں سے چلے تو وہ شاخ ان کے لئے روشن ہو گئی۔ یہاں تک کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو گئے اور اندر جاتے ہی انہوں نے اس سیاہی کو پا لیا اور اتنا مارا کہ وہ نکل گئی۔ (ج 2 ص 40 مجمع الزوائد)

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

دوسرا قول: وانزلنا الیکم نوراً مبینا کے بارے میں یہ ہے کہ یہاں نور مبین سے مراد قرآن ہے ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا.

پس ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر اور اس نور پر جو ہم نے نازل کیا یعنی قرآن۔ ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.

ترجمہ: پس وہ لوگ اس (نبی) پر ایمان لائے اور اس کی تعظیم اور اس کی مدد کی اور اس نور (قرآن) کی اتباع کی وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

قرآن کا پڑھنا کار ثواب اور باعث نجات ہے اس کے قاری کو خدا قیامت

کے دن قابل رشک عزت و وقار عطا فرمائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن پڑھ کر عمل کرنے والا مومن دنیا برزخ اور قیامت کے دن عزت کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

چنانچہ اس سلسلے کی چند احادیث پیش کی جاتی ہیں جن سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ قاری قرآن کو خدا کی طرف سے کیا کیا انعام ملتے ہیں اور اسے کتنے فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں کن کن بلندیوں پر فائز کیا جائے گا اور کن خوش نصیب ہستیوں کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔

حافظ قرآن

حدیث نمبر 1. نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔

من علم ابنه القرآن نظرا غفر الله له ماتقدم من ذنبه وماتا خرو من علمه اياه ظاهرا بعثه الله يوم القيامه على صورة القمر ليلة البدر.

ترجمہ: جس نے اپنے بیٹے کو ناظرہ قرآن پڑھایا خدا نے اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے اور جس نے قرآن حفظ کرایا قیامت کے دن وہ اس حال میں اُٹھے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔

(ج2 ص557 طبرانی اوسط)

حدیث نمبر 2. ان حملة القرآن فى ظل الله يوم لاظل الا ظله مع انبيائه واصفيائه.

ترجمہ: بے شک قرآن کے حافظ قیامت کے دن خدا کے سایہ میں ہونگے اور اس دن خدا کے سایہ کے علاوہ کسی اور کا سایہ نہ ہوگا اور اسے نبیوں اور ولیوں کی ہمراہی نصیب ہوگی۔

حدیث نمبر 3. من قرء القرآن فاستظهره فاحل حلاله وحرم حرامه ادخله الله به الجنة وشفعه فى عشرة من اهل بيته كلهم قدو جبت له النار۔ (ابوداؤد)

ترجمہ: جس نے قرآن پڑھا پھر یاد کیا اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا۔ اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور اس کے اہل خانہ کے ایسے دس آدمیوں کے حق میں اس کی شفاعت قبول فرمائے گا جن پر دوزخ واجب ہو چکی ہوگی۔

فضائل قرآن

حدیث نمبر 1. القرآن افضل من کل شئی فمن و قرالقرآن فقد وقر اللہ۔ (ج 1 ص 26 تفسیر قرطبی)

ترجمہ: قرآن ہر چیز سے افضل ہے جس نے قرآن کی عزت کی اس نے اللہ کی عزت کی۔

حدیث نمبر 2. علیک بتلاوۃ القرآن فانہ نورلک فی الارض وذخرلک فی السماء۔

ترجمہ: قرآن کی تلاوت لازم کر لے یہ زمین میں تیرے لئے نور اور آسمان میں تیرے لئے ذخیرہ ہے۔ (ج 2 ص 349 الترغیب)

حدیث نمبر 3. من شغلہ القرآن عن مسئلتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین۔ (ج 1 ص 4 قرطبی)

ترجمہ: قرآن نے جس کو مجھ سے مانگنے سے روکے رکھا میں اسے مانگنے والوں سے زیادہ دیتا ہوں۔

حدیث نمبر 4. من قرء القرآن و عمل بہ البسی والداہ تاجا یوم القیامہ ضوءہ احسن من ضوء الشمس۔

ترجمہ: جس نے قرآن پڑھ کر اس پر عمل کیا قیامت کے دن اس کے والدین کے سروں پر ایسا تاج سجایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بہتر ہوگی۔

حدیث نمبر 5. ما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ یتلون کتاب اللہ

ویتدارسون فیما بینھم الانزلت علیھم السکینۃ وغشیتھم الرحمۃ وحفتھم الملائکۃ وذکرھم اللہ فمن عندہ۔

ترجمہ: اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر لوگ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو قرآن کا درس دیتے ہیں تو ان پر سکینہ نازل ہوتا ہے رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے ملائکہ ان کو گھیر لیتے ہیں اور خدا ان کا ذکر ملائکہ میں کرتا ہے۔

حدیث نمبر 6۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اے علی قرآن پڑھتے پڑھاتے رہو یہاں تک کہ تمہیں موت آجائے پھر فرشتے تمہاری قبر کی اس طرح زیارت کریں گے جس طرح لوگ کعبہ کی زیارت کرتے ہیں۔ (کنز العمال)

حدیث نمبر 7۔ جو قرآن کا ایک حرف سنے اس کو دس نیکیاں دس گناہ معاف دس درجات بلند ہوتے ہیں۔

جو نماز میں بیٹھ کر قرآن پڑھے ہر حرف کے بدلے پچاس نیکیاں، پچاس گناہ معاف، پچاس درجے بلند ہوتے ہیں۔ جو نماز میں کھڑے ہو کر قرآن پڑھے ہر حرف کے بدلے سو نیکیاں سو گناہ معاف سو درجات بلند ہو جاتے ہیں۔

(کنز العمال)

حدیث نمبر 8۔ اقروا القرآن فانہ یاتی یوم القیامۃ شفیعا لاصحابہ۔

ترجمہ: قرآن پڑھو قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرے گا۔

(کنز العمال)

حدیث نمبر 9۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا قرآن پڑھو وہ بہترین شفیع ہے قرآن قیامت کے دن کہے گا یا اللہ اس قاری کو کرامت کا زیور پہنا اسے زیور پہنایا جائے گا پھر کہے گا یا اللہ اسے کرامت کا لباس پہنا وہ بھی پہنا دیا جائے گا پھر کہے گا یا اللہ اسے کرامت کا تاج پہنا اسے وہ بھی پہنا دیا جائے گا پھر کہے گا یا اللہ اس

سے راضی ہو جا اس لئے کہ تیری رضا کے بعد اس کو کوئی نقصان نہیں۔

(ج2ص291دارمی)

حدیث نمبر 10. من قرء الف آية في سبيل الله تبارك وتعالیٰ كتب يوم القيامه مع النبيين والصديقين والشهداء والصالحين۔

(ج3ص437مسند امام احمد)

ترجمہ: جس نے اللہ کے راستے میں ایک ہزار آیات پڑھیں قیامت کے دن خدا اسے نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور ولیوں میں لکھ دے گا۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بندہ مومن کی عزت و وقار قرآن کے ساتھ وابستہ رہنے میں ہے لیکن مقام افسوس ہے کہ آج کل مسلمانوں کی اکثریت قرآن سے منہ موڑ کر ذلت وخواری کا شکار ہو رہی ہے۔

درس قرآں نہ اگر ہم نے بھلایا ہوتا
یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا

لائی پر ڈاک تیرے واسطے لندن سے کتاب
گھر سے ہمسائے کے قرآن بھی منگایا ہوتا

(۴) کس حیثیت سے آیا:

یہ بات برہان نے بیان کر دی کہ آنے والا برہان بن کر تشریف لایا برہان کے معنی ہیں معجزہ خداتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فَذَانِكَ بُرْهَانَانِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهٖ.

اے موسیٰ یہ دو معجزات (ہاتھ کا روشن ہونا اور عصا کا سانپ بن جانا) تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف ہیں۔

پہلے انبیاء کرام کو خدا تعالیٰ نے معجزات عطا فرمائے لیکن ہمارے نبی کریم ﷺ کو خدا نے سراپا معجزہ بنا کر بھیجا۔

دیئے معجزے انبیاء کو خدا نے
ہمارا نبی معجزہ بن کے آیا

اس کی تشریح ملاحظہ ہو۔

بال مبارک

ہمارے کھانے پینے کی چیز میں اگر کسی کا بال شامل ہو جائے تو ہم کراہت کرتے ہیں لیکن نبی کریم ﷺ کے بال مبارک کی یہ شان ہے کہ:

''حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری بیوی کی یہ عادت تھی کہ جب کسی کو نظر لگ جاتی یا کوئی بیمار ہوتا تو وہ برتن میں پانی ڈال کر حضرت ام سلمہ کے پاس بھیج دیا کرتی کیونکہ ان کے پاس حضور ﷺ کا بال مبارک تھا جو چاندی کی تلی میں رکھا ہوا تھا تو وہ اس کو نکالتیں اور پانی میں ڈال کر ہلا دیتیں اور مریض وہ پانی پی لیتا جس سے اس کو شفا ہو جاتی۔ (ص 391 مشکوٰۃ)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ میرے والد شاہ عبدالرحیم ایک مرتبہ بیمار ہو گئے۔ وہ فرماتے ہیں میرے مرض نے طوالت اختیار کی یہاں تک کہ زندگی کی امید باقی نہ رہی اس کو ایک اونگھ آئی اور حضرت شیخ عبدالعزیز صاحب ظاہر ہوئے اور فرمایا اے فرزند حضرت پیغمبر تشریف لا رہے ہیں تیری بیمار پرسی کے لئے اور شاید اس طرف سے تشریف لائیں اور اسی طرف تیرے پاؤں ہیں اس طرف سے چارپائی کا رُخ بدل لو مجھ میں کلام کرنے کی طاقت نہ تھی میں نے اشارے سے حاضرین کو سمجھا دیا انہوں نے چارپائی کا رُخ بدل دیا اسی وقت رسول کریم ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا اے بیٹے تیرا کیا حال ہے اس کلام کی شیرینی مجھ پر ایسی غالب آئی کہ ایک عجیب سا وجد گریہ زاری اور بے قراری طاری ہو گئی آپ نے مجھے اس طرح اپنی آغوش میں لے لیا

کہ آپ کی داڑھی مبارک میرے سر پر تھی آپ کی قمیص میرے آنسوؤں سے تر ہوگئی اور آہستہ آہستہ اس وجد نے تسکین پائی اس وقت میرے دل میں خیال آیا مدت سے یہ آرزو ہے کہ میرے پاس آپ کے بال ہوں کاش حضور اکرم ﷺ عطا فرمائیں حضور ﷺ میرے قلبی خیال سے آگاہ ہوئے اور داڑھی شریف پر ہاتھ پھیرا اور دو بال مبارک میرے ہاتھ میں دیئے مجھے خیال آیا یہ بال عالم شھادت میں بھی میرے پاس رہیں گے یا نہیں آپ ﷺ پھر میرے دلی ارادے پر مطلع ہوئے اور فرمایا یہ دو بال اس عالم میں بھی باقی رہیں گے بعد ازاں آپ ﷺ نے صحت ملنے اور عمر کے لمبا ہونے کی بشارت دی میں اس وقت بیدار ہوا اور چراغ طلب کر کے بالوں کو دیکھا نظر نہ آئے پھر آپ ﷺ کی طرف توجہ کی آپ ﷺ نے فرمایا وہ دونوں بال میں نے تیرے سرہانے کے نیچے رکھ دیئے ہیں وہاں سے تجھے مل جائیں گے میں بیدار ہوا تو مجھے بال مل گئے۔ پھر ان بالوں کے بارے میں تین باتیں بیان کیں۔

(ا) یہ دونوں بال آپس میں ملے ہوئے ہوتے ہیں جب درود شریف پڑھا جائے تو دونوں الگ الگ سیدھے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

(ب) ایک مرتبہ منکرین نے امتحان کرنا چاہا میں اس بے ادبی سے راضی نہ تھا جب مناظرہ نے طول پکڑا اور وہ عزیز ان بالوں کو دھوپ میں لے گئے تو بادل کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا اور اس نے بالوں پر سایہ کر دیا ان میں سے ایک تائب ہوگیا باقی دو نے کہا یہ اتفاقی بات تھی دوبارہ بالوں کو نکالا گیا پھر بادل نے سایہ کیا ان دو میں سے ایک تائب ہوگیا تیسرے نے کہا یہ اتفاقی واقعہ ہے بالوں کو پھر نکالا گیا پھر بادل نے سایہ کیا تیسرا بھی مان گیا۔

(ج) ایک مرتبہ بہت سے لوگ زیارت کے لیے جمع ہو گئے میں نے آ کر ہر چند کوشش کی کہ چابی سے تالا کھل جائے لیکن تالا نہ کھلا میں نے اپنے

دل کی طرف توجہ کی پتہ چلا کہ اس مجمع میں ایک جنبی موجود ہے۔ جس کی شامت جنابت کی وجہ سے تالا نہ کھلتا تھا میں نے سب کو طہارت کا حکم دیا اس پر وہ جنبی چلا گیا تو قفل آسانی سے کھل گیا اور تمام حاضرین نے زیارت کی۔ (ص 41 انفاس العارفین)

درود شریف پڑھنے سے بالوں کا سیدھے کھڑا ہو جانا اس بات کی دلیل ہے کہ ان بالوں میں زندگی موجود ہے جس نبی کے بال زندہ ہیں وہ نبی خود کیسے مردہ ہو سکتا ہے نیز نبی کریم ﷺ کا بال عطا فرمانا بھی نبی کے زندہ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ آپ میں زندگی تھی تو تشریف لا کر بال عطا فرمائے۔ نیز آپ کے بالوں پر بادل کا سایہ کرنا آپ کے بالوں کا عظیم الشان معجزہ ہے۔

جس چمن میں یار میرے جا کے زلفاں کھولیاں
لے چلی باد صبا خوشبو کی بھر بھر جھولیاں

چشمان مبارک

ہماری آنکھیں دو نوروں کی مدد سے دیکھتی ہیں ایک داخلی نور اور وہ ہے آنکھ کا نور اور دوسرا ہے خارجی نور آفتاب و مہتاب کا نور چراغ بلب اور ٹیوب کی روشنی رات کی تاریکی میں ہماری آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں لیکن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں اس عیب و نقص سے منزہ و مبراء ہیں آپ کی آنکھیں جس طرح دن کی روشنی میں دیکھتی ہیں اسی طرح رات کی تاریکی میں دیکھ لیتی ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

كان رسول الله ﷺ يرى فى الليل فى الظلمة كمايرى فى النهار فى الضوء۔ (ج 4 ص 83 زرقانی)

ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رات کے اندھیرے میں بھی ایسا ہی دیکھا کرتے تھے جیسے کہ دن کی روشنی میں۔

ہماری آنکھیں تین طرف دیکھتی ہیں زیادہ سامنے اور تھوڑا تھوڑا دائیں بائیں لیکن پیچھے نہیں دیکھ سکتیں لیکن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں پیچھے بھی دیکھ لیا کرتیں چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

قال انی لا نظر الی ماورائی کما انظر الی مابین یدی.

(ج 4 ص 82 زرقانی)

ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اپنے پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسا کہ اپنے آگے سے دیکھتا ہوں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں نے ساری دنیا کو دیکھا خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السموات ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس.

ترجمہ: کیا تو نے نہیں دیکھا کہ سب اللہ کو سجدہ کرتے ہیں جو کچھ زمین وآسمان میں ہے آفتاب و مہتاب اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت سے انسان۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم متذکرہ بالا ساری مخلوق کو دیکھ رہے ہیں اور مجمع الزوائد میں حدیث ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والیٰ ماھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ۔ (مجمع الزوائد)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ ! نے دنیا کو اُٹھا لیا میں نے اس کی طرف اور جو کچھ اس

میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو اس طرح دیکھ لیا جس طرح میں اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔

علم بلاغت کا قاعدہ ہے کہ محل ہو جملہ فعلیہ کا اور لایا جائے جملہ اسمیہ تو مقصود دوام ہوتا ہے اس حدیث میں ان اللہ قد رفع لی الدنیا آنا چاہیے تھا کہ آگے فنظرت الیھا آتا لیکن وہاں آیا فانا انظر الیھا جو کہ جملہ اسمیہ ہے جس سے دوام ثابت ہو گیا۔ اب حدیث کا مطلب یہ ہو گیا کہ میں ہمیشہ ساری دنیا کو دیکھ رہا ہوں لہٰذا دیابنہ کا یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دیوار کے پیچھے نہیں دیکھ سکتے یہ بالکل غلط ہے کیونکہ دنیا ساتویں آسمان سے ساتویں زمین تک کا نام ہے لہٰذا نبی کریم ﷺ ساتویں آسمان سے ساتویں زمین تک کی ہر مخلوق کو ہمیشہ دیکھ رہے ہیں۔

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا۔

اور شاہد کے معنے حاضر و ناظر کے ہیں چنانچہ امام راغب نے لکھا ہے۔

الشھود والشھادۃ الحضور مع المشاھدۃ اما بالبصر او بالبصیرۃ. (ص269 مفردات)

ترجمہ: شہود و شہادت کے معنی ہیں حاضر مع ناظر ہونے کے بصر کے ساتھ یا بصیرت کے ساتھ۔

اب دیکھنا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کس کس پر حاضر و ناظر ہیں تو اسی آیت کے تحت بعض مفسرین نے لکھا ہے۔

انا ارسلناک شاھدا علی من بعثت الیھم۔ (ج7 ص415 ابوالسعود)

آپ ﷺ ہر اس مخلوق پر حاضر و ناظر ہیں جن کی طرف رسول بن کر آئے ہیں اور مسلم شریف کی حدیث ہے۔ ارسلت الی الخلق کافۃ۔ میں ساری مخلوق کا رسول ہوں۔ ثابت ہوا کہ چشمان مبارک ساری کائنات کا مشاہدہ

فرمارہی ہیں۔

بخاری شریف کتاب العلم میں یہ حدیث ہے کہ۔

مامن شئی لم اکن اریتہ الا قدرایتہ فی مقامی ھٰذا حتی الجنۃ والنار

ترجمہ: کوئی چیز ایسی نہیں جو مجھ کو دکھائی نہ گئی ہو مگر میں نے اس کو اس مقام پر دیکھ لیا یہاں تک کہ جنت و دوزخ کو دیکھا۔

جنت ساتویں آسمان کے اوپر اور دوزخ ساتویں زمین کے نیچے ہے نیز جب نکرہ نفی کے تحت واقع ہو تو فائدہ عموم کا دیتا ہے اب حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ چونکہ "ما" نافیہ ہے اور "شئ" نکرہ ہے لہٰذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی آنکھ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

سر عرش پر ہے تری گزر دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئے نہیں وہ جو تجھ پر عیاں نہیں

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۝

ترجمہ: تو ان فرشتوں کو دیکھ رہا ہے جو عرش کے گرد حلقہ باندھ کر اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرش زمین سے عرش کے گرد جمع ہو کر خدا کی حمد و ثنا بیان کرنے والے فرشتوں کو دیکھ رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔

وَكَذٰلِكَ نُرِىْٓ اِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ.

ترجمہ: اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں زمین و آسمانوں کی ساری بادشاہی۔

اس آیت کے تحت تفسیر خازن میں ہے کہ:

اقیم علی صخرۃ و کشف لہ عن السموات حتیٰ رأی العرش والکرسی ومافی السموات و کشف لہ عن الارض حتی نظر الی اسفل الارضین ورای مافیھا من العجائب.

ترجمہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک صخرہ پر کھڑا کیا گیا اور ان کے لئے آسمان کھولدیئے گئے یہاں تک کہ انہوں نے عرش وکرسی اور جو کچھ آسمانوں میں ہے دیکھ لیا اور آپ کے لئے زمین کھولی گئی یہاں تک کہ انہوں نے زمینوں کے نیچے زمین اور ان عجائبات کو دیکھ لیا جو زمینوں میں ہے۔

مقام غور ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرش پر کھڑے ہیں دیکھ رہے ہیں عرش کو اور حبیب خدا ﷺ معراج کی رات عرش پر کھڑے ہیں ان کی نگاہ کہاں تک پہنچی ہوگی۔

محترم یوں تو سارے نبی ہیں پر کسی کا یہ رتبہ نہیں ہے
تاجدار حرم کے علاوہ عرش پر کوئی پہنچا نہیں ہے

علماء نے لکھا ہے کہ اس دنیا میں ہم اللہ تعالیٰ کو اس لئے نہیں دیکھ سکتے کہ ہماری آنکھیں فانی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات باقی اور فانی آنکھ سے باقی ذات کو نہیں دیکھا جا سکتا لیکن خدا کے فضل سے جنت میں ہم خدا کا دیدار کر سکیں گے کیونکہ وہاں ہماری آنکھیں باقی ہونگی اور باقی آنکھ سے باقی ذات کو دیکھا جا سکتا ہے اور نبی کریم ﷺ نے انہیں دنیا کی آنکھوں سے خدا کا دیدار کیا معلوم ہوا اللہ تعالیٰ مومنوں کو جو آنکھیں جنت میں عطا فرمائے گا وہ آنکھیں خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب کو دنیا میں عطا فرما دیں۔

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں: ان محمد رای ربہ مرتین مرۃ ببصرہ و مرۃ بفوادہ۔

حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دو مرتبہ خدا کو دیکھا ایک مرتبہ سر کی آنکھ سے ایک مرتبہ دل کی آنکھ سے حق نے فرمایا:

جلوے میرے دیکھ لے میں تجھے دیکھ لوں تو مجھے دیکھ لے
جو تجھے دیکھ لے وہ مجھے دیکھ لے دیکھنے کا مزہ آج کی رات ہے

کان مبارک

ہمارے کانوں میں یہ نقص ہے کہ ہم مناسب فاصلے کی آواز کو سن لیتے ہیں لیکن دور کی آواز کو ہم نہیں سن سکتے لیکن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دور کی آوازوں کو بھی سن لیتے ہیں حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

انی اری مالا ترون واسمع مالا تسمعون.

میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔

لہٰذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دور کا درود شریف بھی سنتے ہیں دلائل ملاحظہ ہوں۔

دلیل اول: سلام کرنے والے کے سلام کا جواب دینا فرض ہے خدا فرماتا ہے۔

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْرُدُّوْهَا.

ترجمہ: اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو۔

ہر نمازی نماز میں جب التحیات پڑھتا ہے تو نبی کریم ﷺ پر سلام پڑھتا ہے۔

السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اور جواب فرض ہونے کی صورت میں حضور ﷺ سلام کا جواب ضرور

دیتے ہیں اور سلام کے جواب سے پہلے سلام کا سننا ضروری ہے اور مسلمان پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں لہٰذا جب وہ نماز پڑھتے ہیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجتے ہیں اور ان کا سلام سنتے ہیں خواہ وہ دنیا کے کسی ملک میں ہوں اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دور کا درود وسلام سنتے ہیں۔

دلیل دوم: رسول خدا ﷺ کا ارشاد ہے:

ما من احد یسلم علی الا رداللہ الی روحی حتی ارد علیہ السلام

ترجمہ: نہیں کوئی مجھ پر سلام پڑھنے والا لیکن اللہ میری روح لوٹا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دوں۔

(مسند امام احمد ج 3 ص 499 الترغیب)

اس حدیث میں ''ما'' نافیہ ہے ''احد'' نکرہ اور نکرہ نفی کے تحت آ کر عموم کا فائدہ دیتا ہے یعنی مجھ پر سلام بھیجنے والا کوئی شخص ایسا نہیں جس کے سلام کی طرف میری توجہ مبذول نہ ہوتی ہو خواہ وہ قبر انور کے قریب ہو یا دور ہو میں ہر ایک کے سلام کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور ہر شخص کے سلام کا جواب خود دیتا ہوں۔

یہ حدیث اس امر کی روشن دلیل ہے کہ درود پڑھنے والے ہر فرد کا درود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود سنتے ہیں اور سن کر جواب بھی دیتے ہیں۔

نوٹ:۔ اس حدیث پر عجیب وغریب بحث ہماری کتاب ''کنز العلوم'' میں دیکھو۔

دلیل سوم: حضرت ابوداؤد سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

جمعہ کے دن مجھ پر درود پڑھا کرو اس لئے کہ وہ یوم مشہود ہے اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

لیس من عبد یصلی الا بلغنی صوتہ حیث کان قلنا وبعد وفاتک قال وبعد وفاتی ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد

الانبیاء۔ (جلاء الافہام ص 63)

ترجمہ: کوئی بندہ کسی جگہ سے مجھ پر درود نہیں پڑھتا مگر اس کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے۔ حضرت ابو درداء فرماتے ہیں ہم (صحابہ) نے عرض کی حضور ﷺ آپ کی وفات کے بعد بھی آپ ﷺ نے فرمایا میری وفات کے بعد بھی بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے۔

حافظ ابن قیم نے بغیر کسی تردید اور جرح کے اس حدیث کو نقل کیا ہے جو اس بات کی بین دلیل ہے کہ ان کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے پس اس حدیث سے ثابت ہوا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر ملک ہر شہر اور ہر جگہ سے درود وسلام پڑھنے والے کی آواز کو بلاواسطہ خود سنتے ہیں۔

دیو بندیوں اور غیر مقلدوں اور مودودیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کے پاس جو درود وسلام پڑھا جائے آپ اس کو خود سنتے ہیں لیکن دور والوں کا درود وسلام آپ تک فرشتے پہنچا دیتے ہیں آپ ﷺ خود نہیں سنتے ان کی دلیل یہ ہے کہ حدیث میں ہے۔

من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی نائیا ابلغته.

ترجمہ: جس شخص نے میری قبر کی پاس مجھ پر درود شریف پڑھا میں اسے سنتا ہوں اور جس نے مجھ پر دور سے درود شریف پڑھا وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

معلوم ہوا حضور ﷺ کا سننا اس وقت ہوتا ہے جب قبر انور کے پاس درود پڑھا جائے اور جو درود دور سے پڑھا جائے اسے حضور ﷺ نہیں سنتے وہ فرشتوں کے ذریعے حضور ﷺ کو پہنچایا جاتا ہے۔

لیکن ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضور ﷺ ہر شخص کا درود خود سنتے ہیں درود پڑھنے والا خواہ قبر انور کے قریب ہو یا دور ہو قرب اور دور کا فرق رسول خدا ﷺ کے لئے نہیں بلکہ درود پڑھنے والے کے لئے ہے کیونکہ نزدیک اور دور کی قید عالم

خلق کے لئے ہے عالم امر کے لئے نہیں اس لئے کہ روح زمان و مکان کی قید سے آزاد ہے جب عام ارواح اس قید سے آزاد ہیں تو روح مصطفےٰ اس قید میں کیسے مقید ہوسکتی ہے۔

علاوہ ازیں اس حدیث میں یہ کہاں ہے کہ جو درود فرشتے پہنچاتے ہیں وہ میں خود نہیں سنتا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا۔

من صلی علی عند قبری و کل اللہ بہ ملکا یبلغنی.

(ص 14 جلاء الافہام)

ترجمہ: جو شخص میری قبر کے پاس آ کر مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر کیا ہوا ہے جو اس کا درود مجھے پہنچا دیتا ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قبر انور پر جو درود پڑھا جاتا ہے اسے بھی فرشتہ حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ اب اگر فرشتہ کا حضور ﷺ کی بارگاہ میں درود پیش کرنا حضور ﷺ کے سننے کے منافی ہے تو اس حدیث کا واضح مطلب یہ ہوگا کہ میری قبر انور کے پاس جو درود پڑھا جاتا ہے میں اسے نہیں سنتا ایسی صورت میں یہ حدیث پہلی حدیث کے مخالف ہوگی جس میں صاف موجود ہے۔

من صلی علی عند قبری سمعتہ.

ترجمہ: جو میری قبر کے پاس درود شریف پڑھا جاتا ہے اسے میں سنتا ہوں۔

اس ساری بحث کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے تمام امتیوں کا درود بلا واسطہ خود سنتے ہیں خواہ وہ دنیا کے کسی ملک میں بھی موجود ہوں۔

سنتے ہیں دیکھتے ہیں سمیع و بصیر ہیں
منکر کو ہے وعید عذاب شدید کی

اگر فرشتوں کے درود پہنچانے سے یہ مطلب نکالا جائے کہ حضور ﷺ کو

درود کا علم نہیں ہوتا تو یہ محض غلط ہے۔ اس لئے کہ کراماً کاتبین بندوں کے اعمال اللہ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں حالانکہ خدا سب کے اعمال کو جانتا ہے جس طرح خدا کی بارگاہ میں فرشتوں کا بندوں کے اعمال پیش کرنا اس کی لاعلمی کی دلیل نہیں اسی طرح نبی کی بارگاہ میں فرشتوں کا درود پیش کرنا آپ کی لاعلمی کی دلیل نہیں۔

لعاب دہن

ہمارے تھوک سے لوگ نفرت کرتے ہیں لوگوں کا خیال ہے کہ اس سے تپ دق کی بیماری پھیلتی ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا لعاب دہن کئی بیماریوں کا علاج ہے چنانچہ جنگ بدر میں ابوجہل نے حضرت معوذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ کاٹ ڈالا تو:

فجاء یحمل یدہ فبصق علیھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم والصقھا فلصقت.

ترجمہ: وہ اپنا ہاتھ اُٹھائے حاضر ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس پر تھوک دیا اور اس کو ملا دیا وہ اسی وقت جڑ گیا۔

آج کل مائیکرو سرجری کا زمانہ ہے امریکہ اور یورپی ممالک میں یہ علاج ایجاد ہو چکا ہے مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں تو اس کا تصور بھی نہ تھا مائیکرو سرجری سے جسم سے الگ ہونے والا عضو دوبارہ جسم کا حصہ بن جاتا ہے لیکن حضور ﷺ کے لعاب دہن سے ہاتھ دوبارہ جسم کا حصہ بن گیا یہ حضور ﷺ کا معجزہ ہے جس پر اہل اسلام کا ایمان ہے۔

فلسفی کو اپنی عقل نارسا پر ناز ہے
مرد مومن کو خدا و مصطفیٰ پر ناز ہے

حضرت جابر نے غزوہ خندق کے دن کچھ تھوڑا سا کھانا پکانے کا انتظام کیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول

اللہ ﷺ تھوڑا سا کھانا ہے آپ ﷺ چند صحابہ کے ساتھ تشریف لائیں فرمایا جاؤ اپنی بیوی سے کہہ دو کہ جب تک میں نہ آؤں ہنڈیا چولھے سے نہ اتارنا اور نہ روٹیاں پکانا اور بلند آواز سے پکار کر فرمایا اے اھل خندق جابر نے ہماری دعوت کی ہے سب چلو حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں یہ سن کر گھر گیا اور بیوی سے کہا اے نیک بخت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام صحابہ کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں اس نے کہا کیا تم نے بتا دیا تھا کہ کھانا تھوڑا سا ہے فرمایا ہاں میں نے سب کچھ بتا دیا تھا بیوی نے کہا تو فکر کی بات نہیں کیونکہ:

ہمارے مصطفےٰ کے سر پہ تو اللہ کا سایہ ہے
وہی ان کو کھلائے گا جو ان کو ساتھ لایا ہے

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے تو میں گندھا ہوا آٹا آپ ﷺ کے پاس لایا آپ ﷺ نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور دعائے برکت فرمائی پھر ہنڈیا کی طرف بڑھے اور اس میں بھی اپنا لعاب دہن مبارک ڈالا اور برکت کی دعا کی جب کھانا تیار ہوا تو تقسیم شروع فرمائی حضرت جابر رضی اللہ عنہ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ ایک ہزار صحابہ تھے سب نے سیر ہو کر کھایا مگر پھر بھی کھانا اسی طرح باقی رہا گویا کسی نے کھایا ہی نہیں۔

(ج 1 ص 227 خصائص الکبریٰ)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے جب لوگ سخت پیاسے ہوئے تو انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں پیاس کی شکایت کی حضور ﷺ نے حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک اور شخص کو بلا کر فرمایا تم دونوں فلاں مقام پر جاؤ وہاں تمہیں ایک عورت اونٹ پر پانی کے دو مشکیزے لادے ہوئے اونٹ پر سوار ملے گی اس کو میرے پاس لے آنا وہ دونوں حضرات گئے اور انہوں

نے اسے پالیا اور پوچھا کہ یہ پانی کہاں سے لائی ہے اس نے کہا میں کل فلاں وقت فلاں مقام سے چلی تھی کہا تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بلاتے ہیں اس نے کہا کون رسول وہی جنہوں نے نیا دین نکالا ہے۔ انہوں نے کہا وہ اللہ کے سچے رسول ہیں اور حق لے کر آئے ہیں اور اس کو ساتھ لے کر آ گئے۔ حضور علیہ السلام نے ایک برتن منگوایا اور ان مشکیزوں سے پانی لے کر اس میں کلی کی اور اس کو ان مشکیزوں میں ڈال دیا اور لوگوں میں اعلان کر دیا آؤ خود بھی پیو اور اپنے جانوروں کو بھی پلاؤ چنانچہ سب لشکر نے پانی پیا وہ عورت کھڑی یہ سارا منظر دیکھتی رہی۔

حضرت عمران فرماتے ہیں جب ان مشکیزوں کا منہ باندھ دیا گیا تو خدا کی قسم یوں معلوم ہوتا تھا کہ پہلے سے زیادہ بھرے ہوئے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اس عورت کو کچھ جمع کر دو چنانچہ کھجوریں آٹا ستو بہت کچھ جمع کر دیا گیا پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا اے عورت تو جانتی ہے کہ واللہ ہم نے تیرے پانی سے کچھ خرچ نہیں کیا بلکہ ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے پلایا ہے۔ پھر جب وہ عورت اپنے قبیلے میں پہنچی تو اس نے ان سب کو جمع کیا ان لوگوں نے پوچھا تجھے کس نے روک لیا تھا بولی عجیب واقعہ پیش آیا کہ مجھ کو دو شخص اس کے پاس لے گئے جس نے نیا دین نکالا ہے اور وہ سارے واقعات بیان کئے جو وہاں گزرے تھے پھر کہا یا تو زمین و آسمان کے درمیان اس سے بڑھ کر کوئی جادوگر نہیں یا پھر وہ واقعی اللہ کے رسول ہیں۔

اس واقعہ کے بعد مسلمان مجاہدین اس قبیلے کے اطراف و جوانب میں تاخت و تاراج کرتے لیکن اس قبیلے سے چھیڑ چھاڑ نہ کرتے ایک روز اس عورت نے کہا کہ میں دیکھتی ہوں کہ مسلمان جان بوجھ کر تمہیں چھوڑ دیتے ہیں کیا تم مسلمان ہونا مناسب سمجھتے ہو لوگوں نے اس کی اطاعت کی اور وہ سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔ (ج 18 ص 132 طبرانی کبیر + ج 4 ص 434 مسند امام احمد)

کندھا مبارک

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ:
مشرکین مکہ نے تین سو ساٹھ بُت کعبہ کے گردو نواح میں رکھے ہوئے تھے اور ان کی پوجا ہوتی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں ایک چھڑی تھی اس سے بتوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلَ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا.

حق آ گیا اور باطل مٹ گیا اور باطل مٹنے ہی والی چیز تھا۔
اس پر بت زمین پر گدی کے بل گرنے لگے۔

تیرے آنے سے اصنام حرم ٹوٹ گئے
تیرا وہ زور کہ شہ زوروں کے دم ٹوٹ گئے

تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا
ہو گئیں زندگیاں ختم قلم ٹوٹ گئے

بعض روایات میں یوں آیا ہے کہ ایک بڑا بت بڑی مضبوطی کے ساتھ کعبہ کی چھت پر نصب تھا اس کے علاوہ اور بت بھی تھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے گزارش کی یارسول اللہ ﷺ میرے کندھے پر چڑھ جائیں اور بتوں کو نیچے گرا دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے علی (رضی اللہ عنہ) تو نبوت کا بوجھ اٹھا نہیں سکتا تم میرے کندھے پر پاؤں رکھو اور یہ کام تم سر انجام دو چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے پاؤں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں پر رکھ دیئے اور حضور ﷺ کھڑے ہوئے پھر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا اے علی (رضی اللہ عنہ) تیرا کیا حال ہے؟ عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ تمام حجابات

اُٹھ گئے ہیں اور گویا میرا سر عرش کے پائے سے ٹکرا رہا ہے اور میں جس چیز کو چاہوں پکڑ سکتا ہوں فرمایا اے علی (رضی اللہ عنہ) تجھے مبارک ہو کہ نیک کام کر رہے ہو اور زہے نصیب میرے کہ میں نے حق کا بوجھ اُٹھایا ہوا ہے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کیے تو نبی علیہ السلام کے کندھے سے زمین پر چھلانگ لگا دی اور مسکرانے لگے حضور علیہ السلام نے مسکرانے کا سبب دریافت فرمایا عرض کی میں نے اتنی بلندی سے چھلانگ لگائی ہے مجھے کوئی چوٹ وغیرہ نہیں لگی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اے علی (رضی اللہ عنہ) تجھے اُٹھانے والا نبی ہے اور نیچے اتارنے والا جبرئیل امین ہے تو پھر تجھے کوئی تکلیف کیسے ہو سکتی ہے۔

(ج 2 ص 385 مدارج النبوت)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پست قد تھے لیکن جب حضور علیہ السلام کے کندھوں پر سوار ہوئے تو خدا تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کا قد اتنا لمبا کر دیا کہ سر اقدس عرش سے ٹکرانے لگا یہ نبی کریم علیہ السلام کے کندھے کا معجزہ تھا۔

دست مبارک

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ کے معجزات تو بے شمار ہیں چند معجزات بطور نمونہ از خروارے پیش کیے جاتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضر موت کے باشندے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے جن میں اشعث بن قیس بھی تھا۔ انہوں نے آپ علیہ السلام سے کہا ایک بات ہم نے اپنے دلوں میں چھپائی ہے بتائیے وہ کیا ہے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا سبحان اللہ یہ تو کاہنوں کا کام ہے انہوں نے کہا۔

کیف نعلم انک رسول اللہ فاخذ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کفا من حصیٖ فقال ھذا یشھد انی رسول اللہ فسبح

الحصیٰ فی یدہ قالوا نشھد انک رسول اللہ ﷺ.

(ص 191 دلائل ابونعیم)

ترجمہ: ہمیں کیسے پتہ چلے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے ایک مٹھی کنکریاں لے کر فرمایا یہ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں آپ کے ہاتھ مبارک میں ان کنکریوں نے تسبیح پڑھی۔ انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

پڑھا بے زبانوں نے کلمہ تمہارا
ہے سنگ و شجر میں بھی چرچا تمہارا

(۲) رسول خدا ﷺ نے حضرت اسید بن ایاس کے چہرہ اور سینہ پر اپنا ہاتھ پھیرا تو ان کا چہرہ سینہ اس قدر روشن ہو گیا کہ۔

فکان اسید یدخل البیت المظلم فیضیء۔ (ج 2 ص 85 خصائص)

اگر تاریک مکان میں داخل ہوتے تو وہ روشن ہو جاتا۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے۔

(۳) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یمن میں گورنر بنا کر بھیجنا چاہا میں نے عرض کی حضور ﷺ میں تو ناتجربہ کار ہوں مقدمات وغیرہ کے فیصلے کیسے کروں گا پس:

فضرب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیدہ فی صدری وقال اللھم اھد قلبہ وثبت لسانہ.

ترجمہ: رسول خدا ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مارا اور دعا کی اے اللہ اس کے دل کو ہدایت پر قائم رکھ اور اس کی زبان کو حق پر ثابت رکھ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم اس وقت سے تادم حیات

فریقین کے مقدمات کے فیصلے کرنے میں ایک ذرہ کے برابر بھی مجھے غلطی کا شبہ نہیں ہوا۔ (ج 1 ص 73 خصائص کبریٰ)

چنانچہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس یہ مقدمہ پیش ہوا کہ تین آدمیوں نے مل کر اونٹوں کا کاروبار شروع کیا جب اونٹوں کی تعداد سترہ تک پہنچی تو ان تینوں میں اختلاف ہو گیا اور طے یہ پایا کہ یہ مال آپس میں تقسیم کر لیں اس مال میں ایک آدمی کا کل مال کا آدھا حصہ تھا دوسرے کا کل مال کا تیسرا حصہ تھا تیسرے کا کل مال کا نواں حصہ تھا یہ تقسیم سے عاجز آ گئے ان کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ سترہ اونٹوں کو کیسے تقسیم کریں آخرکار یہ اپنا مقدمہ لے کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر ہوئے آپ نے ان سے فرمایا اگر آپ تینوں اجازت دیں تو ایک اونٹ ان سترہ میں بیت المال کا شامل کر دیا جائے تا کہ تقسیم کرنا آسان ہو جائے وہ مان گئے اور ایک اونٹ ان سترہ اونٹوں میں بیت المال کا شامل کر دیا گیا اب یہ کل اٹھارہ اونٹ ہو گئے۔ اب اس کل کا آدھا نو اونٹ بن گئے جس کا حصہ کل مال کا آدھا تھا اس کو آپ نے نو اونٹ دے دیئے۔ اب اس کل کا تیسرا حصہ چھ اونٹ نکالے اور اس کے سپرد کیے جس کا حصہ کل مال کا تیسرا حصہ تھا پھر آپ نے کل مال کا نواں حصہ دو اونٹ نکالے اور اس کو دے دیا جس کا حصہ کل مال کا نواں تھا یہ کل 9+6+2=17 اونٹ ہو گئے اور ایک اونٹ بچ گیا فرمایا یہ اونٹ بیت المال کا تھا اسے واپس بیت المال میں شامل کر دو۔ یہ تھا فیصلہ اس عظیم ہستی کا جن کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

انا مدینۃ العلم وعلی بابھا.

میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

(۴) حضرت حنظلہ بن حذیم کے سر پر اپنا دست مبارک پھیر کر فرمایا تجھ میں برکت دی گئی۔ حضرت ذیال فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ان کی کیفیت یہ ہو گئی کہ

کسی بکری کے تھنوں یا اونٹ یا انسان کے کسی جگہ ورم ہو جاتا تو اس کو حضرت حنظلہ کے پاس لے آتے اور وہ اپنے ہاتھ پر اپنا لعاب دہن ڈال کر اپنے سر پر ملتے اور فرماتے۔ بسم اللہ علی اثر ید رسول اللہ ﷺ۔ اور پھر وہ ورم کی جگہ پر مل دیتے تو فوراً ورم اتر جاتا تھا۔ (ج 2 ص 83 خصائص کبریٰ)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک کی برکت کا اثر حضرت حنظلہ کے سر پر آیا پھر وہ برکت منتقل ہو کر حضرت حنظلہ کے ہاتھ میں آتی پھر وہاں سے منتقل ہو کر بیماری والی جگہ پر جاتی اور بیماری دور ہو جاتی۔ یہ بات صرف اس کی سمجھ میں آئے گی جس کا نبی کے معجزہ پر ایمان ہے:

آزمودم عقل دور اندیش را
بعد ازیں دیوانہ سازم خویش را

(۵) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ میں نے آپ کی ایک بات دیکھی ہے جو آپ کی نبوت پر دلالت کرتی ہے اور میرے مسلمان ہونے میں اس کو بڑا دخل حاصل ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو گہوارے میں دیکھا کہ آپ ﷺ چاند سے ہمکلام ہو رہے تھے جس طرف آپ ﷺ انگلی سے اشارہ کرتے تھے چاند اسی طرف ہو جاتا تھا فرمایا میں اس سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھے رونے سے بہلاتا تھا میں اس کے گرنے کی آواز سنتا تھا جبکہ وہ عرش الٰہی کے نیچے سجدے میں گرتا تھا۔ (ص 53 خصائص کبریٰ)

کھیلتے تھے چاند سے بچپن میں آقا اس لئے
یہ سراپا نور تھے وہ تھا کھلونا نور کا

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

قد مبارک

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قد مبارک بایں طور معجزہ تھا کہ آپ ﷺ کے قامت زیبا کا سایہ نہ تھا کیونکہ خدا تعالیٰ آپ ﷺ کے بشری وجود کو ایسا لطیف و نظیف پاکیزہ اور برگزیدہ بنایا تھا کہ اس میں کسی قسم کی مادی کثافت نہ تھی آپ ﷺ سراپا نور تھے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی۔

اے اللہ میرے لئے دل میں نور کر دے میری قبر میں نور میرے آگے نور میرے پیچھے نور میرے دائیں نور میرے بائیں نور میرے اوپر نور میرے نیچے نور میرے کانوں میں نور میری آنکھوں میں نور میرے بالوں میں نور میری جلد میں نور میرے گوشت میں نور میرے خون میں نور میری ہڈیوں میں نور کر دے۔ اے اللہ میرے لئے بہت زیادہ نور کر دے اور مجھے نور عطا کر دے اور مجھ کو نور کر دے۔ (ترمذی کتاب الدعوات)

اس دعا سے یہ مقصود نہ تھا کہ نور ہونا ابھی حاصل نہ ہوا تھا اور آپ ﷺ اس کا حصول مانگتے تھے بلکہ یہ دعا اس امر کے اظہار کے لئے تھی کہ حضور ﷺ کا تمام بدن نور ہے جیسا کہ حضور ﷺ کا ہدایت پر ہونا قرآن سے ثابت ہے خدا فرماتا ہے۔

اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ.

بلکہ دوسری جگہ فرمایا۔

وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ.

مگر باوجود اس کے آپ ﷺ ہر نماز میں دعا مانگتے ہیں۔ اھدنا الصراط المستقیم. کیا آپ کا یہ دعا کرنا اس لئے تھا کہ آپ ﷺ ہدایت پر

نہ تھے۔ نہیں بلکہ جس طرح اس دعا سے پہلے بھی آپ ﷺ ہدایت پر تھے بلکہ ہادی تھے مگر پھر بھی آپ ﷺ دعا مانگتے تھے۔ اسی طرح آپ اس دعا سے پہلے بھی نور تھے بلکہ منیر تھے۔ خدا فرماتا ہے قد جاء کم من اللہ نور مگر پھر بھی دعا مانگی کہ اے اللہ مجھے نور علیٰ نور کر دے۔

اس حدیث ترمذی سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کے بدن کا ہر ہر عضو نور ہے جب آپ ﷺ کے جسم کا ہر ہر عضو نور ہے اور پھر اس کے دائیں بائیں آگے پیچھے اوپر نیچے اندر باہر نور ہی نور ہے تو پھر سایہ کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر کسی جسم کے آگے پیچھے اوپر نیچے اور اندر باہر روشنی کر دیں تو باوجود اس کے کہ وہ جسم اپنے طول وعرض کے ساتھ موجود ہوگا مگر اس کا سایہ نہ ہوگا۔

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

امام نسفی فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

ان اللہ ما اوقع ظلک علی الارض لئلا یصنع انسان قدمہ علی ذالک الظن. (ص 321 تفسیر مدارک)

بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا سایہ زمین پر نہ ڈالا کہ کوئی شخص اس پر پاؤں نہ رکھ سکے۔

ہیں وہ خورشید رسالت نور کا سایہ کہاں
اس سبب سے سایہ خیر الوریٰ ملتا نہیں

پسینہ مبارک

آپ کے پسینہ مبارک سے کستوری سے بڑھ کر خوشبو آیا کرتی تھی چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نے اپنی لڑکی کی شادی کرنی ہے اور میرے پاس خوشبو نہیں آپ ﷺ کچھ خوشبو عنایت فرمائیں فرمایا کل ایک کھلے منہ کی شیشی لے آنا دوسرے روز وہ ایک شیشی لے کر آیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں بازوؤں سے پسینہ اس شیشی میں ڈال دیا یہاں تک کہ وہ بھر گئی پھر فرمایا اسے لے جاؤ اور اپنی بیٹی سے کہہ دینا کہ اس سے لگا لیا کرے پس جب آپ کے پسینے کو لگاتی تو تمام اہل مدینہ کو اس کی خوشبو پہنچ جاتی اور ان کے گھر کا نام خوشبو والوں کا گھر مشہور ہو گیا۔

(ج 4 ص 224 زرقانی)

لیکن ملا معین کاشفی نے اس واقعہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس لڑکی کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی اس کے بائیں ہاتھ کی پشت سے بھی خوشبو آتی تھی کیوں کہ اس کی ماں حضور ﷺ کے پسینے کو بائیں ہاتھ کی پشت پر بطور خوشبو لگاتی تھی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب کبھی مدینہ کی کسی گلی سے گزر جاتے تو اس گلی میں آپ ﷺ کی خوشبو پھیل جاتی اور لوگ کہتے کہ اس گلی سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ہوا ہے۔

میں مدینے کی گلیوں پہ قرباں جن سے گزرے ہیں شاہِ مدینہ
اس طرح سے مہکتے ہیں رستے عطر جیسے لگائے ہوئے ہیں

قلب اور سینہ مبارک

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

الله نور السموات والارض مثل نوره كمشكوة فيها مصباح المصباح فى زجاجة الزجاجة كانها كوكب درى.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ روشنی عطا فرمانے والا ہے تمام آسمانوں اور زمینوں کو اس کے نور کی مثال یوں ہے جیسے ایک طاق میں ایک بتی اور دیا روشن کر کے رکھا ہوا ہو اور بتی ایک ایسے شیشے میں رکھی ہوئی ہو جو اپنی صفائی اور نظافت کی وجہ سے چمکتے ستارے کی مانند ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

المشکوٰۃ جوف محمد والزجاجۃ قلبہ والمصباح النور الذی جعلہ اللہ فیہ.

ترجمہ: مشکوٰۃ سے مراد حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ مبارک زجاجہ سے مراد آپ کا دل اور مصباح سے مراد وہ نور ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دل میں ودیعت کیا۔

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کیلئے آیا ہے سورہ نور کا

صاحب روح المعانی نے الم نشرح لک صدرک کے تحت لکھا ہے۔

الم نفسح صدرک حتیٰ حوی عالم الغیب والشھادۃ.

ترجمہ: ہم نے آپ ﷺ کے سینہ اقدس کو اس قدر وسیع کر دیا کہ عالم غیب (عرش سے لے کر ساتویں آسمان) اور عالم شہادت (ساتویں آسمان سے لے کر ساتویں زمین تک) کو محیط ہو گیا۔

لہٰذا ساری کائنات عرش سے لے کر دل فرش تک کو آپ ﷺ کے سینے نے اپنے گھیرے میں لے لیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں خدا فرماتا ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ.

اور خدا کی رحمت کے گھیرے اور محیط میں ہر شئے ہے۔ خدا فرماتا ہے۔

رحمتی وسعت کل شئی۔ یعنی میری رحمت ہر شے پر محیط ہے۔
نتیجہ یہ نکلا رحمۃ للعالمین ہر شے کو محیط ہیں لہٰذا زمین و آسمان کی ہر چیز نے مصباح نور نبی سے روشنی لی ہے عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک ساری کائنات آپ ﷺ کے نور سے منور ہے سارے انبیاء چاند سورج آپ ﷺ ہی سے نور کی بھیک وصول کر رہے ہیں۔

انبیاء اجزاء میں تو بالکل ہے جملہ نور کا
اس علاقے سے ہے ان پر نام سچا نور کا
یہ جو مہر ومہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

لا مکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی

نکتہ: شیشہ کے اندر بتی جل رہی ہو تو شیشہ کا سایہ نظر نہیں آتا اسی طرح جسم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بمنزلہ زجاجہ اور صاف اور شفاف شیشے کے ہے اور اس کے اندر مصباح نور نبوت اور عکس جلوۂ ذات موجود ہے اسی لئے نبی کریم ﷺ کے جسم کا سایہ نہ تھا۔

سلام اس پر کہ جس کے جسم اطہر کا نہ سایہ تھا
سلام اس پر کہ جس نے عرش کو جا کر سجایا تھا

حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں اگر عرش اور جو کچھ اس کے احاطے میں ہے یعنی پوری کائنات کا دس کروڑ گنا عارف کے دل کے گوشوں میں سے ایک گوشے میں رکھ دیا جائے تو اس کو اس کا ذرہ بھر وزن محسوس نہ ہو اور اس میں کوئی تنگی محسوس نہ ہو اور تنگی محسوس بھی کیسے ہو سکتی ہے جبکہ حدیث قدسی میں ہے کہ:

لا یسعنی ارض ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی

المومن.

میری گنجائش نہ آسمانوں میں ہے نہ زمین میں لیکن میں اپنے مومن بندے کے دل میں سما سکتا ہوں۔

ارض و سما کہاں تیری وسعت کو پا سکے
میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے

مقام غور ہے جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ایک امتی کو حضور ﷺ کی غلامی اور اتباع کی وجہ سے یہ مقام مل جاتا ہے کہ اس کے دل کی وسعت اتنی ہو جاتی ہے تو پھر سرور کونین کا کیا مقام و مرتبہ ہوگا آپ تو دائرہ نورانیت کے مرکز ہیں اور تجلیات الٰہیہ کے مرکز ہیں تمام اولیاء کرام آپ ﷺ ہی سے مستفیض و مستنیر ہوتے ہیں۔

جب معراج کی رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا شق صدر ہوا تو جبرئیل نے قلب انور کو آب زمزم سے دھویا اور فرمایا۔

قلب سدید فیه عینان تبصران واذنان تسمعان.

(ج 13 ص 410 فتح الباری)

دل کجی سے پاک ہے اس میں دو آنکھیں جو دیکھتی ہیں اور دو کان ہیں جو سنتے ہیں۔

قلب انور کے ان کانوں اور آنکھوں کا سننا اور دیکھنا عالم محسوسات سے وراء الوراء خرق عادت کے طور پر ہے یعنی آنکھیں دور کی چیزوں کو دیکھتی ہیں اور کان دور کی آوازوں کو سنتے ہیں اور جس طرح سر کی آنکھوں کا دیکھنا عارضی نہیں بلکہ دائمی ہے ظاہر کانوں کا سننا عارضی نہیں بلکہ دائمی ہے اسی طرح دل کی آنکھوں اور کانوں کا دیکھنا اور سننا بھی عارضی نہیں بلکہ دائمی ہے۔

جب حضور ﷺ دور کی تمام آوازوں کو سن سکتے ہیں تو دور کے درود کو بھی

سن سکتے ہیں ۔ حدیث قدسی میں ہے میرا ولی جب میرا محبوب بن جاتا ہے۔ کنت سمعه الذی یسمع بی وبصره الذی یبصربی ۔ میں اس کی سمع بن جاتا ہوں وہ مجھ سے سنتا ہے اس کی آنکھ بن جاتا ہوں وہ مجھ سے دیکھتا ہے امام رازی اس کی شرح میں لکھتے ہیں۔

فاذا اصار نور جلال الله سمعا له سمع القریب والبعید واذا صار ذالک النور بصراً له رای القریب والبعید.

جب اللہ کے جلال کا نور بندے کی آنکھ میں آ جاتا ہے تو وہ قریب دور کی چیزوں کو دیکھتا ہے اور وہی نور جب کان میں آ جاتا ہے تو قریب و دور کی آوازوں کو سن لیتا ہے۔

دوسری چیزوں کو دیکھنا اور سننا جب دلیل شرعی سے اولیاء کرام کے لئے ثابت ہے تو نبی کریم علیہ السلام تو ولایت کاملہ کے مرتبہ پر فائز ہیں آپ کے لئے تو بطریق اولیٰ ثابت ہو گیا۔

حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

اہلسنت کا عقیدہ:

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بالخصوص حضور رحمتہ للعالمین حیات حقیقی جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اپنی نورانی قبروں میں اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھاتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں گوناں گوں لذتیں حاصل کرتے ہیں سنتے ہیں دیکھتے ہیں کلام فرماتے ہیں اور سلام کرنے والوں کو جواب دیتے ہیں چلتے پھرتے اور آتے جاتے ہیں جس طرح چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں اپنی امتوں کے اعمال کا مشاہدہ کرتے ہیں اور مستفیضین کو فیوض و برکات پہنچاتے ہیں اس عالم دنیا میں بھی ان کے ظہور کا مشاہدہ ہوتا ہے آنکھ والوں نے ان کے جمال جہاں آراء کو بار بار دیکھا ہے اور ان کے انوار سے مستنیر ہوئے۔

حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مقدسہ قرآن مجید کی متعدد آیات اور احادیث سے ثابت ہے۔

آیات قرآن

آیت نمبر 1. خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ.

ترجمہ: اور نہیں بھیجا ہم نے آپ ﷺ کو مگر رحم کرنے والا تمام جہانوں کیلئے۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ بموجب آیۂ کریمہ تمام عالموں کیلئے رحمت ہیں اور تمام ممکنات پر ان کی قابلیت کے موافق واسطہ فیض الٰہی ہیں اور اول مخلوقات ہیں اور عطائے الٰہی کو اس کی مخلوق میں تقسیم فرمانے والے ہیں۔

تفسیر روح المعانی میں اسی آیت کے تحت مرقوم ہے۔

وکونہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم رحمۃ للجمیع باعتبار انہ علیہ الصلٰوۃ والسلام واسطۃ الفیض الا لھی علی الممکنات علی حسب القوابل ولذا کان نورہ صلی اللہ علیہ وسلم اول المخلوقات ففی الخبر اول ماخلق اللہ تعالٰی نور نبیک یا جابر وجاء اللہ تعالٰی المعطی وانا القاسم۔(روح المعانی پارہ نمبر 17 ص94)

ترجمہ: اور نبی کریم ﷺ تمام جہانوں کے لئے رحمت اس اعتبار سے ہے کہ حضور ﷺ تمام ممکنات پر ان کی قابلیتوں کے مطابق فیض الٰہی کا واسطہ اور اسی لئے حضور ﷺ کا نور اول مخلوقات ہے کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے۔"اول ماخلق اللہ تعالٰی نور نبیک یا جابر" اے جابر اللہ تعالٰی نے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا کیا۔

دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالٰی عطا کرنے والا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔پس"وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین" سے پتہ چلا کہ حضور ﷺ اٹھارہ ہزار عالم کے ہر فرد کو فیض پہنچا رہے ہیں جس طرح جڑ تمام شاخوں کو حیات بخشتی ہے اور درخت سرسبز رہتا ہے اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عالم امکان کا ہر فرد فیوض و برکات اور حیات کا استفادہ کرتا ہے اور آپ ﷺ ہر فرد ممکن کو اس کے حسب حال حیات واقعی عطا فرماتے ہیں۔

نیز علامہ محمود آلوسی بغدادی نے اسی آیۃ کے تحت لکھا ہے۔

"وما ارسلناک فی حال من الاحوال الا حال کونک راحما للعالمین"۔

ترجمہ: نہیں بھیجا ہم نے آپ ﷺ کو مگر اس حال میں کہ آپ ﷺ تمام جہانوں کے لئے"راحم" یعنی رحم فرمانے والے ہیں۔

آیت نمبر2. خدا تعالٰی ارشاد فرماتا ہے۔

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون۔

ترجمہ: ان لوگوں کو مردہ نہ کہو جو اللہ کے راستے میں قتل کئے گئے بلکہ وہ زندہ ہیں اور تمہیں ان کی (زندگی) کا شعور نہیں۔

حضور علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے مرتبہ شہادت سے سرفراز فرمایا اور وہ اس طرح کہ شہادت کی دو اقسام ہیں ایک شہادت جہری جس کے لئے کسی تیز دھار آلہ سے زخم ہونا ضرور ہے اور دوسری شہادت سری ہے جو زہر وغیرہ سے واقع ہوتی ہے۔ حضور علیہ السلام کو خیبر کے مقام پر ایک یہودیہ زینب نامی نے گوشت میں زہر ملا کر آپ علیہ السلام کو کھلا دیا جو آپ علیہ السلام کو گاہے بگاہے اذیت دیتا آخرکار اسی زہر کے اثر سے آپ علیہ السلام کی وفات واقع ہوئی چنانچہ علامہ زرقانی فرماتے ہیں۔

قد ثبت ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم مات شہیدا لا کلہ یوم خیبر من شاۃ مسمومۃ. (ج 8 ص 313 زرقانی)

ترجمہ: اور بے شک یہ بات ثابت ہوگئی کہ ہمارے نبی کریم علیہ السلام نے شہادت کی وفات پائی اس لئے کہ حضور علیہ السلام نے خیبر کے دن زہر ملا بکری کا گوشت تناول فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر میں نو مرتبہ قسم کھا کر یہ بات کہوں کہ رسول خدا علیہ السلام قتل کئے گئے ہیں تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں ایک دفعہ قسم کھا کر یہ کہہ دوں کہ آپ علیہ السلام قتل نہیں کئے گئے۔

(ج 9 ص 132 مسند ابی یعلیٰ)

حضرت عبداللہ بن مسعود وہ عالم صحابی ہیں جن کی کوشش سے کوفہ میں چار ہزار محدثین اور چار سو فقہاء تیار ہوئے ان کا مسلک یہ ہے کہ رسولِ خدا علیہ السلام قتل کئے گئے ہیں اور آپ علیہ السلام من یقتل فی سبیل اللہ کے عموم میں داخل ہیں اس

بنا پر حضور علیہ السلام کا زندہ ہونا نص قطعی سے ثابت ہے اور آپ ﷺ کو مردہ کہنا از روئے قرآن منع ہے۔

خدا تعالیٰ نے قرآن میں منعم علیہم کے چار گروہ بیان فرمائے ہیں خدا فرماتا ہے۔

من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین۔

ترجمہ: جو اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہے اسے ان لوگوں کی معیت حاصل ہو گی جن پر خدا نے انعام کیا اور وہ نبی صدیق شہید اور نیک لوگ ہیں۔

ارشاد فرمایا۔

آیت نمبر 3. وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ۔

ترجمہ: جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل کر دیئے جائیں ان کو مردہ خیال بھی نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اللہ کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں۔

جب تیسرے نمبر والے شہید کو مردہ گمان کرنا بھی منع ہے تو اول گروہ کے سردار حضرت محمد ﷺ کو مردہ کہنا کیسے جائز ہو سکتا ہے آپ ﷺ بھی یقیناً زندہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

''مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا''۔

جو ایک نیکی کرے اسے اس کی مثال دس نیکیاں ملیں گی لہٰذا ایک جان دینے والے کو دس جانیں عطا کیا جانا ثابت ہوا دنیا میں ایک جان کے ساتھ زندہ انسان جب اپنے آپ ﷺ کو زندہ سمجھتا ہے تو جسے ایک جان کے بدلے دس جانیں عطا کی گئی ہیں وہ کیونکہ مردہ ہو سکتا ہے۔ اس بنا پر شہید کو مردہ کہنے کی نہی وارد ہوئی ہے چونکہ تمام انبیاء کرام شہید ہیں لہٰذا مردہ کہنے کی ممانعت انبیاء کرام

کے حق میں پہلے ہوگی اور محض شہداء کے حق میں ان کے بعد۔

شہادت کو مومنوں کے لئے مسنون بنانے والے حضور ﷺ ہیں اور آپ ﷺ ہی نے مومنوں کو شہادت کی طرف بلایا ہے اور خدا تعالیٰ کی توفیق اور اذن سے اس کی ہدایت فرمائی ہے اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد عالی ہے۔

مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ: جس شخص نے کوئی نیک کام جاری کیا تو اسے اس کا اجر ملے گا اور قیامت تک جو شخص بھی اس پر عمل کرے گا جاری کرنے والے کو برابر اجر ملتا رہے گا۔

اس بنا پر قیامت تک جتنے لوگ بھی شہید ہوں گے سب کے برابر حضور ﷺ کو اجر ملے گا اور حیات بھی ایک اجر ہے اور جس طرح یہ اجر شہید کو ملے گا حضور ﷺ کو بھی ملے گا اس قاعدہ کے مطابق قیامت تک جتنے شہید ہوں گے سب کے برابر نبی کریم ﷺ کو حیات ملے گی اور قیامت تک بے شمار شہید ہوں گے لہٰذا حضور ﷺ کو بے شمار جانیں عطا ہوں گے جو آپ ﷺ کے زندہ ہونے کی بین دلیل ہے۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

آیت نمبر **4**۔ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا.

ترجمہ: اور اگر یہ لوگ جب بھی اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور رسول ﷺ بھی ان کے لئے دعائے مغفرت کردے تو وہ ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ:

(۱) خدا تعالیٰ نے حصول مغفرت کے لئے مومنوں کو اپنے حبیب کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا حکم دیا اگر حضور ﷺ کو زندہ نہ مانا جائے تو لازم آئے گا کہ خدا تعالیٰ نے ایک عبث کام کا حکم دیا ہے حالانکہ خدا تعالیٰ اس سے مبرا و منزہ ہے۔

(۲) خدا نے فرمایا رسول بھی ان کے لئے استغفار اور شفاعت فرمائیں اور اس کے لئے سمجھنا اور بولنا ضروری ہے جو حیات پر دلالت کرتا ہے۔

(۳) اذن عام ہے جس سے پتہ چلا کہ حضور ﷺ کے انتقال کے بعد بھی اگر کوئی طلب شفاعت کے لئے آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ اس کی سفارش فرماتے ہیں چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے وصال کے تین روز بعد ایک اعرابی ہمارے پاس آیا اور مزار پُر انوار پر گر پڑا اور قبر کی خاک پاک کو اپنے سر پر ڈالا اور عرض کرنے لگا یا رسول ﷺ جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا آپ ﷺ نے اپنے رب سے جو سیکھا وہ ہم نے آپ ﷺ سے سیکھا اسی میں یہ آیت بھی تھی۔ ولو انهم اذ ظلموا...... الخ میں نے اپنی جان پر بڑے بڑے ستم کئے ہیں اور آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں اے سراپا شفقت و رحمت میری مغفرت کے لئے دعا فرمایئے۔

فنودی من القبر انه قد غفر لک. (تفسیر قرطبی زیر آیت متذکرہ)

مرقد انور سے آواز آئی تجھے بخش دیا گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں علامہ محمود آلوسی بغدادی نے لکھا ہے کہ:

قیل انه علیه السلام یا خذ الاحکام من نبینا صلی الله علیه وسلم شفاها بعد نزوله من قبره الشریف و اید بحدیث ابی لیلیٰ والذی نفسی بیده لینزلن عیسی بن مریم ثم لئن قام علی قبری وقال یا محمد لا جیبنه. (روح المعانی ج 22 ص 33)

ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمانے کے بعد ہمارے نبی کریم ﷺ سے آپ کی قبر شریف سے بالمشافہ احکام شریعت حاصل کریں گے اور اس امر کی تائید ابویعلیٰ کی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ضرور نزول فرمائیں گے پھر انہوں نے اگر میری قبر پر کھڑے ہو کر کہا "یا محمد" تو میں ضرور ان کو جواب دوں گا۔

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نزول فرمائیں گے تو وہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی احادیث پڑھ کر ان کے مطابق زندگی بسر کریں گے۔

واذا اشکل علیہ امر جاء الی قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فیسئلہ عنہ۔

ترجمہ: اور جب ان کو کوئی مشکل پیش آئے گی تو وہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی قبر انور پر آ کر اس مشکل کو حل کرائیں گے۔

اس ساری بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ:

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی کریم ﷺ کے امتی کی حیثیت سے زندگی بسر کریں گے۔

(۲) حضور ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کو یا محمد یا رسول اللہ (ﷺ) کہہ کر پکارنا جائز ہے۔

(۳) حضور ﷺ اپنی قبر انور کے اندر زندہ ہیں اور اسی عقیدے کے تحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کو یا محمد کہہ کر پکاریں گے۔

(۴) ہمارے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ وہ عظیم بارگاہ ہے جہاں نبیوں کی مشکل حل ہوتی ہے۔

آیت نمبر 5۔ وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رُّسُلِنَا اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً یُّعْبَدُوْنَ۔

ترجمہ: آپ ﷺ دریافت فرمائیں ان انبیاء سے جنہیں ہم نے آپ ﷺ سے پہلے مبعوث فرمایا کیا ہم نے اپنی ذات سراپا رحمت کے علاوہ کسی اور کو معبود بنایا جن کی عبادت کی جائے۔

امام فخر الدین رازی نے اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ شب معراج جب نبی کریم ﷺ نے تمام نبیوں کی امامت کرائی تو اختتام نماز پر جبریل نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اپنے سے پہلے انبیاء کرام سے دریافت فرمالیجئے کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے سوا کسی اور کی عبادت کی اجازت دی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس سوال کی حاجت نہیں۔

اگر انبیاء کرام زندہ نہیں اور مرکر مٹی میں مل گئے ہوں تو لازم آئے گا کہ خدا تعالیٰ نے حضور ﷺ کو جو پوچھنے کا حکم دیا ہے وہ عبث ہے حالانکہ خدا کا کوئی حکم عبث نہیں ہوتا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرات انبیاء کرام وفات کے بعد بھی زندہ ہوتے ہیں۔

آیت نمبر 6۔ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْدًا۔

ترجمہ: اور رسول تم پر گواہ ہوگا۔

آیت نمبر 7۔ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا۔

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ ﷺ کو گواہ بنا کو بھیجا۔

ان آیات میں حضور ﷺ کو گواہ کہا گیا اور گواہ کے لئے چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔

(۱) گواہ موقع پر موجود ہو۔

(۲) گواہ کو واقعہ کا علم ہو۔

(۳) گواہ نے واقعہ کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہو۔

(۴) گواہ زندہ ہو۔

ثابت ہوا کہ حضور ﷺ وفات کے بعد زندہ ہیں۔ نیز امام راغب نے المفردات فی غرائب القرآن میں لکھا ہے۔

الشھود والشھادت الحضور مع المشاھدۃ اما بالبصر اوبالبصیرہ.

ترجمہ: شہود اور شہادت کا مطلب یہ ہے کہ انسان موقع پر موجود ہو اور مشاہدہ بھی کرے خواہ ظاہری آنکھوں کی بینائی سے خواہ بصیرت کے نور سے۔

اس معنیٰ کے لحاظ سے ماننا پڑے گا کہ حضور ﷺ زندہ ہوں موجود ہوں اور آپ ﷺ کو امت کے اعمال کی بھی خبر ہو اسی لئے علامہ زرقانی نے لکھا ہے۔

لا فرق بین موتہ وحیاتہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فی مشاھدۃ لامتہ ومعرفتہ باحوالھم وعزائمھم وخواطرھم وذالک جلی عندہ لاخفاء بہ. (ج8 ص305 زرقانی)

ترجمہ: اپنی امت کو مشاہدہ کرنے اس کے حالات وعزائم وخطرات قلبی کو پہچاننے کے لحاظ سے نبی کریم ﷺ کی موت وحیات میں کوئی فرق نہیں اور یہ امر آپ ﷺ پر روشن ترین ہے اس میں کوئی پوشیدگی نہیں۔ یہی علامہ زرقانی ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

لیس من یوم الا وتعرض علی النبی اعمال امتہ غدوۃ وعشیۃ فیعرفھم بسیماھم واعمالھم۔ (ج5 ص237 زرقانی)

ترجمہ: ہر روز صبح وشام نبی کریم ﷺ پر امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں آپ ﷺ اپنے امتیوں کو ان کی علامات اور اعمال سے پہچانتے ہیں۔

آپ ﷺ پر اعمال کا پیش ہونا اور آپ ﷺ کا اپنے امتیوں کو ان کی علامات اور اعمال سے پہچاننا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ وفات کے بعد

زندہ ہیں۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

حیاتی خیر لکم ومماتی خیر لکم۔(فتح الکھم ج1 ص413)

میری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے اور میری موت بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔

صحابہ نے عرض کی آپ ﷺ کی زندگی تو ہمارے لئے یقیناً بہتر ہے لیکن آپ ﷺ کی وفات ہمارے لئے کیسے بہتر ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا۔

تعرض علی اعمالکم فما رایت من خیر حمدت اللہ تعالیٰ علیہ ومارایت من شر استغفرت اللہ لکم۔

ترجمہ: تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جایا کریں گے تو تمہارے نیک اعمال کو دیکھ کر اللہ کی حمد بیان کروں گا اور تمہارے بُرے اعمال کو دیکھ کر خدا سے تمہاری مغفرت کی دعا کیا کروں گا۔

مغفرت کی دعا کرنے کے لئے زندگی ضروری ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ ﷺ وفات کے بعد اپنی قبر انور میں زندہ ہیں۔

آیت نمبر 8. یـاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتَ النَّبِیِّ وَلَا تَـجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَهْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَاتَشْعُرُوْنَ۔

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے اونچا نہ کرو اور ان کے سامنے چلا کر بات نہ کرو جیسے ایک دوسرے سے اونچی آواز میں بات کرتے ہو تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں گے اور تمہیں شعور بھی نہ ہوگا۔

اس آیت کے تحت علامہ اسماعیل حقی نے لکھا ہے۔

وقـد کـره بـعـض العلماء رفع الصوت عند قبره علیه السلام

لانه حی فی قبره.

ترجمہ: اور بعض علماء نے نبی کریم ﷺ کی قبر کے پاس آواز کو بلند کرنے کو مکروہ جانا ہے کیونکہ آپ ﷺ اپنی قبر انور کے اندر زندہ ہیں۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں ایک بار مسجد نبوی میں کھڑا تھا کسی نے مجھے کنکری ماری دیکھا تو وہ حضرت عمر بن خطاب تھے انہوں نے کہا جاؤ ان دو آدمیوں کو لے آؤ جب میں ان دونوں کو آپ کے پاس لے گیا تو آپ نے ان سے پوچھا تم کون ہو انہوں نے کہا ہم طائف کے رہنے والے ہیں آپ نے فرمایا اگر تم اس شہر کے ہوتے تو میں تم کو ضرور سزا دیتا اس لئے کہ تم مسجد نبوی میں آواز بلند کرتے ہو۔ (بخاری شریف)

باوجودیکہ حضرت سائب بن یزید وہاں سے دور نہ تھے مگر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کو پکار کر اپنے پاس نہیں بلایا بلکہ کنکری مار کر اپنی طرف متوجہ کیا ہے وجہ یہ تھی کہ سرکار دو عالم ﷺ وہاں بحیات ابدی تشریف رکھتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں۔

امام مالک کا عقیدہ

ایک مرتبہ امیر المومنین ابو جعفر منصور جو خلفائے عباسیہ سے دوسرے خلیفہ ہیں نے امام مالک کے ساتھ کسی بات میں مباحثہ کیا جس میں ان کی آواز کچھ بلند ہوگئی اس پر امام مالک نے کہا اے امیر المومنین اس مسجد میں آواز بلند نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی اس آیت میں تادیب کی ہے:

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ.

اور ان لوگوں کی مدح کی ہے جو حضور ﷺ کے پاس آواز پست کرتے ہیں چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ۔

ترجمہ: جو لوگ دبی آواز سے بولا کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس وہی لوگ ہیں کہ خدا نے ان کے دلوں کو تقویٰ کے لئے جانچ لیا ہے ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

اور اس قوم کی مذمت کی ہے جو حجرہ کے باہر سے آپ کو پکارتے تھے۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ.

ترجمہ: بے شک جو لوگ آپ ﷺ کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں وہ اکثر بے عقل ہیں۔

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حرمت وصال کے بعد بھی وہی ہے جو قبل وصال کے تھی یہ سن کر امیر المومنین مؤدب ہو گئے پھر انہوں نے امام مالک سے پوچھا قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر دعا کروں یا رسول اللہ ﷺ کی طرف آپ نے فرمایا حضور ﷺ کی طرف سے کیوں منہ پھیرتے ہو وہ تو قیامت کے دن تمہارا اور تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کا وسیلہ ہیں لہٰذا حضور ﷺ کی طرف متوجہ ہو کر دعا کریں اور شفاعت و سفارش طلب کریں اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی شفاعت قبول فرمائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۝

(ج 2 ص 32 شفا شریف)

امام مالک نے امیر المومنین کو مسجد نبوی میں آواز بلند کرنے سے منع فرمایا اور کہا کہ نبی کریم ﷺ کی حرمت وصال کے بعد ویسی ہی ہے جیسی قبل از وصال تھی۔ مطلب یہ کہ جس طرح آپ ﷺ قبل از وفات زندہ تھے اور آپ ﷺ کا ادب و احترام کیا جاتا تھا اسی طرح آپ ﷺ اب بھی زندہ ہیں آپ ﷺ کا ادب و احترام لازمی ہے۔

صدیق اکبر کا عقیدہ

امام جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ:

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جب میرے والد کریم بیمار ہوئے تو وصیت فرمائی کہ میرے وصال کے بعد مجھے روضہ شریف پر لے جانا میرے لئے نبی کریم ﷺ سے اجازت کی غرض سے عرض کرنا یارسول اللہ ﷺ یہ ابوبکر ہیں کہ آپ ﷺ کے نزدیک انہیں دفن کر دیا جائے اگر تمہیں اجازت مل جائے تو مجھے حضور ﷺ کے قریب دفن کر دینا ورنہ جنت البقیع لے جانا چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو درِ رسول ﷺ پر حاضر کیا گیا اور عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ آپ کے یارِ غار حاضر ہیں ان کی خواہش ہے کہ انہیں آپ کے قریب دفن کیا جائے انہوں نے ہمیں وصیت کی تھی سو اگر ہمیں اجازت ہو تو ہم روضۂ اقدس میں داخل ہوں ورنہ لوٹ جائیں صحابہ کرام فرماتے ہیں اس وقت ندا کی گئی۔

ان دخلوا کرامة وسمعنا کلاما ولم نری احدا

عزت و اکرام سے داخل ہو جاؤ صحابہ کرام نے فرمایا کہ ہم نے یہ کلام سنا لیکن بولنے والا نظر نہ آیا۔ (ج 2 ص 281 خصائص الکبریٰ)

اس سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کا عقیدہ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو زندہ جانتے تھے کیونکہ اجازت زندوں سے لی جاتی ہے مردوں سے نہیں پھر روضہ سے آواز کا آنا بھی آپ ﷺ کے زندہ ہونے کی دلیل ہے۔

حیدر کرار رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بوقت وفات مجھے اپنے قریب بٹھایا اور مجھے فرمایا اے علی جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھے ان ہاتھوں سے غسل دینا جن ہاتھوں سے آپ نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا تھا اور مجھے رسول اللہ ﷺ کے دربار میں لے جانا اور میرے دفن کی اجازت مانگنا اگر تم دیکھو کہ دروازہ کھل گیا ہے تو مجھے میرے آقا کے پاس پہنچا دینا ورنہ مجھے عام مسلمانوں کے قبرستان میں لے جانا حتی کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں فیصلہ فرما دے۔ حیدر کرار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غسل دیا گیا کفن پہنایا گیا تو میں سب سے پہلے جلدی سے در اقدس پر حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) حاضرِ دربار ہے روضۂ منورہ میں داخل ہونے کی اجازت کے طلب گار ہیں مولائے کائنات فرماتے ہیں میں نے دیکھا دروازہ کھل گیا اور میں نے یہ آواز سنی۔

ادخلوا الحبیب الی حبیبه فان الحبیب الی الحبیب مشتاق.

(خصائص کبریٰ ج 2 ص 282)

ترجمہ: دوست کو دوست کے پاس داخل کر دو کیونکہ دوست دوست کا مشتاق ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ نے حضور ﷺ سے اجازت طلب کی جس سے پتہ چلا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کو زندہ سمجھتے ہیں کیونکہ اجازت زندوں سے مانگی جاتی ہے نہ کہ مردوں سے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

جب باغیوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنے محاصرے میں لے لیا تو ان تک میٹھا پانی نہ پہنچنے دیا۔ حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں میں

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سلام کرنے حاضر ہوا۔ انہوں نے کہا مرحبا میرے بھائی کو میں نے اس کھڑکی میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی آپ نے مجھے فرمایا اے عثمان (رضی اللہ عنہ) تجھے محصور کر دیا گیا ہے میں نے عرض کی جی ہاں فرمایا انہوں نے تجھے پیاسا رکھا ہے میں نے عرض کی جی ہاں مجھے آپ ﷺ نے پانی کا ایک ڈول دیا میں نے سیر ہو کر پانی پیا یہاں تک کہ میں نے اس کی ٹھنڈک سینے میں محسوس کی حضور ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں ان باغیوں کے خلاف تیری مدد کروں اور اگر تو پسند کرے تو تُو ہمارے ہاں آ کر روزہ افطار کرے میں نے آپ ﷺ کے ہاں افطاری پسند کی اسی دن آپ رضی اللہ عنہ قتل کروائے گئے۔

اگر ہو جذبۂ کامل تو اکثر ہم نے دیکھا ہے
وہ خود نزدیک آ جاتے ہیں تڑپایا نہیں کرتے

(ج 2 ص 334 سنن سعید بن منصور)

حضور ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو پانی کا ڈول دیا آپ ﷺ نے پانی پیا اور اس پانی کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی جو اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کو زندہ جانتے ہیں کیونکہ اس پانی کو لانا پھر پلانا سب امور زندگی پر دلالت کرتے ہیں۔

احادیث

حدیث نمبر 1۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا۔

الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون.

انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔

(ج 6 ص 147 مسند ابی یعلیٰ، ج 8 ص 211 مجمع الزوائد)

حدیث نمبر 2. حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر سو مرتبہ درود شریف جمعرات اور جمعہ کے دن پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا ستر آخرت کی اور تیس دنیا کی۔

وکل اللہ بذالک ملکا یدخلہ فی قبری کما یدخل علیکم الھدایا یخبرنی من صلی علی باسمہ ونسبہ وعشیرتہ فاثبتہ فی صحیفۃ بیضاء. (شعب الایمان ج 3 ص 111، بیہقی، ترغیب)

اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو مقرر فرماتا ہے جو اس درود شریف کو مجھ پر یوں پیش فرماتا ہے جیسے تم ایک دوسرے کو تحائف پیش کرتے ہو اور وہ فرشتہ مجھے بتاتا ہے کہ فلاں قبیلے فلاں نسب اور فلاں نام کے آدمی نے آپ ﷺ پر درود شریف پڑھا ہے اور میں اسے ایک چمکتے ہوئے کتابچہ میں لکھ لیتا ہوں۔

نبی کریم ﷺ کا اس درود شریف کو ایک کتابچہ میں لکھنا آپ ﷺ کے زندہ ہونے کی بین دلیل ہے کیونکہ لکھنا زندوں کا کام ہے مردوں کا کام نہیں ثابت ہوا کہ آپ ﷺ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں۔

حدیث نمبر 3. حضرت اوس بن اوس ثقفی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تمہارے سب دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہے کیونکہ اس دن حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اسی دن ان کا انتقال ہوا اسی دن صور پھونکا جائے گا اور لوگ بے ہوش ہو جائیں گے سو اس دن مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے عرض کیا گیا آپ ﷺ پر ہمارا درود کیسے پیش کیا جائے گا جب کہ آپ ﷺ بوسیدہ ہو چکے ہونگے آپ ﷺ نے فرمایا۔

ان اللہ تعالیٰ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء.

(طبرانی اوسط ج 5 ص 392)

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے جسموں کو زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ ان اجسام

کو کھائے۔

حدیث نمبر 4. حضرت ابو داؤد سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھا کرو کیونکہ اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

لیس من عبد یصلی علی الا بلغنی صوته حیث کان قلنا وبعد وفاتک قال وبعد وفاتی ان الله حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء۔ (ص 73 جلاء الافہام)

ترجمہ: کوئی بھی بندہ کہیں سے بھی مجھ پر درود پڑھے مگر اس کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے۔

صحابہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کی وفات کے بعد بھی فرمایا وفات کے بعد بھی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے۔

حدیث نمبر 5. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیاً بلغته.

(شعب الایمان)

جس نے میری قبر کے قریب درود پڑھا اسے میں سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر درود پڑھے تو وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

حضور ﷺ کا خود سننا زندہ ہونے کی واضح دلیل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ حدیث بھی قابل غور ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

من صلی علی عند قبری وکل الله به ملکا یبلغنی۔

(ص 14 جلاء الافہام)

جو شخص میری قبر کے قریب آ کر مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک

فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے جو اس کا درود مجھے پہنچا دیتا ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قبر شریف پر جو درود پڑھا جاتا ہے اسے بھی حضور علیہ السلام کے سامنے فرشتہ پیش کرتا ہے اب اگر فرشتہ کا حضور ﷺ کے سامنے درود پیش کرنا۔ حضور ﷺ کے سننے کے منافی ہے تو اس حدیث کا واضح مطلب یہ ہوگا کہ میری قبر انور پر جو درود پڑھا جاتا ہے میں اسے بھی نہیں سنتا ایسی صورت میں یہ حدیث پہلی حدیث کے مخالف ہوگی جس میں صاف موجود ہے۔

من صلی علی عند قبری سمعته.

جو میری قبر پر درود پڑھتا ہے میں اسے سنتا ہوں۔

علاوہ ازیں جس طرح اس حدیث سے قبر انور کے پاس درود شریف پڑھنے والے کے درود کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہنچایا جانا ثابت ہے اسی طرح بعض دیگر احادیث دور کا درود شریف سننا حضور ﷺ کے لئے ثابت ہے مثلاً ارشاد ہوتا ہے۔

مامن احد یسلم علی الارداللہ الی روحی حتی ارد علیه السلام ۔(ابوداؤد+شعب الایمان)

نہیں کوئی جو سلام پڑھے مجھ پر لیکن اللہ تعالیٰ میری طرف میری روح لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دوں۔

اس حدیث میں ''ما'' نافیہ ہے اور ''احد'' نکرہ ہے اور اہل علم جانتے ہے کہ جب نکرہ نفی کے تحت آجائے تو عموم کا فائدہ دیتا ہے اب اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ مجھ پر سلام پڑھنے والا کوئی شخص ایسا نہیں جس کے سلام کی طرف میری توجہ مبذول نہ ہوتی ہو خواہ وہ قبر انور کے پاس ہو یا دور ہو ہر ایک کے سلام کی طرف توجہ کر کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

حدیث نمبر 6. حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

ان للہ ملکا اعطاہ اسماع الخلائق قائم علی قبری فما من احد یصلی علی صلوٰۃً الا بلغنیھا۔

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک خاص فرشتہ ہے اور وہ میری قبر انور پر کھڑا ہے پس کوئی شخص نہیں جو مجھ پر درود بھیجے مگر وہ فرشتہ اس کا درود مجھ تک پہنچا دیتا ہے۔

(تاریخ بخاری)

درود کا آپ ﷺ پر پیش کیا جانا آپ ﷺ کے زندہ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ کسی سے کوئی چیز وصول کرنا زندوں کا کام ہے۔

حدیث نمبر 7. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا۔

والذی نفسی بیدہ لینزلنّ عیسی ابن مریم ثم لان قام علی قبری فقال یا محمدٗ لاجیبنہ۔

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے حضرت عیسیٰ ضرور نازل ہوں گے پھر اگر میری قبر پر کھڑے ہو کر یا محمد کہیں گے تو میں ضرور جواب دوں گا۔ (مسند ابی یعلیٰ)

نبی کریم ﷺ کا جواب دینا زندہ ہونے کی بین دلیل ہے۔

حدیث نمبر 8. حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

مررت بقبر موسیٰ فاذا ھو قائم یصلی فی قبرہ۔

ترجمہ: میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گزرا وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ (مسلم شریف)

حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضور ﷺ سے سینکڑوں سال پہلے ہو چکے ہیں لیکن اب بھی اپنی قبر انور میں زندہ ہیں جب کلیم اللہ کی حیات بعد الممات کا یہ کمال ہے تو پھر حبیب اللہ کی حیات کا کیا کمال ہو گا۔

حدیث نمبر 9۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

ان الناس یصعقون فاکون اول من یفیق۔

(نفخہ اولی کے وقت) سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے سب سے پہلے مجھے افاقہ ہوگا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام قیامت تک زندہ رہیں گے اس لئے کہ زندگی کے بغیر کسی پر بے ہوشی کا حال طاری ہونا ممکن نہیں۔

حدیث نمبر 10۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا۔ کوئی خدا کا بندہ مجھ پر درود نہیں پڑھے گا مگر ایک فرشتہ لے جا کر خدا کی بارگاہ میں اس درود کو پیش کرے گا اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔

اذھبوا بھا الی قبر عبدی یستغفر لصاحبھا۔

(ص 118 القول البدیع)

یہ (تحفہ) میرے بندے یعنی رسول اللہ ﷺ کی قبر پر لے جاؤ تاکہ وہ پڑھنے والے کے لئے دعائے مغفرت کرے۔

دعائے مغفرت مانگنا زندوں کا کام ہے معلوم ہوا حضور ﷺ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں۔

تلک عشرۃ کاملۃ

اہل سنت و جماعت کا مسلک یہ ہے کہ انبیاء کرام شہدا صالحین اور علماء کے اجسام گلنے سڑنے اور خراب متغیر ہونے سے صحیح و سالم رہتے ہیں مثلاً حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق قرآن میں ارشاد خداوندی ہے۔

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَادَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهِ الا دَابَّةُ الْاَرْضِ تَاكُلُ مِنْسَاتَهٗ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ۔

ترجمہ: پھر جب ہم نے ان پر موت واقع کر دی تو جنات کو ان کی موت پر کسی نے رہنمائی نہ کی سوائے دیمک کے کیڑوں کے کہ وہ دیمک کے کیڑے ان کے عصا کو کھاتے رہے جب عصا کے دیمک کے کھانے کی وجہ سے گرنے سے حضرت سلیمان علیہ السلام گرے تو جنوں کو معلوم ہوا کہ اگر وہ غائب جانتے تو ذلت کے عذاب میں اتنے عرصہ تک مبتلا نہ رہتے۔

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جو عصا کا سہارا لئے کھڑے تھے اپنی حشمت وشوکت کے ساتھ جنات سے کام لیتے رہے تھے۔ اسی حال میں انہیں موت آ گئی اور موت کے بعد اس عصا کے سہارے اتنے طویل عرصہ تک کھڑے رہے کہ عصا کو دیمک لگ گئی اور اس دیمک نے عصا کو یہاں تک کھایا کہ وہ ٹھہر نہ سکا اور اس کے ساتھ ہی حضرت سلیمان علیہ السلام کا جسم مبارک بھی زمین پر گر پڑا۔

تفاسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مدت ایک سال کی تھی معلوم ہوا کہ یہ بات قرآن سے ثابت ہے کہ انبیاء کرام کے اجساد کو زمین کھاتی نہیں وہ صحیح سالم رہتے ہیں۔

بعض مفسرین کے نزدیک حضرت عزیر علیہ السلام کے بارے میں قرآن نے کہا ہے۔

اَوْ كَالَّذِىْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰى يُحْيِىْ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ.

ترجمہ: یا اس کی طرح جو گزرا ایک بستی پر اور وہ ڈھے پڑی تھی اپنی چھتوں پر بولا اسے کیونکر جلائے گا اللہ اس کی موت کے بعد تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو سال تک پھر زندہ کر دیا۔

یہ واقعہ حضرت عزیر علیہ السلام کا ہے اور بستی سے مراد بیت المقدس ہے

جبکہ بخت نصر نے اسے برباد کر دیا تھا اور عزیر علیہ السلام دراز گوش پر سوار ہو کر وہاں سے گزرے آپ کے ساتھ ایک برتن میں انگور کا رس اور کچھ کھجوریں تھیں تمام شہر میں پھرے کوئی آدمی نہ دیکھا تب آپ نے فرمایا خدا اس اُجڑی ہوئی بستی کو کیسے دوبارہ آباد کرے گا پھر آپ دراز گوش سے اتر کر سو گئے۔ سوتے میں آپ کی روح قبض کر لی گئی پھر سو سال کے بعد آپ کو دوبارہ زندہ کیا گیا اس عرصے میں زمین نے آپ کے جسد اقدس کو کھایا نہیں آپ کا جسم بوسیدہ نہیں ہوا جس سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام کے اجساد وفات کے بعد گلتے سڑتے نہیں بلکہ صحیح سالم رہتے ہیں۔

اسی طرح قران میں حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ مذکور ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لَلَبِثَ فِیۡ بَطۡنِہٖۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ۔ یعنی وہ قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے مطلب یہ ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام جن کو مچھلی نے نگل لیا تھا اور وہ کچھ عرصہ مچھلی کے پیٹ میں رہ کر زندہ وسالم نکل آئے اگر وہ ہماری تسبیح پڑھنے والوں میں نہ ہوتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں ٹھہرے رہتے۔

ظاہر الفاظ قرآن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں قیامت تک ٹھہرے رہتے اور قیامت کے دن جب دوسرے لوگ اپنی قبروں سے نکلتے تو حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے باہر آتے۔

حضرت یونس بن بکیر حضرت ابو العالیہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم نے قلعہ تُستر فتح کیا تو ہرمزان کے گھر کے مال ومتاع میں ایک تخت پایا جس پر ایک آدمی کی میت رکھی ہوئی تھی اور اس کے سر کے قریب ایک مصحف تھا ہم نے وہ مصحف اٹھا کر حضرت عمر بن خطاب کی طرف بھیج دیا حضرت عمر نے حضرت کعب کو بلایا انہوں نے اسے عربی میں لکھ دیا عرب میں مَیں پہلا آدمی ہوں جس نے اس کو پڑھا میں نے اسے قرآن کی طرح پڑھا ابو خالد بن دینار کہتے ہیں میں

نے ابو العالیہ سے کہا اس صحیفہ میں کیا تھا انہوں نے کہا تمہارے احوال و امور اور تمہارے کلام کے لہجے اور آئندہ ہونے والے واقعات میں نے کہا تم نے اس آدمی کا کیا کیا انہوں نے جواب دیا ہم نے دن کے وقت متفرق طور پر تیرہ قبریں کھودیں جب رات آئی تو ہم نے انہیں دفن کر دیا اور تمام قبروں کو برابر کر دیا تا کہ وہ لوگوں سے مخفی رہیں اور کوئی انہیں قبر سے نکالنے نہ پائے۔ میں نے کہا ان سے لوگوں کی کیا امیدیں وابستہ تھیں۔ انہوں نے کہا جب بارش رک جاتی تو لوگ ان کے تخت کو باہر لے جاتے تھے تو فوراً بارش ہو جاتی تھی میں نے کہا تم اس مبارک آدمی کے بارے میں کیا گمان رکھتے تھے کہ وہ کون تھا انہوں نے کہا انہیں دانیال علیہ السلام کہا جاتا تھا۔

رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ حضرت دانیال علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا مانگی کہ انہیں حضرت محمد ﷺ کی امت دفن کرے جب ابو موسیٰ اشعری نے قلعہ تستر فتح کیا تو انہیں ان کے تابوت میں اسی حال میں پایا کہ ان کے تمام جسم اور گردن کی رگیں برابر چل رہی تھیں۔ (ج 2 ص 41 البدایہ والنہایہ)

ان دونوں روایت سے اتنی بات بلا تردد واضح ہے کہ حضرت دانیال علیہ السلام کا جسم مبارک سینکڑوں سال گزر جانے کے بعد بھی صحیح سالم تھا اس کے بعد یہ بات بھی ان دونوں روایات سے پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ انبیاء علیہم السلام کا توسل برحق ہے ان حضرات کے توسل سے بارش طلب کی جاتی تھی اور لوگ سیراب بھی ہوتے تھے۔ بلکہ فرعون کے جسم کا ثابت رہنا بھی قرآن سے ثابت ہے فرق یہ ہے کہ فرعون کا جسم اہانت کے لئے سالم رکھا گیا کہ اس کا جسم دیکھ کر لوگوں کو عبرت ہو اور وہ جان لیں کے خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرنے والوں کا انجام ایسا ہی ہوتا ہے چنانچہ قرآن مجید نے فرمایا۔

فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْکَ بِبَدَنِکَ لِتَکُوْنَ لِمَنْ خَلْفَکَ اٰیَۃً.

آج ہم تجھ کو تیرے بدن کے ساتھ نجات دیں گے تا کہ اپنے پچھلوں کے لئے (ہمارے عذاب کا) نشان ہو جائے۔

تحقیق جدید سے معلوم ہوا ہے کہ فرعون کی لاش آج تک محفوظ چلی آ رہی ہے اور یہ اس کی انتہائی اہانت کا موجب ہے کہ جو بھی اسے دیکھتا ہے اس کے ذہن میں فوراً یہ بات مرکوز ہو جاتی ہے کہ یہی ہے اللہ اور اس کے رسول کا باغی جو اپنے جرائم اور معاصی کی وجہ سے اللہ کے عذاب میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوا لیکن انبیاء کرام کے اجسام کمال عزت اور انتہائی عظمت کا نشان بن کر صحیح اور سالم رہتے ہیں اور دیکھنے والے کے تصور میں یہ بات آتی ہے کہ یہ اجسام مقدسہ ان پاکیزہ ہستیوں کے ہیں جو اللہ کی طرف سے منصب رسالت پر فائز ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو حیات ابدی کی زندگی بخشی۔

بغیر روح کے حیات

دلیل اول:

بخاری شریف میں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ منبر شریف بننے سے پہلے کھجور کی لکڑی پر ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے جب منبر شریف بن گیا تو حضور ﷺ اس لکڑی کو چھوڑ کر منبر شریف پر جلوہ گر ہوئے وہ لکڑی آپ کے فراق میں اس طرح روئی جیسے کسی اونٹنی کا بچہ گم ہو جائے اور وہ درد ناک آواز سے روئے حضور ﷺ نے منبر سے اتر کر اس پر اپنا دست کرم رکھ دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ لکڑی اس درد ناک آواز سے روئی جسے سن کر قریب تھا کہ ہمارے جگر پھٹ جائیں۔ شیخ محقق نے مدارج نبوت میں لکھا ہے کہ لرزید و جنبید مسجد بآواز وے اس لکڑی کے رونے کی آواز سے ساری مسجد لرزہ براندام ہو گئی اور علامہ بدرالدین عینی نے اس کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

اس لکڑی میں ایسی حیات پیدا فرمادی جس کی وجہ سے وہ دردناک آواز سے روئی علامہ عینی کا اس لکڑی میں حیات قرار دینا اس بات کی دلیل ہے کہ بغیر روح کے حیات ممکن ہے۔

دلیل دوم:

امام بیہقی نے لکھا ہے کہ ربعی فرماتے ہیں کہ ہم چار بھائی تھے میرا بھائی ربیع سب سے زیادہ نماز اور روزے کی کثرت کرنے والا تھا اس کی وفات ہوگئی اس کے مرنے کے بعد ہم سب اس کے پاس بیٹھے تھے یکدم اس نے اپنے منہ سے کپڑا ہٹا دیا اور کہا السلام علیکم ہم نے وعلیکم السلام کہہ کر جواب دیا اور کہا موت کے بعد کلام اس نے کہا ہاں موت کے بعد میں نے اپنے رب سے ایسے حالات میں ملاقات کی کہ وہ غضب ناک نہ تھا میرے رب نے اعلیٰ درجے کی نعمتوں اور ریشمی لباس کے عطیے کے ساتھ میرا استقبال کیا خبردار ہو جاؤ کہ بے شک ابوالقاسم حضرت محمد ﷺ مجھ پر نماز پڑھنے کا انتظار فرما رہے ہیں تم میرا جنازہ جلدی لے کر چلو میرے لئے جانے میں دیر نہ کرو پھر سکوت موت کے ساتھ خاموشی اختیار کر لی انہوں نے اس حدیث کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تک پہنچایا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا خبردار بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے ایک آدمی موت کے بعد کلام کرے گا۔ (ج 6 ص 454 دلائل النبوت)

حضرت ربیع کا قبل از دفن کلام فرمانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ بغیر روح کے حیات ممکن ہے۔

دلیل سوم:

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ حضرت قثم بن عباس فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کو دفن کیا گیا تو جس نے رسول اللہ ﷺ کا آخری دیدار کیا وہ میں تھا میں نے قبر انور میں دیکھا کہ آپ ﷺ نے اپنے لب ہلائے

میں نے اپنے کان آپ ﷺ کے منہ کے قریب لگائے میں نے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے رب امتی امتی۔ (ج 2 ص 568 مدارج النبوت)

جنہیں مرقد میں تا حشر امتی کہہ کر پکارو گے
ہمیں بھی یاد کر لو ان میں صدقہ اپنی رحمت کا

قبض روح کے بعد حیات کی اس سے بڑھ کر روشن دلیل اور کیا ہو گی۔

حضرت نعمان بن بشیر فرماتے ہیں کہ زید بن خارجہ انصار کے سرداروں میں سے تھے ایک روز وہ مدینہ طیبہ کے کسی راستے پر چل رہے تھے کہ یکا یک زمین پر گرے اور وفات پا گئے انصار کو اس کی خبر ہوئی تو ان کو وہاں سے اُٹھا کر گھر لائے دو چادروں سے ڈھانپ دیا گھر میں کچھ انصاری عورتیں تھیں جو ان کی وفات پر گریہ و زاری کر رہی تھیں اور کچھ مرد جمع تھے اسی طرح جب مغرب اور عشاء کا درمیانی وقت آیا تو اچانک ایک آواز سنی گئی "چپ رہو چپ رہو" لوگ متحیر ہو کر ادھر اُدھر دیکھنے لگے تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ آواز اسی چادر کے نیچے سے آ رہی ہے جس میں میت تھی۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے ان کا منہ کھول دیا اس وقت دیکھا کہ زید بن حارثہ کی زبان سے یہ آواز نکل رہی ہے۔

"محمد رسول اللہ النبی الامی خاتم النبیین لا نبی بعدہٗ"

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نبی امی ہیں جو انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

یہی مضمون کتاب اول یعنی توریت و انجیل وغیرہ میں موجود ہے سچ کہا سچ کہا۔ (ج 5 ص 218 طبرانی کبیر)

حضرت ابان بن عیاش فرماتے ہیں کہ ہم مورق العجلی کی وفات پر حاضر ہوئے وفات کے بعد ان پر چادر اوڑھا دی گئی اور ہم نے کہا وہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ اتنے میں ہم نے دیکھا کہ ان کے سر کی طرف سے ایک نور

بلند ہوا یہاں تک کہ چھت کو پار کر گیا پھر اسی کی طرح ایک نور پاؤں کی طرف سے بلند ہوا پھر دیکھا کہ ایک نور سینے سے بلند ہوا تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے اپنے چہرے سے پردہ اٹھایا اور ہم سے پوچھا تم نے کچھ دیکھا ہے ہم نے کہا ہاں ہم نے تین نور دیکھے ہیں اس نے کہا یہ سورہ سجدہ تھی جس کی تلاوت میں ہر رات کیا کرتا تھا جو نور تم نے سر کی طرف دیکھا ہے وہ اس کی پہلی چودہ آیات کا نور ہے اور جو نور تم نے پاؤں کی طرف سے دیکھا ہے وہ اس کی آخری چودہ آیات کا نور تھا اور جو نور سینے کی طرف سے دیکھا ہے وہ خاص آیت سجدہ کا نور ہے اس سورت نے میری شفاعت کی ہے اور سورہ ملک میری حفاظت کر رہی ہے پھر موت کی خاموشی سے سکوت اختیار کر گئے۔ (ص 30 شرح الصدور)

ان دونوں واقعات سے پتہ چلا ان وفات پانے والوں کی روحیں قبض ہو چکی تھیں اس کے باوجود ان کا بولنا اس بات کی واضح دلیل ہے بغیر روح کے حیات ممکن ہے۔

مزید دلائل

دلیل اول:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھا کر یہ دن مشہود ہے اکثر فرشتے درود پہنچانے حاضر ہوتے ہیں میری امت میں سے کوئی بھی مجھ پر درود پڑھے وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وفات کے بعد بھی پیش ہو گا آپ ﷺ نے فرمایا زمین پر حرام ہے کہ انبیاء کے جسم کو کھائے۔ فنبی الله حی یرزق۔ اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اسے رزق دیا جاتا ہے۔

(ج 3 ص 514 تفسیر ابن کثیر، ص 119 ابن ماجہ)

دلیل دوم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

مامن احد یسلم علی الا رداللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام۔ (ابوداؤد)

ترجمہ: نہیں کوئی مسلمانوں میں سے جو سلام پڑھے مجھ پر مگر لوٹا دیتا ہے اللہ تعالیٰ مجھ پر میری تا کہ میں اس کے سلام کا جواب دوں۔

دنیا میں تو کروڑوں مسلمان ہیں جو آپ ﷺ پر سلام پڑھتے ہیں تو کیا کروڑوں دفعہ آپ ﷺ پر آپ ﷺ کی روح لوٹائی جاتی ہے اگر اس بات کو تسلیم کیا جائے تو پھر یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ آپ ﷺ کی روح کو تو سخت تکلیف ہو گی ایسا نہیں بلکہ رد روح کا مطلب یہ ہے کہ روح ہمیشہ آپ ﷺ کے بدن مبارک میں رہتی ہے کیونکہ کوئی گھڑی خالی نہیں ہوتی کہ کوئی نہ کوئی آدمی دنیا کے کسی حصے پر آپ ﷺ پر درود نہ پڑھ رہا ہو۔

حضور ﷺ کا اپنی قبر انور سے سلام بھیجنے والے کے سلام کا جواب دینا آپ ﷺ کے زندہ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ زندگی کے بغیر سلام کا جواب نہیں دیا جا سکتا۔

دلیل سوم:

حرہ کے دن جب یزید کے لشکر نے مدینہ پر حملہ کیا تو تین دن تک مسجد نبوی میں اذان نہیں ہوئی سعید بن میسّب ان دنوں مسجد میں مقیم تھے اور ان کو نماز کے وقت کا پتہ نہ چلتا تھا مگر یہ کہ حضور ﷺ کی قبر سے اذان اور تکبیر کی آواز آتی تھی۔ (ج 1 ص 35 دارمی)

دلیل چہارم:

دنیا کا ہر مسلمان نمازی التحیات میں حضور ﷺ پر یوں سلام پیش کرتا ہے

''السلام علیک ایھا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ'' اگر حضور ﷺ اس سلام کو نہ سنیں تو سلام کرنا عبث اور بیکار بات ہے کیونکہ جو سنتا نہ ہو اس کو سلام کرنا منع ہے اور سلام سننا زندگی کی دلیل ہے بلکہ امام غزالی نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ

واحضر فی قلبک النبی ﷺ وشخصہ الکریم وقل سلام علیک ایھا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ.

یعنی جب التحیات پڑھے تو اپنے دل میں حضور ﷺ کی صورت مبارکہ کو حاضر کرو اور ان کا تصور دل میں جما کر السلام علیک ایھا النبی کہو اور یقین جان کہ یہ سلام حضور ﷺ کو پہنچتا ہے اور آپ ﷺ اس کا جواب دیتے ہیں۔

دلیل پنجم:

روح اقدس کا استقرار اگر بدن مبارک کے علاوہ کسی اور مقام پر ہو تو یہ بات وللاخرة خیرلک من الاولیٰ (آپ کی ہر آنے والی ساعت پہلی سے بہتر ہے) کے خلاف لازم آئے گا اس لئے کہ جسم مبارک سے روح قبض ہونے کے بعد اسے کوئی ایسی جگہ نہیں مل سکتی جو جسم مبارک سے زیادہ افضل ہو زیادہ تو درکنار تمام کائنات میں کوئی جگہ حضور ﷺ کے جسم اقدس کے برابر فضیلت رکھنے والی نہیں کیونکہ علمائے محققین نے تصریح فرمائی ہے کہ قبر انور اور زمین کا وہ حصہ جو حضور ﷺ کے اعضا سے مس کر رہا ہے تمام زمین آسمان لوح وقلم کعبہ بلکہ عرش سے بھی افضل ہے تو جسم اقدس کا کیا کہنا۔ علماء نے لکھا ہے۔

ماضم اعضاءہ الشریفة افضل البقاع علی الاطلاق حتی من الکعبہ ومن الکرسی و عرش الرحمن۔ (ج 1 ص 313 حاشیہ مجمع الانہر)

ترجمہ: جو زمین اعضاء شریفہ سے متصل ہے (یعنی قبر انور) مطلقا تمام مقامات سے افضل ہے یہاں تک کعبہ سے اور کرسی سے اور عرش رحمان سے بھی افضل ہے۔

اب اگر روح مبارک جسم اقدس کے علاوہ کسی اور مقام پر ہو تو حضور

ﷺ کی فضیلت پہلے سے کم ہو جائے گی لہٰذا یہ تسلیم کرنا پڑ گیا کہ روح اقدس جسم مبارک سے باہر نکلنے کے بعد پھر جسم میں واپس کر دی گئی اور باہر نکلنا صرف قانون خداوندی پورا کرنے کے لئے تھا روح کا آپ ﷺ کے جسم میں واپس آ جانا آپ ﷺ کی حقیقی اور جسمانی حیات ثابت کرتا ہے۔

دلیل ششم:

معراج کی رات حضور ﷺ کا شق صدر ہوا جو حضور ﷺ کی حیات طیبہ کی روشن دلیل ہے اس لئے کہ روح حیات کی جائے استقرار انسان کا دل ہے یہاں تک کہ اگر کسی کے دل کی حرکت بند ہو جائے تو موت واقع ہو جاتی ہے لیکن معراج کی رات آپ ﷺ کا سینہ چاک کیا گیا قلب انور باہر نکالا گیا اور اس میں شگاف بھی دیا گیا لیکن اس کے باوجود بھی حضور ﷺ جسمانی حقیقی حیات کے ساتھ زندہ رہے۔

شق صدر کے اس واقعہ میں حضور ﷺ کی حیات بعد الممات پر دلیل قائم ہو گئی اور یہ دکھایا گیا کہ جس طرح قلب انور جسم سے باہر ہے مگر اس کے باوجود بھی جسم شریف زندہ رہا اسی طرح وفات پر جب روح مبارک قبض ہو کر جسم اقدس سے باہر ہو گئی تو اس وقت بھی جسم شریف اسی طرح زندہ ہو گا جیسا کہ اب زندہ ہے۔

کون کہتا ہے کہ مر کر مل گئے مٹی میں آپ ﷺ
ہو پس پردہ بھی ہر سو جلوہ گر یا مصطفےٰ ﷺ

علمائے دیوبند کا عقیدہ

علمائے دیوبند نے اپنے عقائد کے سلسلے میں ''المہند'' نامی ایک کتاب لکھی ہے جس میں یہ عبارت ہے۔

فهو صلى الله عليه وآله وسلم حي في قبره الشريف يتصرف في الكون باذن الله كيف شفاء.

ترجمہ: پس آپ ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے کائنات میں جس طرح چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے کہ:

بس اب بیان ایک واقعہ پر ختم کرتا ہوں جس سے زیارت قبر شریف کے برکات اور حضور ﷺ کا قبر شریف میں زندہ ہونا معلوم ہوگا۔

سید احمد رفاعی کا واقعہ ہے کہ جب وہ مزار شریف پر حاضر ہوئے عرض کیا السلام علیک یا جدی (دادا جان آپ پر سلام ہو) جواب آیا وعلیک السلام یا ولدی اے بیٹا تجھ پر بھی سلام ہو اس پر ان کو وجد ہوا اور بے اختیار زبان سے اشعار نکلے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

دوری میں تو روح کو قدم بوسی کے لئے اپنا نائب بنا کر بھیجا کرتا تھا۔ اب جسم کی باری آئی ہے اب تو ذرا ہاتھ بڑھا دیجئے تا کہ میں اس کو بوسہ دوں۔

بس فوراً قبر شریف سے ایک منور ہاتھ جس کے روبرو آفتاب بھی ماند تھا باہر نکلا انہوں نے بیساختہ دوڑ کر اس کا بوسہ لیا۔ (ص 80 شکر النعمۃ)

نوے ہزار مسلمانوں نے آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک کی زیارت کی اور ان زائرین میں حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ بھی موجود تھے۔

ایک مرتبہ مولوی حسین احمد ٹانڈوی حضور ﷺ کے روضہ کی جالیوں کے سامنے درس حدیث دے رہے تھے تلامذہ میں سے ایک صاحب کو حیات النبی ﷺ کے متعلق کافی شکوک تھے دوران درس ایک بار انہوں نے جو نگاہیں اٹھائیں تو سامنے گنبد خضراء نہ تھا اور نہ ہی جالیاں بلکہ حضور نبی کریم ﷺ خود تشریف فرما

تھے۔ (ص 33 شیخ الاسلام کے حیرت انگیز کارنامے)

مولوی قاسم نانوتوی نے تو حیات النبی ﷺ کے بارے میں "آبِ حیات" نامی کتاب لکھی ہے۔

شیطان حیات النبی ﷺ کا منکر ہے

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ شیطان نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی اور کہا اے موسیٰ تجھے خدا نے رسالت عطا کی اور اپنے ساتھ ہم کلامی کا شرف بخشا میں گنہگار ہوں توبہ کرنا چاہتا ہوں آپ خدا کی بارگاہ میں میری شفاعت فرما دیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے دعا کی خدا تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ (علیہ السلام) میں نے تیری شفاعت سے اس کی توبہ قبول کی اسے کہو کہ وہ آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کرے تا کہ میں اس کی تقصیر کو معاف کردوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بات ابلیس سے کہی شیطان نے کہا۔

من زندہ اور اسجدہ نکردم مردہ اور اچرا سجدہ کنم

میں نے زندہ آدم کو سجدہ نہ کیا اب مردہ کو سجدہ کیوں کروں۔

(ج 1 ص 178 تفسیر عزیزی)

معلوم ہوا کہ نبی کو وفات کے بعد زندہ نہ ماننا شیطان کا طریقہ ہے اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو وفات کے بعد مردہ سمجھا۔

اب سنئے کہ انسان میں سے بھی شیطان ہوتے ہیں خدا فرماتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ.

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن کئے ہیں آدمیوں اور جنوں کے شیطان۔

اس سے معلوم ہوا کہ انسانوں میں سے بھی شیطان ہوتے ہیں اور نبی کو مردہ سمجھنا شیطان کا کام ہے لہٰذا جو انسان نبی کی حیات بعد الممات کا منکر ہو جان لو کہ وہ انسانوں میں سے شیطان ہے۔

ولی مرتا نہیں

جہاد کی دو اقسام ہیں ایک جہاد اصغر دوسرا جہاد اکبر۔ جہاد اصغر کافروں سے جنگ کا نام ہے اور جہاد اکبر نفس امارہ کے خلاف جنگ کا نام ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ رجعنا من الجهاد الاصغر الى جهاد الاكبر۔ ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹے جو جہاد اصغر یعنی کافروں کے ساتھ لڑتا ہوا مارا جائے اس کے بارے میں قرآن نے فرمایا۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۝

ترجمہ: جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل کر دیئے جائیں ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ لیکن تم نہیں جانتے۔

دوسری جگہ فرمایا۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ۝

ترجمہ: جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل کر دیئے جائیں ان کو مردہ خیال نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ جہاد اصغر یعنی کافروں سے لڑنے والے زندہ ہیں جب جہاد اصغر کرنے والے زندہ ہیں تو جہاد اکبر یعنی نفس امارہ کے خلاف جنگ کرنے والے بطریق اولیٰ زندہ ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مصن ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيَاةً طَيِّبَةً

ترجمہ: جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی جلائیں گے۔

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ.

ترجمہ: اور دور نہ کرو انہیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور شام اس کی رضا (وجہ) چاہتے ہیں۔

ایک اور جگہ فرمایا۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ.

ترجمہ: اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اس کی رضا (وجہ) چاہتے ہیں۔

ان دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ خدا کے مقبول بندے صالحین اور اولیاء کرام خدا کا وجہ مانگتے ہیں جب وہ خدا سے اس کا وجہ چاہتے ہیں تو خدا بھی ان کی مطلوبہ چیز ان کو عطا فرما دیتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے ولیوں سے وعدہ کیا ہے۔

لَاِنْ سَأَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ۔ اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں ضرور عطا کرتا ہوں۔

جب اولیاء کرام کو خدا کا وجہ مل جاتا ہے تو پھر وہ باقی باللہ ہو جاتے ہیں کیونکہ خدا کے وجہ کو فنا نہیں خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

كُلُّ شَيْئٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ

ہر چیز فانی ہے سوائے اس کے وجہ کے۔

ایک مقام پر یوں فرمایا۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ.

ترجمہ: زمین کی ہر چیز فنا ہے اور باقی ہے تیرے رب کا وجہ۔

جب خدا تعالیٰ کے وجہ کو فنا نہیں تو خدا کے جن اولیاء کرام کو خدا کا وجہ

حاصل ہو جاتا ہے وہ وفات کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں۔

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

جناں عشق نمازاں پڑھیاں اوہ کدی نہ مردے
شک ہوئی تے دیکھ لے جا کے قبراں تے دیوے بلدے

امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ:

الا ان اولیاء اللہ لایموتون بل ینتقلون من دار الی دار.

خبردار بے شک اللہ کے ولی مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ یہی بات دیوبندیوں کے پیر حاجی امداد اللہ مکی نے ''شمائم امدادیہ'' میں لکھی ہے۔

ترمذی شریف کی حدیث ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ ایک صحابی نے ایک قبر پر اپنا خیمہ نصب کیا لیکن اس کو اس جگہ قبر ہونے کا علم نہ تھا کچھ دیر کے بعد معلوم ہوا کہ یہاں کسی انسان کی قبر ہے اور اس میں سورہ ملک پڑھنے کی آواز آرہی ہے۔ جب وہ صحابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئے تو تمام واقعہ بیان کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا سورہ ملک اپنے پڑھنے والے کو عذاب سے نجات دینے والی ہے۔

یہ تو عہدِ رسالت کا واقعہ تھا اب دورِ صحابہ کا واقعہ پڑھیے:

حضرت امیر معاویہ کے دور میں مکہ اور مدینہ کے درمیان نہر کھودی گئی تو اتفاقاً وہ نہر اسی راستے سے آئی جس میں اُحد کا قبرستان تھا۔ مزدور کام کر رہے تھے۔ ایک مزدور نے کھدائی کرتے ہوئے زمین میں پھاوڑا مارا تو اتفاقاً وہاں ایک شہید دفن تھا تو وہ پھاوڑا اس کے پاؤں کے انگوٹھے میں جا لگا اور خون جاری ہو گیا۔ یہ ہے قبر میں حیات جسمانی کی دلیل۔ (ص 203 جذب القلوب)

زمانۂ تابعین کا ایک واقعہ:

حضرت ثابت بنانی چالیس سال حضرت انس بن مالک کی خدمت میں رہے ہیں۔ ایک دن اور ایک رات میں قرآن ختم کرتے تھے اور صائم الدہر تھے۔ پچاس سال تک رات کو سوئے نہیں جب ان کا انتقال ہوا تو ان کو لحد میں اتارا گیا جب کچی اینٹیں برابر کر چکے تو ایک گر گئی۔ جب اینٹ درست کرنے کے لئے ایک آدمی جھکا تو دیکھا کہ وہ قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں وہ ہر نماز کے بعد دعا مانگا کرتے تھے اے اللہ ! اگر تو نے کسی مخلوق کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے تو مجھے بھی اجازت فرما۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمالیا۔ (ص 9 کشف النور)

امام بیہقی نے لکھا ہے کہ ایک صالح عورت کا انتقال ہو گیا۔ ایک کفن چور اس کے جنازے کی نماز میں اس غرض سے شامل ہو گیا تاکہ ساتھ جا کر اس کی قبر کا پتہ لگائے جب رات ہو گئی تو وہ قبرستان میں گیا اور اس عورت کی قبر کھود کر کفن کو ہاتھ ڈالا تو وہ خدا کی بندی بول اُٹھی سبحان اللہ ایک جنتی شخص ایک جنتی عورت کا کفن اتارتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میری اور ان تمام لوگوں کی مغفرت فرما دی جنہوں نے میرے جنازے کی نماز پڑھی اور تو بھی ان میں شریک تھا۔ یہ سن کر اس نے فوراً قبر پر مٹی ڈال دی اور سچے دل سے تائب ہو گیا۔

(ص 205 شرح الصدور، شعب الایمان)

ایک بزرگ عبدالصمد خاں صاحب ایک مولوی صاحب سے قرآن پڑھا کرتے تھے۔ قضارا مولوی صاحب کا انتقال ہو گیا۔ ان کو سخت غم ہوا کہ ایسے شفیق استاد کہاں ملیں گے جب ان کو غسل دے کر کفن پہنایا تو فرماتے ہیں کہ میں خوشبو لینے ان کے حجرے میں آیا دیکھا کہ مولوی صاحب اندر موجود ہیں۔ میں نے کہا جنازہ تو باہر ہے اور آپ یہاں فرمایا تمہارا غم گوارا نہ ہوا تسلی رکھو۔ ہر روز ملاقات

ہوا کرے گی لیکن یہ راز فاش نہ کرنا چلو اب جنازہ پڑھو۔ ہم دوسروں کی نظروں سے غائب رہیں گے۔ چنانچہ وہ دفن میں میرے ساتھ رہے۔ قبرستان سے واپس ہوئے وہ ساتھ تھے میں نے کہا نکیرین کو کون جواب دے گا کہا یہ بات نہ پوچھو دو گھڑی بعد سلام کر کے چلے گئے۔ بعد میں ہر روز صبح کے وقت ملنے آتے ایک رات میں نے حجرے کے سوراخ میں پیشاب کر دیا صبح کو آئے تو کہا تمہارے حجرے سے بدبو آتی ہے اب ہم کبھی نہیں آئیں گے۔ ہر چند معذرت کی لیکن پھر کبھی نہیں آئے۔ (ص 95 تذکرہ غوثیہ)

کون کہتا ہے کہ ولی مر گئے

قید سے چھوٹے وہ اپنے گھر گئے

بخاری شریف میں یہ حدیث موجود ہے کہ

مَنْ رَّاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَةِ وَلَا یَتَمَثَّلَ الشَّیْطَانَ بِیْ.

ترجمہ: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا۔ اور شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔

اب سنئے کن کن خوش نصیب لوگوں کو جاگتے ہوئے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوئی ہے۔

حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ:

(۱) آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے ظہر سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔ آپ نے فرمایا بیٹا وعظ کیوں نہیں کہتے۔ آپ نے کہا میں ایک عجمی آدمی ہوں۔ بغداد کے فصیح و بلیغ لوگوں کے سامنے کیسے وعظ کروں۔ آپ نے فرمایا اپنا منہ کھولو میں نے اپنا منہ کھولا تو آپ ﷺ نے سات مرتبہ اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا اور فرمایا لوگوں کو وعظ کرو اور ان کو اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت سے بلاؤ۔ غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں

نے نماز ظہر ادا کی اور بیٹھ گیا۔ بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے میں نے مجلس میں دیکھا کہ میرے قریب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں اور مجھے فرمایا بیٹا کیا بات ہے وعظ کیوں نہیں کہتے۔ میں نے ان کے سامنے بھی یہی عذر پیش کیا تو انہوں نے بھی فرمایا اپنا کھولو میں نے اپنا منہ کھولا تو انہوں نے چھ مرتبہ اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا۔ میں نے عرض کی آپ نے سات مرتبہ مکمل کیوں نہ کیا فرمایا نبی کریم ﷺ کے ادب کی وجہ سے۔ (ج 2 ص 259 الحاوی، 25 بہجۃ الاسرار)

لعاب اپنا چٹایا احمد مختار نے ان کو
تو پھر کیسے نہ ہوتا بول بالا غوث اعظم کا

(۲) سید کبیر المعروف بہ شیخ بقاء کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس میں وعظ سن رہا تھا اچانک آپ نے سلسلہ کلام ختم کیا اور منبر سے زمین پر آ گئے۔ پھر منبر کے دوسرے درجے پر جا بیٹھے۔ میں نے دیکھا کہ پہلا زینہ اتنا وسیع ہو گیا کہ حد نگاہ تک پھیل گیا۔ اس پر ریشمی فرش بچھ گیا۔ رسول اکرم ﷺ اس پر تشریف فرما ہوئے۔ حضرت صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی، اور حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بھی ساتھ ہی بیٹھے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دل پر تجلی ڈالی آپ جھکے اور قریب تھا کہ آپ زمین پر گر پڑتے مگر رسول اکرم ﷺ نے سہارا دیا پھر آپ سمٹنے لگے یہاں تک کہ آپ کا وجود چڑیا کی طرح چھوٹا ہو گیا چند لمحوں کے بعد یہ وجود بڑھنے لگا حتیٰ کہ ایک ہیبت ناک صورت اختیار کر گیا۔ پھر یہ سب کچھ میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

پھر شیخ بقاء سے غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے چھوٹا اور بڑا ہونے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمانے لگے کہ پہلی تجلی تو ایسی تھی کہ اس کے ظہور کے وقت کوئی شخص قائم نہیں رہ سکتا جب تک کہ تائید نبوی حاصل نہ ہو۔ اگر نبی کریم ﷺ سہارا نہ

دیتے تو آپ گر جاتے۔ دوسری تجلی جلالی تھی جس سے آپ چھوٹے ہو گئے اور تیسری تجلی جمالی تھی جس سے آپ بڑھ گئے۔

سنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں
میرے گھر میں بھی ہو جائے چراغاں یارسول اللہ ﷺ

(ص 73 نزہتہ الاخاطر الفاتر)

(۳) شیخ ابوالعباس نے کہا کہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی کی مجلس میں حاضر ہوا وہاں اس وقت تقریباً دس ہزار کا مجمع تھا۔ ان میں حضرت علی بن ہیتی موجود تھے۔ وعظ سنتے ہوئے ان پر نیند کا غلبہ ہوا۔ محبوب سبحانی نے تمام سامعین سے فرمایا چپ رہو سب لوگ خاموش ہو گئے اور صرف سانس ہی سنائی دیتا تھا۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کرسی سے اتر کر شیخ علی بن ہیتی کے سامنے کھڑے ہو گئے اور غور سے ان کی طرف دیکھنے لگےاس کے بعد شیخ علی بن ہیتی بیدار ہو گئے۔ محبوب سبحانی نے ان سے کہا کیا آپ نے اس وقت حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے فرمایا جی ہاں محبوب سبحانی نے فرمایا میں اس وقت منبر سے ادب کے لئے اتر آیا تھا پھر پوچھا کہ حضور ﷺ نے تمہیں کیا نصیحت کی انہوں نے فرمایا آپ کی رفاقت کی پھر شیخ علی بن ہیتی نے کہا کہ جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا آپ نے بیداری میں دیکھا۔ (ص 26 بہجتہ الاسرار، مدارج النبوت)

ان واقعات سے پتہ چلا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی نے رسول اللہ ﷺ کو بیداری میں دیکھا اور یہ نبی کریم ﷺ کے زندہ ہونے کی دلیل ہے۔

شیخ خلیفہ بن موسیٰ النہر ملکی:

یہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ہمعصر تھے ان کے اکثر افعال حضور ﷺ سے حاصل ہوتے تھے۔ بیداری میں یا خواب میں۔ ان کو ایک رات میں سترہ مرتبہ حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ زیارت کراتے

وقت فرمایا کہ اے خلیفہ میری بار بار زیارت سے تنگ نہ ہونا (یہ تیری خوش قسمتی ہے) ورنہ کئی اولیاء اللہ اپنی زندگی میں دیدار کی حسرت لئے اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور ان کو دیدار میسر نہ ہوا پھر جب خلیفہ کی موت کا وقت آیا تو کلمہ شہادت پڑھ کر ہشاش بشاش چہرے سے فرمایا۔

ھذا محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم واصحابہ یبشرونی برضوان اللہ وصلوٰاتہ.

(ص 2 ج 259 الحاوی، ص 203 بہجۃ الاسرار)

ترجمہ: یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ میرے سامنے موجود ہیں اور مجھے اللہ تعالٰی کی رضا مندی اور رحمت کی خوشخبری دے رہے ہیں۔

تھوڑی دیر ہوئی اک آیا کالیاں زلفاں والا
دو گھڑیاں میرے من وچہ بیٹھا کر گیا نور اجالا

حضرت شیخ ابو العباس المرسی نے فرمایا:

لَوْحُجِبَ عَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ طَرْفَۃَ عَیْنٍ مَاعَدَدْتُّ نَفْسِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَo (ص 2 ج 260 الحاوی)

ترجمہ: اگر ایک آنکھ جھپکنے کے برابر رسول پاک ﷺ میری نگاہوں سے اوجھل ہو جائیں تو میں اپنے آپ کو مسلمان ہی نہ سمجھوں۔ نیز آپ سے ایک آدمی نے کہا آپ مختلف شہروں میں گئے ہیں اور آپ نے بہت سے مردان خدا سے ملاقات کی۔ ان سے مصافحہ بھی کیا ہوگا۔ اب آپ میرے ساتھ مصافحہ کریں۔ آپ نے فرمایا۔

وَاللّٰہُ مَاصَافَحْتُ بِکَفِّیْ ھٰذِہٖ اِلَّا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ۔ (ص 2 ج 259 الحاوی)

ترجمہ: خدا کی قسم میں نے اس ہاتھ سے جب بھی مصافحہ کیا تو رسول کریم ﷺ ہی سے کیا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی نے فرمایا:

میں نے ستر دفعہ سے زیادہ بیداری میں حضور ﷺ کی زیارت کی ہے۔ میں نے ایک دفعہ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیا میں اہل جنت سے ہوں ۔فرمایا ہاں پھر میں نے عرض کی کیا کسی قسم کا عذاب مجھ پر نہ ہوگا فرمایا ہاں۔ شیخ عطیہ کہتے ہیں۔ میں نے امام جلال الدین سیوطی سے عرض کی ۔ ایک ضروری کام کے لئے میرے ساتھ سلطان غوری کے پاس چلیں اور سفارش فرمادیں تو انہوں نے فرمایا اے عطیہ مجھے بیداری میں حضور ﷺ کی زیارت ہوتی رہتی ہے۔ مجھے خطرہ ہے کہ غوری کی ملاقات مجھے اس سے محروم نہ کردے۔

(ص 133 ج 1 الیواقیت والجواہر)

علامہ عبدالوہاب شعرانی:

علامہ عبدالوہاب شعرانی نے بیداری میں اپنے آٹھ ساتھیوں سمیت رسول اللہ ﷺ سے بخاری شریف پڑھی ہے۔ (ص 46 نجم الہدیٰ)

حضرت سید عبداللہ:

حضرت سید عبداللہ ایک مرتبہ جنگل میں ایک مسجد میں اپنے استاد کے ساتھ قرآن کا ورد کررہے تھے۔ حافظ سید عبداللہ قرآن سن رہے تھے اور ان کے استاد قاری صاحب آنکھیں بند کر کے قرآن پڑھ رہے تھے اچانک کچھ سبز پوش عربی شکل وصورت کے لوگ ظاہر ہوئے۔ ان کا سردار مسجد کے قریب کھڑے ہو کر قاری صاحب کی قرأت سننے لگا اور فرمایا۔ بارک ادیت حق القرآن۔ اللہ برکت دے تو نے قرآن کا حق ادا کردیا اور پھر وہ لوگ واپس چلے گئے جب

سورت ختم ہوئی تو انہوں نے حافظ سید عبداللہ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ تھے کہ ان کی ہیبت سے میرے دل پر لرزہ طاری ہو گیا لیکن قرآن کے ادب کی وجہ سے میں اُٹھ نہ سکا۔ حافظ سید عبداللہ نے کہا وہ لوگ اس قسم کی وضع کے تھے جب ان کا سردار آیا تو میں ان کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا۔ اسی اثنا میں ان کی طرح کی وضع کا ایک اور آدمی آیا اور کہنے لگا کل میں نبی کریم ﷺ کے صحابہ کے ساتھ آپ کی مجلس میں موجود تھا۔ آپ نے فرمایا کل ہم فلاں جنگل کی مسجد میں فلاں قاری صاحب کا قرآن سننے جائیں گے کیا نبی کریم ﷺ صحابہ کے ساتھ تشریف لائے ہیں یا نہیں اگر آئے ہیں تو اب کہاں گئے ہیں۔ قاری صاحب اور حافظ سید عبداللہ نے دیکھا کہ دائیں بائیں کوئی نظر نہ آیا مدت تک اس جنگل سے خوشبو آتی رہی۔

(ص 16 نفاس العارفین)

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے
جس راہ چل گئے کوچے بسا دیئے

جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو باغیوں نے اپنے محاصرے میں لے لیا تو ان کو میٹھا پانی نہ پہنچنے دیا۔ حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں میں عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سلام کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوا۔ انہوں نے فرمایا مرحبا میرے بھائی کو میں نے اس کھڑکی میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی آپ نے مجھے فرمایا اے عثمان! تجھے محصور کر دیا گیا ہے میں نے عرض کی جی ہاں! فرمایا انہوں نے تجھے پیاسا رکھا میں نے عرض کی جی ہاں! مجھے آپ ﷺ نے پانی کا ایک ڈول دیا میں نے سیر ہو کر پانی پیا یہاں تک کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں ان باغیوں کے خلاف تیری مدد کروں اور اگر تو پسند کرے تو تو ہمارے ہاں روزہ افطار کر لینا۔ میں نے آپ ﷺ کے ہاں افطاری پسند کی اسی دن آپ قتل کر دیئے گئے۔

(ج 2 ص 336 سنن سعید بن منصور، ج 2 ص 262 الحاوی، ج 7 ص 182 البدایہ)

اس واقعہ سے پتہ چلا کہ

(۱) نبی کریم ﷺ اپنی امت کے حالات سے باخبر ہیں جیسے کہ آپ ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تجھے محصور کر دیا گیا تیرا پانی بند کر دیا گیا۔

(۲) آپ ﷺ وفات کے بعد بھی مدد کر سکتے ہیں جیسے کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر تو چاہے تو تیری مدد کی جائے۔

(۳) ہمارے نبی کریم ﷺ مشکل کشا ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا پانی بند کر دیا گیا آپ پانی کے نہ ملنے کی وجہ سے سخت پریشانی اور مشکل میں مبتلا تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو پانی کا ڈول دے کر ان کی مشکل کشائی فرمائی۔

یا خدایا مصطفیٰ ؐ مشکل میں دونوں نام لو
حاجتیں برآئیں گی تاثیر ہے دونوں کی ایک

ان تمام مذکورہ واقعات سے ثابت ہوا کہ کچھ خوش قسمت انسان ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو جاگتے ہوئے بیداری میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اولیاء کرام ہوتے ہیں جو ولایت کے اعلیٰ منصب پر فائز ہوتے ہیں۔ یہ شریعت وطریقت کے جامع ہوتے ہیں ان کو معرفت اور حقیقت کا اعلیٰ مقام حاصل ہوتا ہے۔ ان واقعات سے معلوم ہوا کہ

(۱) حضور ﷺ زندہ ہیں کیونکہ بیداری میں زیارت زندہ ہونے کا بین ثبوت ہے۔

(۲) حضور ﷺ کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے یہ اختیار حاصل ہے کہ آپ ﷺ جس جگہ چاہیں تشریف لے جا سکتے ہیں۔

بیداری میں حضور علیہ السلام کی زیارت کی وجوہات:

وجہ اول:

حضور علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے سراجاً منیراً کہا ہے۔ خدا فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا۔

ترجمہ: اے غیب کی خبریں دینے والے بے شک ہم نے تجھے حاضر و ناظر بنا کر بشارت دینے والا ڈر سنانے والا اور اللہ کی اجازت سے اللہ کی طرف بلانے والا بنا کر اور روشنی دینے والا آفتاب بنا کر بھیجا۔

سورج کو بھی خدا تعالیٰ نے سراج فرمایا ہے۔ اللہ فرماتا ہے وجعل الشمس سراجا اور سورج کو سراج بنایا۔ ثابت ہوا کہ سورج آسمان دنیا کا آفتاب ہے اور حضور علیہ السلام آسمان نبوت کے آفتاب ہیں۔ آسمان دنیا کے آفتاب سے کوئی چیز کسی ملک میں پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ زمین و آسمان اس کے نور سے منور ہیں۔ اسی طرح آسمان نبوت کے آفتاب حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام سے بھی کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی۔

حضور علیہ السلام نے معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ پھر ان کو بیت المقدس میں بھی دیکھا۔ یہاں تمام انبیاء نے آپ علیہ السلام کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ پھر انسے جدا ہو کر آسمانوں کی طرف تشریف لے گئے تو پہلے آسمان پر حضرت آدم، دوسرے پر حضرت عیسیٰ، تیسرے پر حضرت یوسف، چوتھے پر حضرت ادریس، پانچویں پر حضرت ہارون، چھٹے پر حضرت موسیٰ اور ساتویں پر حضرت ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔ پھر اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے یہ مرتبہ ہے تو ہمارے نبی کریم علیہ السلام کے لئے

اپنے مزار پاک میں رہ کر ہر جگہ موجود ہونا زیادہ لائق اور اولیٰ ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اگر حضرت موسیٰ کلیم اللہ آن واحد میں عالم دنیا یعنی بیت المقدس عالم برزخ یعنی قبر عالم آخرت چھٹے آسمان پر موجود ہو سکتے ہیں تو پھر حبیب اللہ ﷺ کا کیا کمال ہوگا۔ آپ ﷺ بھی آن واحد میں مختلف مقامات پر موجود ہو سکتے ہیں اور لوگ آپ کے دیدار سے مشرف ہو سکتے ہیں۔

وجہ دوم:

جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس نکیرین آ کر یہ سوال کرتے ہیں ماکنت تقول فی ھذا الرجل یعنی مرنے والے کو قبر میں حضور ﷺ کی زیارت ہوتی ہے۔ قبر میں حضور ﷺ ہر مدفون کے سامنے جسم اور روح کے ساتھ موجود ہوتے ہیں اور دنیا میں ہزاروں جگہوں پر لوگ دفن ہوتے ہیں اور آپ ﷺ ہر ایک کی قبر میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔

قبر میں سرکار آئیں تو میں قدموں پر گروں
اور فرشتے مجھ سے پوچھیں تو ان سے یوں کہوں
کہ میں پائے ناز سے اے فرشتوں کیوں اُٹھوں
مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دلربا کے واسطے

وجہ سوم:

فرشتے اپنی حالت اصلی سے زندہ ہیں اور ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں۔ ہمیں نظر نہیں آتے اسی طرح اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے لیکن ہمیں نظر نہیں آتا۔ ہماری آنکھوں سے پوشیدہ ہوتا ہے جب خدا چاہتا ہے کہ کوئی بندہ آپ کے دیدار سے مشرف ہو تو تمام حجابات اُٹھا دیئے جاتے ہیں اور وہ حضور ﷺ کی ذات مقدسہ کو دیکھ لیتا ہے چنانچہ شیخ ابو العباس طنجی فرماتے ہیں کہ میں سید احمد رفاعی کی

خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی مجھے سلوک کی تعلیم دیں۔ انہوں نے فرمایا میں تیرا شیخ نہیں تیرا شیخ عبدالرحیم ہے۔ جو قنا میں رہتا ہے میں نے قنا کی طرف سفر کیا اور شیخ عبدالرحیم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے فرمایا کیا تجھے رسول اللہ ﷺ کی معرفت حاصل ہے میں نے عرض کی نہیں۔ انہوں نے فرمایا بیت المقدس کی طرف جاؤ۔ تجھے رسول کریم ﷺ کی معرفت حاصل ہو جائے گی جونہی میں نے سرزمین بیت المقدس میں قدم رکھا میں نے دیکھا کہ زمین و آسمان اور عرش و کرسی رسول اکرم ﷺ کی ذات سے بھرے ہوئے ہیں۔ میں واپس شیخ عبدالرحیم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے دریافت کیا کیا تجھے رسول پاک ﷺ کی معرفت حاصل ہو گئی میں نے عرض کی ہاں فرمایا اب تمہاری طریقت مکمل ہو گئی۔ پھر فرمایا کوئی قطب کوئی اوتاد اور کوئی ابدال اور کوئی ولی کامل نہیں بن سکتا جب تک کہ اسے رسول اکرم ﷺ کی معرفت حاصل نہ ہو جائے۔ (ج 2 ص 260 الحاوی)

اُٹھ گیا پردہ نگاہوں سے تو آپ آئے نظر
اب جدھر بھی دیکھتا ہوں جلوہ فرما آپ ہیں

یہ کیفیت بھی بار ہا مجھ پر گزر گئی
تھا جلوہ حضور جہاں تک نظر گئی

وجہ چہارم:

آپ ﷺ کا جسم مبارک ایسا عظیم اور وسیع ہو جائے کہ ہر دیکھنے والا آپ ﷺ کی زیارت سے بخوبی مشرف ہو سکے علامہ نبہانی نے لکھا ہے۔

ان جسده الشريف لايخلوا منه زمان ولا مكان ولا محل ولا مكان ولا عرش ولا لوح ولا كرسى ولا قلم ولا برولا بحر ولا سهل ولا وعرولا برزخ ولا قبر۔ (ج 2 ص 115 جواہر البحار)

ترجمہ: بے شک آپ ﷺ کے وجود پاک سے کوئی زمانہ محل عرش لوح کرسی قلم

خشکی وتری میدان اور پہاڑ اور برزخ اور قبر خالی نہیں۔

بحکم خدا تم ہو موجود ہر جا
بظاہر ہے طیبہ ٹھکانہ تمہارا

وجہ پنجم:

اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کے سامنے عالم علوی اور سفلی کو ایسے کر دے جیسے تمام دنیا عزرائیل کے سامنے چنانچہ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی نے لکھا کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص منتہائے مشرق میں رہتا ہے اور دوسرا منتہائے مغرب میں اور دونوں کی موت کا وقت ایک ہی مقرر ہے۔ پس آپ بیک وقت ان دونوں کی روح کو کیسے قبض کریں گے۔ حضرت عزرائیل نے جواب دیا کہ سب دنیا جمیع اطراف کے ساتھ میرے سامنے لپیٹ دی گئی ہے۔ وہ میرے سامنے ایسے موجود رہتی ہے جیسے کھانے والے کے سامنے پیالہ میں جب چاہتا ہوں اس سے تناول کر لیتا ہوں یعنی جب کسی کی موت کا وقت قریب ہوتا ہے تو میں اس کی روح قبض کر لیتا ہوں اور مجھے اس میں کسی قسم کی دقت محسوس نہیں ہوتی جیسے کھانے والے کے سامنے کھانا موجود ہو تو اسے کھانا کھانے میں کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی جتنا چاہے کھا سکتا ہے۔ (ص 487 جواہر البحار)

ملک الموت ہمارے نبی کریم علیہ السلام کے امتی ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ارسلت الی الخلق کافۃ۔ حضور علیہ السلام ساری مخلوق کے رسول ہیں اور ملک الموت بھی مخلوق ہے لہٰذا حضور علیہ السلام اس کے بھی رسول ہیں یا یوں کہو کہ وہ حضور علیہ السلام کا امتی ہے جب امتی کے سامنے زمین پیالے کی طرح ہے تو پھر نبی کے سامنے کیسی ہو گی۔

وجہ ششم:

رسول اللہ ﷺ چاند ہیں دلائل ملاحظہ ہوں۔

(۱) ہجرت کے قریب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ آسمان سے چاند اتر کر مکہ میں آیا اور اس کی روشنی سے تمام دشت و بیابان روشن ہو گئے۔ بعد ازاں چاند آسمان کی طرف واپس چلا گیا اور پھر مدینہ میں اترا اور بہت سے ستارے بھی اس کے ساتھ متحرک ہوئے۔ اس کے بعد چاند نے پھر مکہ کی طرف رجوع کیا اور بجز تین سو ساٹھ گھروں کے زمین مدینہ اسی طرح روشن رہی اور چاند کے آنے سے زمین حرم پھر روشن ہو گئی اور آخر میں پھر وہ چاند مدینہ کی طرف روانہ ہوا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں شگاف زمین میں پوشیدہ ہو گیا اور بعینہٖ خارج میں بھی اسی طرح واقع ہوا کہ پہلے حضور ﷺ نے اعلان نبوت مکہ میں فرمایا پھر مدینہ کی طرف صحابہ کے ساتھ ہجرت کی۔ پھر فتح مکہ کے لئے مکہ آئے۔ پھر مدینہ چلے اور وفات پا کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں خواب استراحت میں جلوہ فرما ہوئے۔

(ج 2 ص 139 زالتہ الخفاء)

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے خواب میں تین چاند دیکھے جو میرے حجرے میں آئے جب نبی کریم ﷺ نے وفات پائی اور آپ ﷺ میرے حجرے میں دفن ہوئے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تمہارے ان تین چاندوں میں سے ایک اور بہتر چاند آپ ﷺ تھے۔ (ج 2 ص 139 ازالتہ الخفاء)

(۳) حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت سودہ بنت زمعہ پہلے سکران بن عمرو برادر سہیل بن عمرو کی بیوی تھی۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ

نبی کریم ﷺ سامنے سے تشریف لائے۔ حتیٰ کہ آپ نے سودہ کی گردن پر پاؤں رکھا اس نے اس خواب کی خبر اپنے خاوند کو دی۔ اس نے کہا اگر تمہارا یہ خواب سچا ہے تو میں مر جاؤں گا اور تو میرے بعد حضرت محمد ﷺ سے شادی کرے گی پھر ایک اور رات اس نے خواب دیکھا کہ آسمان سے اس پر چاند گرا اور وہ لیٹی ہوئی تھی۔ اس نے پھر اپنے خاوند کو یہ خواب بتایا اس نے کہا اگر تمہارا یہ خواب سچا ہے تو میں چند دن کا مہمان ہوں میں مر جاؤں گا اور تو میرے بعد شادی کرے گی۔ سکران اسی دن بیمار ہو گیا اور تھوڑے دنوں کے بعد فوت ہو گیا اور حضرت سودہ نے رسولِ خدا ﷺ سے شادی کر لی۔ (طبقات ابن سعد 567 حجۃ اللہ علی العالمین)

(۴) حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہمارے علاقے میں نبی کریم ﷺ کے آنے سے تین دن پہلے میں نے خواب دیکھا کہ مدینہ سے چاند آیا اور میری آغوش میں آ گیا۔ میں نے یہ خواب کسی کو بتانا مناسب نہ سمجھا جب حضور ﷺ ہمارے علاقے میں تشریف لائے تو ہم قیدی بنا لئے گئے۔ میں نے اپنا خواب رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں بیان کیا انہوں نے مجھے آزاد کر کے میرے ساتھ نکاح کر لیا۔ (ج 4 ص 50 دلائل النبوت 567 حجۃ اللہ علی العالمین)

(۵) حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ کی آنکھ میں ایک سبز نشان دیکھا۔ فرمایا یہ سبز نشان کیسا ہے کہا میرے سابق شوہر ابن ابی حقیق کی گود میں میرا سر تھا اور میں خواب میں تھی۔ میں نے دیکھا کہ میری آغوش میں چاند آ گیا۔ میں نے اپنے خاوند کو اس کی خبر دی اس نے مجھے طمانچہ مارا اور کہا کیا مدینے کے بادشاہ یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ کی تمنا رکھتی ہے۔

(ج 4 ص 232 دلائل النبوت، 567 حجۃ اللہ علی العالمین)

جب یہ ثابت ہو گیا کہ رسول خدا ﷺ چاند ہیں تو اب سنئے کہ چاند کو مشرق و مغرب کی دنیا بیک وقت یکساں دیکھتی ہے اور اس کی روشنی نے تمام دنیا

کو منور کر رکھا ہوتا ہے اور ہر ملک کے باشندے اسے دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم علیہ السلام کو بھی یہی حیثیت عطا فرمائی ہے اور اس میں کوئی تعجب نہیں لہٰذا آپ علیہ السلام بھی ہر جگہ سے خوش نصیب لوگوں کو اپنا دیدار کراتے ہیں۔

چاند سے تشبیہہ دوں یہ بھی کوئی انصاف ہے

چاند پر دھبے ہیں اور مدنی کا چہرہ صاف ہے

وجہ ہفتم:

وصال کے بعد حضرات انبیاء علیہم السلام کی حالت ملائکہ جیسی ہو جاتی ہے اور ان کا مزاج ان کی طرح ہو جاتا ہے۔ فرشتے آن کی آن میں کہیں سے کہیں پہنچ جاتے ہیں۔ وفات کے بعد یہی حال نبیوں کا ہو جاتا ہے مثلاً معراج کی رات حضرت آدم علیہ السلام نے ذرا سے عرصہ میں ایک ہزار سال کا راستہ طے کر لیا اور حضرت یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام نے دو ہزار سال کا راستہ طے کر لیا۔ اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے تین ہزار سال، حضرت ادریس علیہ السلام نے چار ہزار سال، حضرت ہارون علیہ السلام نے پانچ ہزار سال، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چھ ہزار سال اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سات ہزار سال کا راستہ طے کر لیا تو اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تھوڑی سی دیر میں زمین و آسمان کی سیر کر لیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ مصطفےٰ تمام انبیاء سے فائق اور بالا ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کو خدا کی طرف سے یہ اختیار ہے کہ سرعت سیر کی صورت میں اپنے غلاموں اور مشتاقوں کو اپنا دیدار کرائیں۔

گزشتہ سطور میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ سورج آسمان کا آفتاب ہے اور حضور علیہ السلام آسمان نبوت کے آفتاب ہیں۔ آسمان دنیا کے آفتاب کی سرعت سیر کے بارے میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول پاک علیہ السلام نے جبرئیل سے دریافت فرمایا کہ کیا آفتاب ڈھل گیا ہے۔ انہوں نے

جواب دیا نہیں پھر فوراً کہا ہاں آپ نے فرمایا یہ کیا جواب ہوا۔ انہوں نے کہا جب میں نے نہیں کہا اس وقت نہ ڈھلا تھا جب ہاں کہا ڈھل گیا تھا اور اتنی دیر میں آفتاب نے اپنی مدار پر ایک لاکھ پچاس میل کا فاصلہ طے کر لیا تھا۔

(ص 504 غنیۃ الطالبین)

مقام غور ہے کہ آفتاب جو ہماری نبی کریم ﷺ کے نور سے بنا ہے اس کی سرعت سیر کا یہ عالم ہے کہ آن میں ایک لاکھ پچاس ہزار میل کا فاصلہ طے کر لیتا ہے تو آفتاب نبوت کی سرعت سیر کا کیا کمال ہوگا۔

حیران ہوئے برق اور نظر اک آن ہے اور برسوں کا سفر
راکب نے کہا اللہ غنی مرکب نے کہا سبحان اللہ

وجہ ہشتم:

خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا۔ بے شک ہم نے تجھے شاہد بنا کر بھیجا اور شَهِدَ يَشْهَدُ کا ایک معنی حاضر و ناظر ہونا بھی ہے۔ قرآنی دلائل ملاحظہ ہوں۔

دلیل نمبر 1. خدا فرماتا ہے جب کنوارہ لڑکا اور کنواری لڑکی آپس میں زنا کا ارتکاب کر بیٹھیں تو دونوں کو سو سو کوڑے مارے جائیں اور جب ان کو یہ سزا دی جائے تو وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو۔

دلیل نمبر 2. جب بلقیس کے پاس حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط پہنچا تو اس نے اپنے درباریوں کو بلایا اور قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ۔

ترجمہ: بولی اے سرداروں میرے اس معاملے میں مجھے رائے دو میں کسی معاملے میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک کہ تم میرے پاس حاضر نہ ہو۔

دلیل نمبر 3. اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِکَۃَ اِنَاثًا وَّھُمْ شَاھِدُوْنَ۔

ترجمہ: یا ہم نے ملائکہ کو عورتیں پیدا کیا اور وہ حاضر تھے۔

دلیل نمبر 4. خدا تعالیٰ نے ولید بن مغیرہ مخزومی کے بارے میں فرمایا۔

وَجَعَلْتُ لَہٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا وَبَنِیْنَ شُھُوْدًا

ترجمہ: اور میں نے اسے وسیع مال دیا اور بیٹے دیئے سامنے حاضر رہنے والے۔

دلیل نمبر 5. خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَدَاوٗدَ وَسُلَیْمَانَ اِذْ یَحْکُمَانِ فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِیْہِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَکُنَّا لِحُکْمِھِمْ شَاھِدِیْنَ.

ترجمہ: اور داؤد اور سلیمان کو یاد کرو جب کھیتی کا ایک جھگڑا چکاتے تھے جب رات کو اس میں کچھ لوگوں کی بکریاں چھوٹیں اور ہم ان کے حکم کے وقت حاضر تھے۔

ان براہین قاطعہ سے ثابت ہوا کہ شاہد کے معنی ہیں موجود ہونا حاضر ہونا چونکہ حضور ﷺ شاہد ہیں لہٰذا حضور حاضر و ناظر ہیں۔ اب دیکھنا ہے کہ آپ ﷺ کہاں کہاں موجود و حاضر ہیں تفسیر جمل بیضاوی اور جلالین وغیرہ میں ہے کہ:

اِنَّا اَرْسَلْنَاکَ شَاھِدًا عَلٰی مَنْ بُعِثْتَ اِلَیْھِمْ.

ترجمہ: ہم نے تمہیں ان سب پر حاضر و ناظر بنا کر بھیجا جن کی طرف آپ ﷺ رسول بنا کر بھیجے گئے اور حضور ﷺ ساری مخلوق کے رسول ہیں۔ حدیث میں ہے۔

اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً۔ میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

پس ثابت ہوا کہ آپ ﷺ ساری کائنات کا مشاہدہ فرما رہے ہیں تمام مخلوق کو دیکھ رہے ہیں ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور کاملین اولیاء کرام کو آپ ﷺ کے جلوے ہر جگہ نظر آتے ہیں لیکن

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

اعتراض:

اگر انبیاء علیہم السلام کی زندگی حقیقی اور جسمانی ہے تو اس کے لوازمات کا پایا جانا بھی ضروری ہے قاعدہ ہے۔ **اذا ثبت الشئی ثبت بجمیع لوازمہ۔** جب کوئی چیز ثابت ہوتی ہے تو اپنے تمام لوازمات کے ساتھ ثابت ہوتی ہے لیکن یہ حقیقت نا قابل انکار ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے لئے جسمانی اور حقیقی زندگی کے لوازمات بالکل ثابت نہیں نہ وہ جسمانی غذا کھاتے ہیں نہ ہوا میں سانس لیتے ہیں، نہ پانی پیتے ہیں، نہ ان کے بدن میں حرکت ہوتی ہے، نہ کسی قسم کا جسمانی فعل ان سے سرزد ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں حقیقی اور جسمانی زندگی کیسے تسلیم کی جائے۔

جواب:

ہم انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقی اور جسمانی مانتے ہیں لیکن برزخی نہ کہ دنیاوی اور حیات حقیقی جسمانی کے لوازمات ہر عالم میں یکساں نہیں ہوتے۔ عالم کے بدل جانے سے لوازمات کی نوعیت بدل جاتی ہے مثلاً

بچہ پیدا ہونے سے پہلے ماں کے پیٹ میں حیات حقیقی جسمانی کے ساتھ زندہ ہوتا ہے اور پیدا ہونے کے بعد بھی وہ زندہ ہوتا ہے لیکن دونوں حالتوں میں لوازمات حیات یکساں نہیں باوجود یہ کہ حیات ہر حال میں یکساں ہے۔ پس اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی حیات کو بھی سمجھ لیجئے کہ وہ قبل از وفات اور بعد الوفات دونوں حالتوں میں حقیقی جسمانی ہے لیکن دنیا میں اور برزخ میں لوازمات حیات یکساں نہیں۔ عالم برزخ میں انبیاء علیہم السلام اور شہداء کرام رزق دیئے جاتے ہیں، کھاتے پیتے ہیں، فرحت وسرور پاتے ہیں۔ حدیث ہے **فنبی اللہ**

حیی یرزق۔ اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے رزق دیا جاتا ہے۔ علی ھذا القیاس تمام لوازمات حیات حقیقی انہیں حاصل ہیں لیکن ان کی نوعیت اسی طرح بدلی ہوئی ہے جس طرح پیدا ہونے والے بچے کے لوازمات حیات کی نوعیت ماں کے پیٹ میں اور پیدائش کے بعد اس عالم میں بدلی ہوئی ہے۔

اس سے بھی روشن مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وجود گرامی ہے کہ وہ بالاتفاق اور بالاجماع اب تک آسمانوں پر زندہ ہیں اور اسی حیات حقیقی جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں جو انہیں دنیا میں حاصل تھی لیکن ظاہر ہے کہ آسمانوں میں ان کے لئے وہ لوازمات حیات نہیں پائے جاتے جو اس عالم میں حاصل تھے مثلاً دنیاوی غذا کھانا، پانی پینا، دنیاوی لباس پہننا۔

جب عیسیٰ علیہ السلام کے لئے اس عالم دنیا کے لوازمات کے بغیر آسمانوں پر حیات حقیقی جسمانی حاصل ہے تو دیگر انبیاء علیہم السلام اور شہداء کرام کو عالم برزخ میں لوازمات دینویہ کے بغیر جسمانی حقیقی حیات کیوں حاصل نہیں؟

اعتراض:

خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَاِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ۔ تجھ پر بھی وفات طاری ہونے والی ہے اور وہ بھی مرنے والے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی موت عام انسانوں کی طرح ہوتی ہے۔ نبی علیہ السلام کو وفات کے بعد کسی قسم کا علم اور ادراک نہیں ہوتا یہی ان کی موت ہے۔

جواب:

نبی کی موت عوام کی موت سے مختلف ہوتی ہے اس لئے موت کا حکم لگانے میں اِنَّکَ مَیِّتٌ الگ فرمایا گیا اور اِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ علیحدہ ارشاد ہوا تا کہ لوگ سمجھ لیں کہ رسول اللہ ﷺ کی موت دوسروں کی موت سے الگ ہے۔

حضور ﷺ کی موت اور ہماری موت میں فرق:

نمبر 1. حضور ﷺ کو اختیار تھا کہ حضور ﷺ دنیا میں رہیں یا رفیق اعلیٰ کی طرف تشریف لے جائیں چنانچہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کے مجمع عام میں فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَیَّرَ عَبْدًا بَیْنَ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَاعِنْدَ اللّٰہِ فَاخْتَارَ ذَالِکَ الْعَبْدُ مَاعِنْدَ اللّٰہِ.

(ج 22 ص 328 طبرانی کبیر)

(ج 14 ص 559 مصنف ابن ابی شیبہ) (ص 38 تاریخ الخلفاء)

ترجمہ: بے شک ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے دنیا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے کے درمیان اختیار دیا ہے پس اس بندے نے اس چیز کو اختیار کیا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

اس ارشاد کو سن کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رونے لگے صحابہ نے آپ کے رونے پر تعجب کیا بعد میں جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو اب صحابہ سمجھے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ عالم تھے کہ وہ آپ ﷺ کے ارشاد کو سن کر اس لئے روئے کہ اس بندے سے مراد خود حضور ﷺ کی ذات تھی۔

دل دی پیاس بجھاون کارن میں کھوہ اکھیاں دا گیڑاں
جی کردا اج سامنے بہہ کے درد پرانے چھیڑاں
اک تگادر عشق ترے دا دوجی بُری جدائی
دور وسیندیاں سجناں مینوں سخت مصیبت پائی

لیکن ہمیں دنیا میں رہنے یا آخرت کی طرف جانے میں کوئی اختیار نہیں بلکہ موت کے وقت سفر آخرت پر مجبور ہیں۔

حضور ﷺ کے غلام موبھبہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رات کے وقت رسول خدا ﷺ نے فرمایا مجھے حکم ہوا ہے کہ میں جنت البقیع والوں کی مغفرت کی

دعا مانگوں تم میرے ساتھ چلو میں آدھی رات کے وقت آپ کے ساتھ گیا آپ نے وہاں کھڑے ہو کر فرمایا السلام علیکم یا اہل المقابر پھر مجھے کہا اے موہیبہ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں اور جب تک میں دنیا میں زندہ رہوں یہ خزانے میرے پاس رہیں۔

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے

محبوب کیا مالک و مختار بنایا

پھر ان خزانوں اور خدا کی ملاقات میں مجھے اختیار دیا گیا میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ! آپ ہمیشگی کے ساتھ خزانوں کی کنجیاں اور بعد میں جنت لے لیتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے موہیبہ ایسا نہیں میں نے خدا کی ملاقات کو پسند کیا۔ پھر آپ ﷺ نے اہل بقیع کے لئے دعائے مغفرت فرمائی اور واپس آ گئے اور بعد میں رسول خدا ﷺ اس مرض میں مبتلا ہو گئے جس میں آپ ﷺ نے وفات پائی۔ (ص 30 سنن دارمی)

نمبر 2. غسل کے وقت ہمارے کپڑے اتارے جاتے ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کو انہی کپڑوں میں غسل دیا گیا جن میں آپ ﷺ نے وصال فرمایا چنانچہ جب حضور ﷺ کو غسل دیا جانے لگا تو صحابہ نے کہا کہ حضور ﷺ کے کپڑے اتار کر غسل دیں یا کپڑوں سمیت جب اختلاف ہوا تو خدا نے سب پر نیند طاری کر دی حتیٰ کہ ان کی ٹھوڑیاں ان کے سینوں پر آ گئیں۔ پھر گھر کے ایک کونے سے آواز آئی کہ حضور ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دو لیکن آواز والا نظر نہ آتا تھا پھر صحابہ کرام نے آپ ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دیا۔

(ج 7 ص 242 دلائل النبوت) (ج 14 ص 558 مصنف ابن ابی شیبہ)

نمبر 3. ہم میں سے اگر کوئی فوت ہو جائے تو کوئی آدمی بھی اس کو غسل دے سکتا ہے لیکن حضور ﷺ سے پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ آپ کو غسل کون دے گا قَالَ

رِجَالُ اَھْلِ بَیْتِیْ فرمایا اہل بیت کے لوگ۔ (ج 8 ص 269 زرقانی)

چنانچہ آپ ﷺ کو حضرت علی، حضرت عباس اور فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے غسل دیا۔ (ج 8 ص 289 زرقانی)

حضرت قثم بن عباس، اسامہ بن زید اور شقران رضی اللہ تعالیٰ عنہم آنکھوں پر پٹی باندھ کر پردے کے پیچھے سے پانی دیتے جاتے تھے کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا جو میرے ستر کو دیکھے گا وہ اندھا ہو جائے گا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تو ایسا نہیں کرے گا اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنکھوں پر پٹی نہیں باندھی۔ (ج 8 ص 289 زرقانی)

حضور ﷺ کو تین مرتبہ غسل دیا گیا۔ ایک مرتبہ سادہ پانی سے دوسری مرتبہ بیری کے پتوں کے پانی سے تیسری مرتبہ کافور اور پانی سے۔

(ج 8 ص 289 زُرقانی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب غسل دیتے وقت ہم آپ ﷺ کے کسی عضو کو اٹھانا چاہتے تھے تو وہ خود بخود اٹھ جاتا تھا۔ مطلب یہ کہ گویا حضور ﷺ نے فرمایا اے علی! پانی تم ڈالتے جاؤ پہلو میں خود بدلتا جاؤں گا۔

(ج 2 ص 720 خصائص کبریٰ، ج 7 ص 244 دلائل النبوت)

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

نمبر 4. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ تندرسی کی حالت میں حضور ﷺ نے فرمایا نبی کی روح قبض نہیں ہوتی جب تک اپنا جنتی ٹھکانہ نہ دیکھے جب حضور ﷺ پر موت کے آثار نظر ہوئے۔ حضور ﷺ پر غشی طاری ہوئی جب ذرا افاقہ ہوا تو آپ ﷺ چھت کو دیکھنے لگے اور آپ نے فرمایا اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی ۔ میں سمجھ گئی کہ حضور ﷺ نے سچ فرمایا کہ نبی کی روح قبض

ہونے سے پہلے اپنا جنتی ٹھکانا دیکھ لیتا ہے۔

جو چمن سے گزرے تو صبا تو یہ کہنا بلبل زار سے
کہ خزاں کے دن بھی قریب ہیں نہ لگانا دل کو بہار سے

(ج 3 ص 96 بخاری، ج 7 ص 208 دلائل النبوت)

لیکن علامۃ الناس کی یہ کیفیت نہیں کہ وہ مرنے سے پہلے اپنا ٹھکانا دیکھ لے۔

نمبر 5. عام لوگوں کو وفات کے بعد جہاں چاہیں دفن کر دیا جاتا ہے جبکہ نبی کے لئے یہ حکم نہیں۔ جب حضور علیہ السلام کے دفن کی باری آئی تو صحابہ میں اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا مسجد میں دفن کیا جائے۔ بعض نے جنت البقیع کا مشورہ دیا لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول کریم علیہ السلام سے سنا آپ نے فرمایا: مَاقُبِضَ نَبِیٌّ اِلَّا دُفِنَ حَیْثُ قُبِضَ ۔ جہاں نبی کی روح قبض ہوتی ہے وہیں اسے دفن کیا جاتا ہے۔ پس رسول پاک علیہ السلام کا بستر اُٹھایا گیا اور وہیں آپ علیہ السلام کی قبر تیار کی گئی۔

سب کہا کچھ لالہ وگل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہوگئیں

(ص 117 ابن ماجہ، ج 14 ص 553 مصنف ابن ابی شیبہ)

نمبر 6. ہماری موت کے بعد جلد دفن کرنے کا تاکیدی حکم ہے لیکن حضور علیہ السلام کو وصال کے بعد سخت گرمی کے زمانے میں پورے دو دن کے بعد قبر انور میں دفن کیا گیا۔ (ج 5 ص 156 طبرانی اوسط)

نمبر 7. ہماری وفات پر وقت میں کوئی تغیر و تبدل نہیں آتا لیکن حضور علیہ السلام کی وفات پر مدینہ میں تاریکی ہوگئی۔ (ج 7 ص 265 دلائل النبوت، 117 ابن ماجہ)

نمبر 8. حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جس دن حضور علیہ السلام نے وفات پائی میں نے اپنا ہاتھ آپ علیہ السلام کے سینے پر رکھا۔ کئی جمعوں تک میرے

ہاتھ سے خوشبو آتی رہی حالانکہ میں کھانا کھاتی، وضو کرتی تھی لیکن میرے ہاتھ سے کستوری کی خوشبو زائل نہیں ہوئی۔ (ج 2 ص 715 خصائص کبریٰ)

نمبر 9. میت کو غسل دیتے وقت اس کے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہیں تاکہ اگر کوئی غلاظت وغیرہ ہو تو باہر نکل جائے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو بعد میں غلاظت وغیرہ سے کفن خراب ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کو غسل دیتے وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ حضور ﷺ کے پیٹ پر پھیرا لیکن کچھ نہیں نکلا۔ عرض کی آپ ﷺ حیات و وفات میں پاکیزہ ہیں بلکہ آپ ﷺ سے کستوری کی خوشبو پھیلی اور سارا گھر معطر ہو گیا۔ (ج 2 ص 59 المبسوط)

نمبر 10. حضور ﷺ کی نماز جنازہ ہماری طرح نہیں پڑھی گئی بلکہ پہلے جبرئیل پھر میکائیل پھر اسرافیل اور پھر عزرائیل نے درود پڑھا۔ (ج 5 ص 9 طبرانی اوسط)

پھر عام فرشتوں، پھر اہل بیت عظام، پھر صحابہ کرام نے بغیر امام الگ الگ حضور ﷺ پر نماز پڑھی اور اس میں معروف دعائیں بھی نہیں پڑھیں بلکہ حضور ﷺ کی تعریف و توصیف کے کلمات طیبات عرض کئے گئے اور درود شریف پڑھا گیا۔

نمبر 11. ہماری موت کے بعد ہماری میراث تقسیم ہو جاتی ہے لیکن نبی کریم ﷺ اس قانون سے مستثنیٰ ہیں چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس اس لئے بھیجا کہ وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کی میراث کے بارے میں بات کریں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات سے کہا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے نبی کی میراث کے بارے میں کوئی بات نہ کریں اس لئے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا ہم نبی وراثت نہیں چھوڑتے جو کچھ چھوڑیں وہ صدقہ ہوتا ہے اس پر وہ سب میراث کے مطالبے سے رُک

گئیں۔ (ج 4 ص 435 طبرانی اوسط)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے میراث کے بارے میں کہا کہ آپ کی بیٹی تو آپ کی میراث کا حصہ پائے اور رسول خدا ﷺ کی بیٹی کو ان کی میراث نہیں مل سکتی۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ماں باپ آپ کے والد پر قربان ہو جائیں۔ آپ کے والد کا ارشاد ہے ہم انبیاء وراثت نہیں چھوڑتے جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ (ج 4 ص 435 طبرانی اوسط)

نمبر 12. ہمارے مرنے کے بعد ہماری بیویاں ہمارے عقد سے باہر ہو جاتی ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات ہمیشہ حضور ﷺ کے نکاح میں باقی ہیں اور ابد تک یہ حکم جاری رہے گا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا اَنْ تَنْكِحُوْا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا۔

نبی کے بعد ان کی ازواج مطہرات سے کبھی بھی نکاح نہ کرو۔

نمبر 13. ہماری وفات پر تعزیت کرنے والے رشتہ دار، عزیز و اقارب، دوست احباب اور عام لوگ ہوتے ہیں لیکن ہمارے نبی کی تعزیت حضرت خضر علیہ السلام نے کی۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو صحابہ حضور ﷺ کے گرد جمع ہو کر رونے لگے اور ان کے رونے میں آواز نہ تھی۔ اتنے میں ایک لمبے بالوں والا آدمی آیا اس کی چادر اس کے کندھے پر تھی اس نے آ کر دروازے کی چوکھٹ کو پکڑ لیا اور نبی کریم ﷺ کی وفات پر رویا اور صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا ہر مصیبت پر تعزیت ہے۔ بعد ازاں چلا گیا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس آدمی کو واپس لاؤ لوگوں نے اسے دائیں بائیں دیکھا لیکن وہ نظر نہ آیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ خضر علیہ السلام تھے جو تعزیت کے لئے آئے تھے۔ (ج 8 ص 276 زرقانی)

جد محبوب پیارے وچھڑن کون روئے مڑ تھوڑا

سب روگا دا روگ محمد جسدا نام وچھوڑا

نمبر 14. ہماری موت پر عزرائیل روتا نہیں لیکن نبی کریم ﷺ کی وفات پر وہ رویا ہے چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ملک الموت نے حضور ﷺ کی روح قبض کی اور وہ آسمان کی طرف چلا گیا تو وہ رو رہا تھا اور قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ میں نے ملک الموت کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا۔ واحمداہ۔ (ج 2 ص 716 خصائص کبریٰ)

نمبر 15. نیند پر موت کا اطلاق کیا گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ الحمد لله الذی احیانا بعد ما اماتنا ۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں موت یعنی نیند کے بعد زندہ کیا۔ ہماری نیند اور حضور ﷺ کی نیند میں فرق ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تنام عینای ولا ینام قلبی ۔ میری آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتا ہے لہٰذا جس طرح ہماری نیند اور حضور ﷺ کی نیند میں فرق ہے اسی طرح ہماری موت اور حضور ﷺ کی موت میں فرق ہے۔

دل پاک بیدار اور چشم خفتہ

نرالا تھا عالم میں سونا تمہارا

اعتراض:

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ خطبہ:

مَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْمَاتَ

ترجمہ: جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا (وہ جان لے) کہ محمد ﷺ پر موت طاری ہوگئی ہے۔

کتب احادیث میں مشہور و معروف ہے۔ ایسی صورت میں حیات انبیاء کا عقیدہ کیونکر درست ہوسکتا ہے۔

جواب:

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس خطبہ میں قانون موت آپ ﷺ پر وارد ہونے کا ذکر ہے۔ حیات برزخی کا انکار نہیں اور پھر یہ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے اسی خطبہ میں یہ بھی ارشاد فرمایا ہے۔

وَاللّٰهِ لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ عَلَيْكَ مَوْتَيْنِ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں جمع نہ فرمائے گا۔

دوسری موت سے مراد حیات بعد الموت کے بعد والی موت ہے یعنی اس موت کے بعد جو آپ ﷺ کو حیات ملے گی اس کے بعد آپ ﷺ پر کوئی موت نہیں آئے گی۔

امام جلال الدین سیوطی نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وصیت کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد کریم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب بیمار ہوئے تو وصیت فرمائی کہ مجھے میرے وصال کے بعد روضہ شریف پر لے جانا۔ میرے لئے نبی کریم ﷺ سے اجازت کی غرض سے عرض کرنا یارسول ﷺ یہ ابوبکر ہیں کیا آپ ﷺ کے قریب ان کو دفن کر دیا جائے اگر تمہیں اجازت مل جائے تو مجھے حضور ﷺ کے قریب دفن کر دینا۔ ورنہ جنت البقیع میں لے جانا چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو درِ رسول ﷺ پر حاضر کیا گیا اور عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کے یارِ غار حاضر ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ انہیں آپ ﷺ کے قریب دفن کیا جائے۔ انہوں نے ہمیں وصیت کی تھی سو اگر ہمیں اجازت ہو تو ہم روضہ مقدسہ میں داخل ہوں ورنہ ہم لوٹ جائیں۔ صحابہ فرماتے ہیں اس وقت ہمیں ندا دی گئی انہیں عزت واکرام کے ساتھ داخل کر دو۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں ہم نے یہ کلام

سنا مگر بولنے والا کوئی نظر نہ آیا۔ (ج 2 ص 734 خصائص کبریٰ)

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بوقت وفات مجھے اپنے قریب بٹھایا اور مجھے فرمایا اے علیؓ! جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھے بھی ان ہاتھوں سے غسل دینا جن ہاتھوں سے تم نے نبی کریم ﷺ کو غسل دیا اور مجھے نبی کریم ﷺ کے دربار گہربار میں لے جانا اور میرے دفن کی اجازت مانگنا پھر اگر تم دیکھو کہ دروازہ کھل گیا ہے تو مجھے میرے آقا کے پاس پہنچا دینا ورنہ مجھے عام مسلمانوں کے قبرستان میں لے جانا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرما دے۔ حیدر کرار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غسل دیا گیا تو میں سب سے پہلے جلدی دراقدس پر حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! یہ ابوبکر حاضر دربار ہیں روضہ مقدسہ میں داخل ہونے کی اجازت مانگتے ہیں۔ حضرت مولائے کائنات فرماتے ہیں میں نے دیکھا دروازہ کھل گیا میں نے سنا کوئی کہہ رہا ہے۔

اَدْخِلُوا الْحَبِیْبَ اِلٰی حَبِیْبِہٖ فَاِنَّ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ مُشْتَاقٌ

ترجمہ: دوست کو دوست کے ہاں داخل کر دو کیونکہ دوست دوست کا مشتاق ہے

(ج 2 ص 735 خصائص کبریٰ)

ان دونوں روایات سے ثابت ہوا کہ:

(۱) بعد از وفات صدیق اکبر، علی المرتضٰی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور ﷺ کو یارسول اللہ کہہ کر پکارا لہٰذا یارسول اللہ ﷺ کہنا اجماع صحابہ سے جائز ثابت ہوا اب جو اسے ناجائز کہتا ہے وہ اجماع صحابہ کا منکر ہے اور جو اس مقدس اجماع کا منکر ہے قرآن نے اسے یہ سرٹیفکیٹ عطا فرمایا ہے۔ نولہ ماتولی ونصلہ جھنم وساء ت مصیرا کہ وہ شتر بے مہار جدھر چاہے گھومے پھرے ٹھکانہ تو اس کا دوزخ ہی ہے۔ الحمدللہ ہم اہل سنت و جماعت حضور ﷺ کو

یارسول اللہ ﷺ کہہ کر صحابہ کرام کی سنت پر عمل کرتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ اس سلسلے میں وہی ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تھا۔ نتیجہ یہ نکلا ہمارے عقائد صحابہ والے عقائد ہیں باقی جتنے فرقے ہیں وہ سب بعد کی پیداوار ہیں۔

تصور باندھ کر دل میں تمہارا یارسول اللہ ﷺ
خدا کا کرلیا گویا نظارا یا رسول اللہ ﷺ

(۲) یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام حضور ﷺ کی حیات کے قائل تھے اگر قائل نہ ہوتے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ ﷺ سے اجازت کیوں لیتے پھر کسی صحابی نے بھی اس بارے میں اختلاف نہیں کیا۔ معلوم ہوا کہ حیات نبی بھی متفقہ مسئلہ ہے اور اس پر اجماع صحابہ ہے نیز اندر سے آواز آنا بھی حیات النبی کی بین دلیل ہے۔

(۳) یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ حضور ﷺ اپنی قبر میں سنتے ہیں اگر سنتے نہ ہوتے تو صحابہ کا آپ ﷺ کو یارسول اللہ کہہ کر پکارنا عبث قرار پائے گا۔ پھر صحابہ کرام کے پکارنے پر نبی کریم ﷺ کا جواب دینا بھی سننے کی واضح دلیل ہے۔

(۴) یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ صدیق اکبر کو نبی کریم ﷺ سے کمال عشق کا مرتبہ حاصل تھا کہ وفات کے بعد بھی نبی کریم ﷺ کی مفارقت گوارا نہیں اور چاہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے قرب میں جگہ مل جائے تا کہ قیامت تک آپ ﷺ کی آغوش رحمت میں استراحت نصیب ہو اور ویسے بھی آپ ﷺ کے جوار کا حصول کائنات کی نہایت عظیم سعادت اور منافع و برکات کا ذریعہ ہے اسی لئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دل میں یہ ٹھان رکھی تھی کہ حجرہ شریفہ کے اندر بقیہ جگہ میں میری اپنی قبر ہوگی کیونکہ

یہاں کے لاکھوں ذرے عرش اعظم سے بھی افضل ہیں
تعالیٰ اللہ یہ عز و وقارِ گنبد خضریٰ

دلائل النبوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَاءَ كُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ٥ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ٥

ترجمہ: اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے خاص بندے پر نازل کیا تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمائتیوں کو بلا لاؤ اگر تم سچے ہو پھر اگر نہ لا سکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار کی گئی ہے کافروں کے لئے۔

اس کلام الٰہی کے چند الفاظ کی تشریح و تفسیر بیان کی جاتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

نمبر 1 عبدنا: عبد کی ایک لحاظ سے تین قسمیں ہیں۔ "عبد رقیق"

اس سے وہ غلام مراد ہے جو پوری طرح اپنے مالک کی ملکیت میں ہو جیسے مومن۔

عبد آبق: اپنے مالک سے بھاگے ہوئے غلام کو کہتے ہیں جیسے کافر۔

عبد ماذون: وہ غلام جو مالک کے قبضہ اور ملک میں ہو اور اس کی قابلیت، صلاحیت استعداد اور خوبی کی وجہ سے اس کے مالک نے اپنے کاروبار کا اسے مختار بنا دیا ہو اور اسے اس بات کا اذن دے دیا ہو کہ وہ مالک کے کاروبار میں جائز اور ممکن تصرف کرے اس غلام کا خریدنا بیچنا لینا دینا سب کچھ اس کے مالک کا خریدنا بیچنا لینا دینا قرار پائے گا۔

عام مومنین مطیع ہوں یا عاصی سب اللہ کے بمنزلہ عبد رقیق کے ہیں کفار

مشرکین منافقین بمنزلہ عبد آبق کے ہیں اور حضرت محمد ﷺ خدا تعالیٰ کے عبد ماذون ہیں اسی لئے ارشاد ہے۔

(ا) ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ.

بے شک خدا تعالیٰ نے مومنوں کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلے خرید لیا۔

اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے لیلۃ العقبہ کے وقت کہا یارسول اللہ ﷺ آپ خدا کے لئے اور اپنے لئے جو بھی شرط چاہیں ہم سے منوا سکتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خدا کے متعلق تو یہ شرط ہے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اسی کی عبادت کرو اور اپنے متعلق شرط یہ ہے کہ جن باتوں سے تم اپنی جانوں اور مالوں کو بچاتے ہو میرے لئے بھی اسی طرح خیر خواہ بنے رہو انہوں نے پوچھا پھر ہمیں کیا ملے گا آپ نے فرمایا اس کے عوض جنت ملے گی اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی جس سے پتہ چلا کہ نبی کا خریدنا خدا کا خریدنا ہے کیونکہ یہ سودا تو نبی نے کیا تھا لیکن خدا فرماتا ہے میں نے خریدا۔

(ج 11 ص 17 ابن کثیر)

(ب) نبی ﷺ کا فیصلہ خدا کا فیصلہ ہے خدا فرماتا ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ.

کسی مومن مرد اور مومنہ عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ فرما دیں تو انہیں اپنے معاملے کا کچھ اختیار رہے۔

اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے غلام تھے آپ نے ان کے نکاح کا پیغام حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے لئے دیا آپ کی پھوپھی کی صاحبزادی تھی انہوں نے اور ان کے بھائی عبداللہ نے اس رشتہ کو قبول نہ کیا گویا انہوں نے حضور ﷺ کے فیصلہ کو قبول نہ کیا جس پر

یہ آیت نازل ہوئی اس آیت میں خدا نے حضور ﷺ کے فیصلے کو اپنا فیصلہ قرار دیا پتہ چلا حضور ﷺ کا فیصلہ خدا کا فیصلہ ہے۔

(ج) نبی کا بلانا خدا کا بلانا ہے۔ خدا فرماتا ہے۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ.

اے ایمان والوں اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب وہ رسول تم کو بلائے۔

حضرت سعید بن معلیٰ نماز پڑھ رہے تھے حضور ﷺ نے ان کو بلایا انہوں نے اختتام نماز پر حاضری دی فرمایا اب تک کہاں تھے عرض کی نماز میں تھا فرمایا کیا تم نے یہ آیت نہیں سنی خدا فرماتا ہے جب تمہیں اللہ اور اس کا رسول ﷺ بلائیں تو حاضر ہو بلایا حضور ﷺ نے تھا لیکن خدا فرماتا ہے جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ بلائے معلوم ہوا کہ رسول ﷺ کا بلانا خدا کا بلانا ہے۔

(د) نبی کا پھینکنا خدا کا پھینکنا ہے۔ غزوہ بدر کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے ایک مٹھی ریت کی بھر کر مشرکین کی طرف پھینکی اس کے نتیجے میں کفار بھاگ کھڑے ہوئے خدا فرماتا ہے۔

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی.

اے محبوب وہ خاک جو تو نے پھینکی تو نے نہیں بلکہ اللہ نے پھینکی۔

معلوم ہوا کہ رسول کا پھینکنا خدا کا پھینکنا ہے۔

میں تیرے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھیں وہ
جن سے اتنے کافروں کا دفعۃً منہ پھر گیا

(ن) نبی کا بولنا خدا بولنا ہے۔ خدا فرماتا ہے۔

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی.

وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے وہ وہی بولتے جو ان کی طرف وحی ہوتی ہیں۔

نبی کے لبوں پر خدا بولتا ہے ۔ کلام خدا ہے کلام محمد ﷺ
جسے کہتے ہیں سب کلام الٰہی ۔ وہ تیری زبان سے سنا ہے محمد ﷺ

(ق) نبی کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے خدا فرماتا ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ.

جو اللہ کے رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ خدا کی اطاعت کرتا ہے۔

(ی) آپ سے بیعت خدا سے بیعت ہے۔ مقام حدیبیہ سے نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اہل مکہ کی طرف بھیجا کہ جاؤ ان سے جا کر کہو کہ ہم لڑنے کے لئے نہیں آئے ہم تو عمرہ ادا کرنے آئے ہیں مشرکین نے جواب دیا کہ اس سال تو رسول مکہ میں داخل نہیں ہو سکتے اے عثمان اگر تم چاہو تو کعبہ کا طواف کر سکتے ہو۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو روک لیا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو روک لیا گیا تو مقام حدیبیہ پر یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔

جب رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ کو بہت صدمہ ہوا اور فرمایا جب تک بدلہ نہ لیں گے یہاں سے حرکت نہ کریں گے اور وہیں ایک کیکر کے درخت کے نیچے تمام صحابہ سے بیعت لی آخر میں نبی کریم ﷺ نے اپنے بائیں کو دائیں ہاتھ پر رکھ کر فرمایا یہ بیعت عثمان کی جانب سے ہے۔ خدا فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ.

بے شک وہ لوگ جو آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

معلوم ہوا کہ آپ سے بیعت خدا سے بیعت ہے۔

یہاں پر معترضین کی طرف سے ایک اعتراض ہوتا ہے کہ اے اہل سنت وجماعت آپ لوگوں کا عقیدہ کہ خدا نے اپنے حبیب کو علم ما کان وما یکون عطا فرمایا ہے اگر یہ عقیدہ واقعی درست ہے تو پھر نبی کو معلوم ہونا چاہیے تھا کہ حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ زندہ ہیں شہید نہیں ہوئے اور بیعت نہ لیتے آپ کا بیعت لینا اس بات کی دلیل ہے آپ کو اصل واقعہ کا علم ہی نہ تھا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ کو علم تھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ زندہ ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت لی اور بیعت زندوں کی طرف سے لی جاتی ہے مردوں کی طرف سے نہیں جب علم تھا تو پھر بیعت کیوں لی اس کا جواب یہ ہے کہ سب صحابہ نے اس بات پر بیعت کی کہ ہم عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر اپنی جانیں قربان کریں گے۔ مقصود یہ تھا کہ آنے والی نسلوں کو پتہ چل جائے کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر اپنی جان نچھاور کرنے کو تیار ہیں اے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازیبا کلمات استعمال کرنے والو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کا دم بھرنے والو آؤ دیکھو تمہارا محبوب تو میرے عثمان پر قربان ہونے کو تیار ہے اگر تم واقعی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صحیح محب ہو تو ان کی طرح اپنے آپ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جاں نثاروں میں شامل کرلو۔

ان تمام آیات سے پتہ چلا کہ اللہ بارگاہ میں رسول خدا ﷺ کا بہت بلند مقام بڑی وجاہت ہے آپ کو خدا کی جناب میں بڑی عزت حاصل ہے لیکن دیابنہ اور غیر مقلدوں کے امام مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے۔

ہر مخلوق خواہ بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ (ص 12 تقویۃ الایمان)

اللہ کی مخلوق میں سب سے بڑے انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں۔

اور کیا وہ خدا کی بارگاہ میں ذلیل ہیں معاذ اللہ

یہ ہے عقیدہ اسماعیل دہلوی کا

اور فرعون نے بھی اللہ کے کلیم کے بارے میں ایسا ہی نظریہ ظاہر کیا تھا خدا فرماتا اس نے کہا تھا۔

اَمْ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ مَهِیْنٌ

یا میں اس سے بہتر ہوں وہ جو ذلیل ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسماعیل اور اس کے ہم عقیدہ لوگ فرعون کی معنوی اولاد ہیں اور منافقوں کا بھی یہی عقیدہ تھا چنانچہ ایک مقام پر ایک منافق اور ایک مومن مہاجر میں جھگڑا ہو گیا تو منافقوں نے کیا۔

لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ.

جب ہم مدینہ واپس جائیں گے تو ہم عزت والے ان ذلیل لوگوں کو مدینہ سے نکال باہر کریں گے ان مہاجرین میں خدا کا رسول بھی شامل ہے منافقوں کی نظر میں معاذ اللہ وہ بھی ایسے ہی ہوئے نتیجہ یہ نکلا کہ خدا کے رسول ﷺ کو ذلیل کہنا اور سمجھنا طریق منافقین اور منافقوں کے بارے میں خدا فرماتا ہے۔

وَبَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا.

اور منافقوں کو بشارت دے دو کہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے

ایک اور مقام پر یوں ارشاد ربانی ہے کہ:

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ.

بلاشبہ منافق جہنم کے سب سے نچلے گڑھے میں ہوں گے۔

اب دیکھنا ہے کہ خدا کی بارگاہ میں واقعی نبیوں کی کوئی عزت نہیں تو خدا تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝

عزت اللہ کے لئے ہے اس کے رسول اور مومنوں کے لئے ہے لیکن منافق نہیں جانتے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔

وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِیْهًا۔ وہ اللہ کے نزدیک عزت والے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔

وَوَجِیْھًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ وہ دنیا و آخرت میں عزت والے ہیں۔

زہے عزت و اعتلائے محمد ﷺ
کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد ﷺ

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر وکلام و بقا کی قسم

مثلہ : (۱) خدا کا قرآن بے مثل ہے اس آیت میں خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کو چیلنج دیا ہے جن کو اپنی فصاحت و بلاغت پر ناز تھا اور اپنے سوا دوسروں لوگوں کو گونگا سمجھتے تھے کہ اگر تمہیں میرے قرآن کے کلام الٰہی ہونے میں شبہ ہے تو آؤ اس جیسی ایک سورت بنا کر لے آؤ مشرکین مکہ نے ہر چند کوشش کی لیکن خاسر و خائب اور نا کام رہے ایک اور جگہ فرمایا۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ ظَھِیْرًا○

اے میرے محبوب اعلان کرو اگر ساری دنیا کے انسان اور جن ایک دوسرے کے مددگار بن کر بھی کوشش کریں کہ ایسا قرآن لے آئیں تو اس کی مثال نہ لا سکیں گے۔

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے۔

قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَیَاتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ.

تم فرما دو کہ ایسی دس سورتیں بنائی ہوئی لے آؤ اور اللہ کے سوا جو مل سکیں سب کو لے آؤ اگر تم سچے ہو۔

ایک اور مقام پر خدا تعالیٰ نے آسان ترین چیلنج کیا اور وہ یہ کہ:

فَلْیَاْتُوْا بِحَدِیْثٍ مِّثْلِهٖ اِنْ کَانُوْا صٰدِقِیْنَ۔

اگر تم سچے ہو تو اس کی مثل ایک آیت ہی لے آؤ۔

ان تصریحات پر غور کرنے سے یہ حقیقت روز روشن سے زیادہ واضح ہو جاتی ہے کہ صدیاں گزر گئیں لیکن آج تک ایک آواز بھی ان چیلنجوں کو قبول کرنے کے لئے بلند نہیں ہوئی پھر یہ اعلان اس وقت ہوا جب کہ سرزمین عرب پر ایک ایک قبیلے میں شعلہ زن اور آتش بیاں خطیب موجود تھے فصیح اللسان شاعروں کی بھرمار تھی انہوں نے پیغمبر اسلام کی مخالفت میں ہر حربہ استعمال کیا ان کے شہ زور جوانوں نے اپنی طاقت کا استعمال کیا دولت مندوں نے اپنی دولت لٹائی شاعروں نے اپنی شاعری کی بنا پر تمام عرب میں دشمنی کی آگ بھڑکائی انہوں نے سب کچھ کیا لیکن قرآن کی مثال پیش نہ کر سکے کیوں کہ اس کے سپارے آیتیں الفاظ اور حروف وہ ہیں جو امام الانبیاء کی زبان فیض ترجمان سے نکلے ہیں۔

سپارے صفحے سورتاں بن دے جاندے
زباں پاک تھیں جو جو بولے محمد ﷺ

پس ثابت ہوا کہ قرآن خدا کا بے مثل کلام ہے اس کائنات ہست و بود میں اس کی مثال ناممکن ہے محال ہے۔

(ب) ایک دن عتبہ بن ربیعہ قریش کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا اور رسول اللہ ﷺ مسجد حرام میں تنہا تشریف فرما تھے عتبہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا اے گروہ قریش اگر تم چاہو تو میں محمد ﷺ کے پاس جا کر ان پر چند باتیں پیش کروں شاید وہ ہماری بات مان لے اور ہمارے بارے میں برا بھلا کہنا چھوڑ دے انہوں نے کہا ہاں جاؤ عتبہ نبی کریم ﷺ کے پہلو میں آ کر بیٹھ گیا اور کہا اے محمد ﷺ تو ہمارے معبودوں کو گالیاں کیوں دیتا ہے اور ہمارے آباؤ اجداد کو گمراہ کیوں کہتا ہے اگر تمہیں حکومت کی طلب ہے تو ہم تمہیں اپنا سردار بنانے کو تیار ہیں اور اگر عورتوں کی طرف میلان ہے تو جن دس عورتوں کو تم پسند کرو ان کو تمہارے نکاح میں دے دیتے ہیں اور اگر تمہیں مال و دولت چاہئے تو ہم تمہارے لئے اتنا مال و دولت اکٹھا کر دیتے ہیں کہ تم سب سے زیادہ مالدار بن جاؤ۔ رسول اکرم ﷺ اس کی اس بات پر بالکل

خاموش رہے جب وہ خاموش ہوا تو نبی کریم ﷺ نے قرآن پڑھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. حٰمٓ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهٗ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ o

یہاں تک کہ آیت سجدہ تک پہنچ کر آپ نے سجدہ کیا پھر آپ نے عتبہ سے فرمایا سنا تم نے اس نے کہا ہاں میں نے سنا ہے فرمایا جا تیرے لئے یہ کافی ہے عتبہ اُٹھ کر اپنے ساتھیوں کی طرف واپس ہوا انہوں نے جب اس کو دیکھا تو کہنے لگے عتبہ جس چہرے سے گیا تھا اس چہرے سے واپس نہیں آ رہا یعنی معلوم ہوتا کہ اس پر کلام محمد ﷺ نے ضرور اثر کیا ہے جب ان کے پاس آ کر بیٹھا تو انہوں نے پوچھا کہو کیا گزری اس نے کہا واللہ میں نے ایسا کلام سنا ہے کہ جس کی مثل کوئی کلام نہیں ہو سکتا نہ تو محمد ﷺ کوئی شاعر ہیں نہ جادوگر اور نہ وہ کوئی کاہن ہے اے گروہ قریش میری بات مان لو اور وہ یہ ہے کہ اس کا راستہ نہ روکو بلکہ اس سے الگ ہو جاؤ اگر عرب محمد ﷺ پر غالب آ گئے تو جو کام تم چاہتے ہو وہ ان کے ہاتھوں پورا ہو جائے گا اور اگر محمد ﷺ غالب آ گئے تو ان کی حکومت تمہاری حکومت ہو گی ان کی عزت تمہاری عزت ہو گی ان قریش نے کہا اے عتبہ تم پر جادو کا اثر ہو گیا ہے۔ (ج 2 ص 204 دلائل النبوت)

ترے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی کہہ دے منہ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

قرآن کی مثل لانے سے مشرکین مکہ کا عاجز ہو جانا اور ان کے بڑے بڑے فصیح و بلیغ لوگوں کا قرآن کی فصاحت و بلاغت کے آگے گھٹنے ٹیک دینا اس بات کی بین دلیل ہے کہ قرآن مجید خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور قرآن کی حقانیت دلیل نبوت ہے چند مزید دلائل نبوت ملاحظہ فرمائیں۔

قبل از ولادت دلیل نبوت:

(1) حضرت عالیہ سے مروی ہے کہ جب ہم نے قلعہ تستر فتح کیا تو ہرمزان

کے گھر کے مال و متاع میں ایک تخت پایا جس پر ایک آدمی کی میت رکھی ہوئی تھی اور اس کے سر کے قریب ایک مصحف تھا ہم نے وہ مصحف اُٹھا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب کو بلایا انہوں نے اس کو عربی میں لکھ دیا میں عرب میں پہلا آدمی ہوں جس نے اس کو پڑھا میں نے اسے قرآن کی طرح پڑھا ابو خالد بن دینار کہتے ہیں میں نے ابوالعالیہ سے پوچھا اس صحیفے میں کیا تھا کہا تمہارے احوال و امور اور تمہارے کلام کے لہجے اور آئندہ ہونے والے واقعات میں نے کہا تم نے اس آدمی کا کیا کیا۔ انہوں نے جواب دیا ہم نے دن کے وقت متفرق طور پر تیرہ قبریں کھودیں جب رات آئی تو ہم نے انہیں دفن کر دیا اور تمام قبروں کو برابر کر دیا تا کہ وہ لوگوں سے مخفی رہیں اور کوئی انہیں قبر سے نہ نکالنے پائے میں نے پوچھا ان سے لوگوں کی کیا امیدیں وابستہ تھیں انہوں نے کہا جب بارش رک جاتی تھی تو لوگ ان کے تخت کو باہر لے آتے تھے تو بارش ہو جاتی تھی میں نے کہا تم اس مبارک شخص کے متعلق کیا گمان رکھتے تھے کہ وہ کون تھا انہوں نے کہا ان کو حضرت دانیال علیہ السلام کہا جاتا تھا۔

(ج 2 ص 40 البدایہ)

اس کے بعد علامہ ابن کثیر نے ایک حدیث نقل کی ہے۔

قال رسول الله ﷺ ان دانیال دعا ربه عزوجل ان یدفنه امة محمد فلما افتتح ابو موسیٰ الاشعری تستر وجده فی تابوت تضرب عروقه وریده. (ج 2 ص 41 البدایہ والنہایہ)

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت دانیال علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی تھی کہ ان کو حضرت محمد ﷺ کی امت دفن کرے جب حضرت ابو موسیٰ اشعری نے قلعہ تستر فتح کیا تو انہوں نے حضرت دانیال علیہ السلام کو ان کے تابوت میں اس حال میں پایا کہ ان کے تمام جسم اور گردن کی سب رگیں برابر چل رہی تھیں۔

ان دونوں روایات سے پتہ چلا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی نبوت برحق

ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت دانیال علیہ السلام نے خدا سے دعا کی کہ ان کو امام الانبیاء کی امت دفن کرے ان کی خواہش کے مطابق ان کو امت محمد مصطفےٰ ﷺ نے دفن کیا سینکڑوں سال گزرنے کے بعد بھی حضرت دانیال علیہ السلام کا جسم مبارک صحیح اور سالم تھا نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء کا توسل حق ہے ان کے توسل سے بارش طلب کی جاتی تھی تو بارش ہوتی تھی اور لوگ سیراب ہوتے تھے۔

(ب) خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَمِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ۝

اور اس سے قبل وہ اسی نبی کے وسیلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر جب یہودی کفار سے برسرِ پیکار ہوتے تو خدا سے یوں دعا کرتے تھے۔

اللھم انصرنا علیھم بالنبی المبعوث فی آخر الزمان الذی صفتہ فی التورات. (ج 1 ص 71 تفسیر خازن)

الٰہی ہم کو ان کفار پر فتح دے اس نبی کے وسیلے سے جو آخری زمانے میں مبعوث ہوگا جس کی صفت ہم تورات میں پاتے ہیں۔

اس دعا پر خدا تعالیٰ ان کو فتح سے ہم کنار فرما دیتا پتہ چلا کہ یہودی ہمارے نبی کریم ﷺ کو برحق رسول جان کر دعا مانگتے تھے اور خدا ان کی دعا کو قبول فرما لیتا بعض لوگ وہ ہیں جو نبی کریم ﷺ کے وسیلے کے منکر ہیں ان کا عقیدہ یہودیوں سے بھی بدتر ہے کہ یہودی تو ہمارے نبی کے وسیلے کے قائل تھے اور آج کل کے نام نہاد مسلمان نبی کے وسیلے کے منکر ہیں۔

قریب ولادت دلیل نبوت:

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی کہ جب میں دھوپ میں چلتی تھی تو ایک سفید ابر مجھ پر سایہ کرتا تھا۔

وكانت غمامة النور تظل على راسها والطيور تتنزل من الجو تتبرك بفوادها.

ایک نورانی بادل ان کے سر پر سایہ کرتا تھا اور پرندے فضا سے اتر کر ان کے دل سے برکت حاصل کرتے تھے۔ (ص 22 احسن)

یہ جانور دنیا کے نہ تھے بلکہ آسمان کے فرشتے تھے جو ولادت امام الانبیاء کے منتظر تھے جیسے کوئی رات کا مسافر بار بار مشرق کی طرف دیکھتا ہے کہ کب سورت طلوع کرے اور میرا راستہ روشن ہو جائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد دنیا میں ضلالت وگمراہی اور کفر وشرک کی تاریکیاں چھائی ہوئی تھیں یہ فرشتے اس انتظار میں تھے کہ کب شمس الانبیاء تشریف لائیں اور یہ گمراہی کی سیاہ رات ختم ہو۔

تاریوں کا دور تھا دل جل رہا تھا نور کا
تم کو دیکھا ہو گیا ٹھنڈا کلیجہ نور کا

بوقت ولادت دلیل نبوت:

حضرت قتیبہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت کے وقت تمام آسمانوں اور جنت کے دروازے کھول دیئے گئے۔

ندا آئی دریچے کھولدو ایوان قدرت کے
نظارے خود کریگی آج قدرت شان قدرت کے

حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں دنیا کے پہاڑ بڑھ گئے۔ دریا جوش مارنے لگے دریائی مخلوق کو بشارت دی گئی۔

شیطان کے گلے میں ستر طوق پہنائے گئے اور دریا میں غوطے دیئے گئے
آفتاب کو عظیم نور کا لباس پہنایا گیا اور ستر ہزار حوریں آفتاب پر کھڑی کی گئیں
آپکی ولادت پر کل دنیا نور سے معمور ہوگئی اور ملائکہ نے آپس میں بشارتیں دیں

بارھویں کو اوڑھ کر نکلا دوشالا نور کا
ہو گیا زمانے بھر میں اجالا نور کا

کل بت اوندھے ہو گئے لات وعزیٰ سے آواز آئی امین آ گیا صدیق آ گیا۔

کعبہ سے کئی دن تک آواز آئی میرا نور مجھے واپس مل گیا اب میرے پاس میری زیارت کرنے والے آئیں گے میں جاہلیت کی نجاست سے پاک ہو گیا۔ (ج 1 ص 113 خصائص کبریٰ)

بوقت رضاعت دلیل نبوت:

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

ما کنا نحتاج الی السراج من یوم اخذناہ لان نور وجھہ کان انور من السراج فاذا احتجنا الی السراج فی مکان جئنابہ فتنورت الامکنۃ ببرکتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم۔

جب سے حضور ﷺ ہمارے گھر میں تشریف لائے ہمیں کبھی چراغ کی حاجت نہیں ہوئی کیونکہ آپ ﷺ کا چہرہ انور چراغ سے زیادہ نورانی تھا جب ہمیں کسی جگہ چراغ کی ضرورت ہوتی ہم آپ ﷺ کو وہاں لے جاتے وہ جگہ آپ ﷺ کی برکت سے روشن ہو جاتی۔

وجاءت بہ الی الحجر الاسود لیقبلہ فخرج الاسود من مکانہ حتّٰی التصق بوجھہ الکریم۔

اور جب حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو حجر اسود کے پاس لے گئیں کہ آپ اس کو چوم لیں تو وہ باہر نکل کر آپ کے چہرہ کے ساتھ لگ گیا۔

وکانت حلیمہ اذا مشت بہ علی وادیابس اخضر فی الوقت وکانت تسمع الاحجار تنطق بسلامھا علیہ۔

اور جب حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ کو لے کر کسی خشک وادی میں جاتیں تو فوراً سرسبز ہو جاتی اور حلیمہ سنتیں کہ پتھر آپ کو سلام کرتے ہیں۔

(ج 6 ص 514 تفسیر مظہری)

پڑھا بے زبانوں نے کلمہ تمہارا
ہے سنگ و شجر میں بھی چرچا تمہارا

کان مهده يتحرك بتحريك الملائكة.

آپ کا جھولا فرشتے جھلاتے تھے۔ (ج 6 ص 513 تفسیر مظہری)

مھد میں جب لیٹ جاتا ہے سراپا نور کا
آ کے خود نوری جھلا جاتے تھے جھولا نور کا

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کی نبوت کی جس نشانی نے مجھے آپ کے دین کی طرف بلایا ہے وہ یہ ہے کہ میں نے آپ کو جھولے میں دیکھا کہ آپ چاند سے باتیں کرتے تھے اور آپ چاند کو جس طرف اشارہ کرتے تھے اُدھر ہی جھک جاتا تھا آپ نے فرمایا میں اس سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھے رونے سے منع کرتا تھا اور جب وہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا تھا تو میں اس کی آواز سنتا تھا۔ (ج 6 ص 512 تفسیر مظہری)

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اُٹھاتے مھد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

جو اللہ کا محبوب جھولے میں رہ کر فرش زمین سے عرش کے نیچے سے چاند کے سجدے میں گرنے کی آواز سن سکتا ہے وہ اپنے امتیوں کا درود بھی ہر جگہ سے سن سکتا ہے۔

بعد اعلان نبوت دلیل نبوت:

حضرت ثوبان سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھڑا تھا کہ ایک یہودی عالم آیا اور کہا السلام علیکم یا محمد (ﷺ) میں نے اسے دھکا دیا وہ گرتے گرتے بچ گیا اس نے مجھ سے کہا تو نے مجھے دھکا کیوں دیا ہے میں نے کہا تم نے یارسول اللہ (ﷺ) کیوں نہیں کہا اس نے کہا میں اس نام سے پکارتا ہوں جو نام ان کے گھر والوں نے رکھا ہے۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا میرے

گھر والوں نے میرا نام محمد (ﷺ) رکھا ہے یہودی نے کہا میں آپ سے کچھ پوچھنے آیا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا کیا میری بات تمہارے لئے مفید ہوگی اس نے ہاتھ کی چھڑی سے زمین پر لکیر کھینچتے ہوئے کہا میں اپنے کانوں سے سنوں گا آپ ﷺ نے فرمایا پوچھ یہودی نے پوچھا جب وہ دن ہوگا کہ:

یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتِ.

جب زمین و آسمان بدل جائیں گے۔

اس دن لوگ کہاں ہوں گے فرمایا اس دن لوگ تاریکی میں پلصراط پر ہوں گے اس نے پوچھا سب سے پہلے پلصراط سے کون لوگ گزریں گے فرمایا فقراء مہاجرین۔ یہودی نے پوچھا جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو ان کا تحفہ کیا ہوگا فرمایا مچھلی کا جگر۔ پھر پوچھا اس کے بعد ان کی کیا غذا ہوگی فرمایا ان کے لئے جنت کا ایک بیل ذبح کیا جائے گا اس نے پوچھا ان کے پینے کے لئے کیا ہوگا فرمایا وہ مسلسل کے چشمے سے پانی پئیں گے اس یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔

اس نے کہا میں آپ ﷺ کے پاس ایک ایسا سوال پوچھنے آیا ہوں جس کو سوائے نبی کے اور کوئی نہیں جانتا ماسوائے ایک دو آدمیوں کے حضور ﷺ نے فرمایا میرا جواب تمہیں مفید ہوگا اس نے کہا میں اپنے کان سے سنوں گا اس نے کہا کہ میں اولاد کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ آدمی کا مادہ منویہ سفید اور عورت کا زرد ہوتا ہے اگر مرد کا مادہ غالب آجائے تو بحکم خدا لڑکا پیدا ہوتا ہے اور اگر عورت کا مادہ غالب آجائے تو بحکم الٰہی لڑکی پیدا ہوتی ہے اس یہودی نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا اور آپ ﷺ نبی ہیں۔ (ج 6 ص 263 دلائل النبوت)

بعد وفات دلیل نبوت:

جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو غسل کے وقت اس کے پیٹ پر ہاتھ دبا کر پھیرے جاتے ہیں تا کہ اگر کوئی نجاست ہے تو باہر نکل جائے اور بعد میں کفن نجاست آلود نہ ہو جب حضور ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کو غسل دیا گیا اور

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے پیٹ مبارک پر ہاتھ پھیرا تو سارا گھر خوشبو سے مہک گیا۔ (ج 2 ص 59 المبسوط)

قبر میں دلیل نبوت:

ابن ابی فدیک سے مروی ہے کہ مجھے جن حضرت کا شرف ملاقات نصیب ہوا ان میں سے بعض کو فرماتے سنا کہ جو شخص آپ کے مزار پر حاضری دے اور یہ آیۃ کریمہ تلاوت کرے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

- بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی اس پر درود و سلام بھیجو۔

اس کے بعد ستر مرتبہ یہ کہے: "صلی اللہ علیک وسلم یا محمد" تو ایک فرشتہ اسے پکار کر کہتا ہے صلی اللہ علیہ وسلم وعلیک یعنی اللہ تعالیٰ نے نبی پر صلوٰۃ و سلام بھیجا اور تجھ پر بھی۔ بعد ازاں اس کی جملہ حاجات پوری کر دی جاتی ہیں۔ (ج 3 ص 95 فتح القدیر)

مثلہ: بعض علماء نے یہ لکھا ہے کہ مثلہ میں ہ ضمیر کا مرجع عبد ہے تو اب مطلب یہ ہوا کہ ایک سورت ایسی لاؤ جو ہمارے عبد مقدس محمد ﷺ جیسی ہستی کی طرف سے ہو یعنی پہلے تو زیر آسمان کوئی ان جیسا تلاش کرو اور پھر اس سے قرآن جیسا کلام بنوا کر لاؤ ان جیسا آج تک پیدا نہ ہوا لہٰذا تمہیں نہ کوئی ایسا ملے گا نہ ایسا قرآن سنائے گا تو اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ بھی بے مثل ہیں۔

تیرا قد تو نادر دھر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں ڈالیاں کہ چمن میں سرو جمال نہیں

اب سنیئے کہ حضور علیہ السلام کس کس اعتبار سے بے مثل ہیں۔

ذات کے اعتبار سے بے مثل:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل امین علیہ السلام نے کہا۔

قَلَّبْتُ الْاَرْضَ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا فَلَمْ اَجِدْ رَجُلًا اَفْضَلَ مِنْ مُحَمَّدٍ ﷺ۔ (مجمع الزوائد ج 8 ص 217) (ج 1 ص 176 دلائل النبوت)

میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھا محمد ﷺ سے افضل کسی کو نہ پایا۔

یہی بولے سدرۃ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پایہ کا نہ پایا
.... تجھے یک نے یک بنایا

آپ ﷺ کے جسد اقدس کا سایہ نہ تھا چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

ان اللہ ما اوقع ظلک علی الارض لئلا یضع انسان قدمہ علی ذالک الظل. (ص 321 مدارک)

بے شک آپ ﷺ کا سایہ اللہ نے زمین پر نہیں ڈالا کہ کہیں کوئی انسان آپ ﷺ کے سائے پر اپنا قدم نہ رکھ دے۔

سلام اس پر کہ جس نے عرش کو جا کر سجایا تھا
سلام اس پر کہ جس کے جسم اطہر کا نہ سایہ تھا

صفات کے اعتبار سے بے مثل:

خدا تعالیٰ نے آپ ﷺ کو صفات بھی بے مثل عطا فرمائی ہیں مثلاً قوت باصرہ کو ہی لیجئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم یری فی اللیل فی الظلمۃ کمایری فی النہار فی الضوء.

کہ رسول خدا ﷺ رات کے اندھیرے میں ایسا ہی دیکھتے تھے جیسے دن

کی روشنی میں۔ (ج 4 ص 83 زرقانی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ:

ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ۔ (ج 8 ص 287 مجمع الزوائد)

بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کے حجابات اٹھا دیئے ہیں میں نے دنیا اور جو کچھ بھی قیامت تک اس میں ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ لیا جیسے کہ اپنی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔

اس میں فرمایا گیا ہے (**قد رفع لی الدنیا**) یہ جملہ فعلیہ ہے اس کا تقاضا یہ تھا بعد میں یہ فرمایا جاتا (**فنظرت الیھا**) لیکن اسی جگہ فرمایا (**فانا انظر الیھا**) یہ جملہ اسمیہ ہے اور علم بلاغت کا یہ قاعدہ ہے کہ مقام جملہ فعلیہ کا ہو اور وہاں جملہ اسمیہ لایا جائے تو یہ دوام کا فائدہ دیتا ہے اور دنیا ساتویں آسمان سے لے کر ساتویں زمین تک ہے اب اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارے نبی کریم علیہ السلام ساتویں آسمان سے لے کر ساتویں زمین تک کی ہر چیز کو ہمیشہ دیکھ رہے ہیں دنیا کی کوئی شے آپ کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں۔

امت کے اعتبار سے بے مثل:

خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم ﷺ کو بہترین امت عطا فرمائی اس میں کثرت سے اولیاء کرام اغواث اقطاب اوتاد ابدال اور افراد پیدا فرمائے بعض انبیاء علیہم السلام نے اس امت میں آنے کی تمنا کی جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت کعب احبار نے ایک آدمی کو اپنا ایک خواب بیان کرتے سنا اس نے کہا میں نے دیکھا کہ لوگ حساب کے لئے پیش ہوئے پھر انبیاء کرام علیہم السلام اپنے امتیوں کے ساتھ بلائے گئے میں نے دیکھا کہ ہر نبی کے لئے دو نور ہیں اور ان

کے ہر امتی کے لئے ایک نور ہے پھر حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کے امتی آئے میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے سر اور چہرے کے ہر بال سے نور کے شعلے بلند ہو رہے ہیں اور آپ ﷺ کے ہر امتی کے لئے مثل انبیاء دو نور ہیں حضرت کعب نے اس کو قسم دے کر پوچھا واقعی تم نے یہ خواب دیکھا ہے اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا قسم ہے اس اللہ کی جس نے حضرت محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تورات میں بالکل اسی طرح لکھا ہوا ہے۔ (ج 7 ص 39 دلائل النبوت)

حضرت وھب بن منبہ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے زبور میں حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی اے داؤد تیرے بعد ایک نبی آئے گا جس کا نام احمد اور محمد (ﷺ) ہو گا وہ سچا سردار ہو گا میں اس پر کبھی ناراض نہ ہوں گا اور وہ مجھے کبھی ناراض نہ کرے گا اور میں اس کے سبب اس کے خواص اور عوام کے گناہ معاف کر دوں گا اس کی امت مرحومہ ہے میں ان کو انبیاء کی طرح نوافل عطا کروں گا اور میں ان پر وہ چیزیں فرض کروں گا جو نبیوں پر فرض کیں وہ قیامت کے دن میرے پاس اس حال میں آئیں گے کہ ان کا نور نبیوں کی مثل ہو گا اور وہ اس لئے کہ میں نے ان پر ہر نماز کے لئے وضو فرض کر دیا جیسے پہلے نبیوں پر فرض تھا اور پہلے نبیوں کی طرح ان کو غسل جنابت کا حکم دوں گا اور پہلے نبیوں کی طرح ان کو حج اور جہاد کا حکم دوں گا اے داؤد میں نے محمد ﷺ اور ان کی امت کو دیگر امتوں پر چھ طرح سے فضیلت دی۔ خطا اور نسیان پر ان کی باز پرس نہ کروں گا اور جب غیر ارادی طور پر ان سے گناہ سرزد ہو جائے گا اور وہ مجھ سے مغفرت چاہیں گے تو میں معاف کر دوں گا اور جب وہ خوش دلی سے کوئی نیکی آگے بھیجیں گے تو میں ان کی اس نیکی کو بڑھا دوں گا اور جب وہ مصائب پر صبر کریں گے اور کہیں گے ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' تو میں ان پر رحمت نازل کروں گا اور ان کو جنت نعیم عطا کروں گا اور جب وہ مجھ سے دعا مانگیں گے میں ان کی دعا اس طرح قبول کروں گا کہ یا تو فوراً قبول کر لوں گا یا اس کے بدلے ان سے کوئی برائی دور کروں گا یا وہ دعا

بطور ذخیرہ آخرت کے لئے رکھ دوں گا۔ اے داؤد امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں سے جو بروز قیامت مجھ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ میری توحید کا گواہ ہوگا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا اور جو اس حال میں ملاقات کرے گا جو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اور جو وہ لائے اس کی تکذیب کرے گا اور میری کتاب کے ساتھ استہزاء کرے گا میں اسے قبر میں سخت عذاب دوں گا اور حشر تک فرشتے ان کے چہرے اور پیٹھ پر ماریں گے پھر میں ان کو جہنم میں سب سے نچلے گڑھے میں ڈالوں گا۔ (ج 1 ص 380 دلائل النبوۃ)

ان دونوں روایات سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو بہترین امت عطا فرمائی ہے جو انبیاء کی طرح فرائض ونوافل کی پابندی کرتی رہی اس اعتبار سے آپ ﷺ امت کے لحاظ سے بھی بے مثل ہیں۔

تیرا مسند نماز ہے عرش بریں تیرا محرم راز ہے روح امیں
تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا تیری مثل نہیں ہے خدا کی قسم

من دون اللہ:

ان سے مراد مشرکین کے معبودان باطلہ ہیں جو مجبور محض ہیں نہ کسی کو کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان دے سکتے ہیں خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ میں بیان فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مشرکوں سے فرمایا۔

قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ○

تو کیا اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہو جو نہ تمہیں نفع دے اور نہ نقصان پہنچائے افسوس ہے تم پر اور تمہارے بتوں پر جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو کیا تمہیں عقل نہیں۔

معلوم ہوا کہ من دون اللہ سے مراد بت ہیں اور وہ کسی کو نفع ونقصان نہیں دے سکتے اس دعوے کی تائید میں چند مزید آیات ملاحظہ فرمائیں۔

ارشاد ربانی ہے۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ.

اور انہیں گالی نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں کہ وہ اللہ کی شان میں بے ادبی کریں گے زیادتی اور جہالت سے۔

اگر یہاں من دون اللہ سے مراد نبی اور ولی لئے جائیں جیسے کہ دیابنہ و غیر مقلدوں کا عقیدہ ہے تو آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ صحابہ کرام معاذ اللہ نبیوں اور ولیوں کو گالیاں دیتے تھے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے صحابہ تو مشرکین کے بتوں کی برائیاں بیان کرتے تھے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ.

بے شک تم اور جو کچھ تم اللہ کے سوا پوجتے ہو سب جہنم کے ایندھن ہو۔

اگر اس آیت سے مراد نبی اور ولی لئے جائیں تو اس کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ معاذ اللہ نبی اور ولی جنتی نہیں ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ من دون اللہ کے مفہوم میں انبیاء و اولیاء کو شامل کرنا عظیم غلطی ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَا لَكُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ.

اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی حمایتی ہے اور نہ مددگار۔

اگر یہاں من دون اللہ سے مراد نبی اور ولی لئے جائیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے کسی کو ولایت عطا نہیں فرمائی اور نہ کسی کا مددگار بنایا ہے حالانکہ ہر نبی ولی ضرور ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بے شمار برگزیدہ بندے ایسے ہیں جن کو اس مالک و خالق نے کامل ولی بنایا ہے خدا فرماتا ہے۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا.

تمہارا ولی اللہ ہے اس کا رسول اور ایمان والے۔

پس ثابت ہوا کہ ولی نہ ہونا بتوں کی صفت ہے نہ کہ انبیاء اور خدا کے برگزیدہ بندوں کی اور یہ جو کہا گیا ہے کہ من دون اللہ تمہیں نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتے تو یہ بھی بتوں کی صفات ہیں نا کہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی کیونکہ انبیاء کرام اور اولیاء کرام خدا کے اذن سے فائدہ بھی دے سکتے ہیں اور نقصان بھی، دلائل ملاحظہ ہوں۔

خدا فرماتا ہے۔

الٓرٰ کِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَیْکَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ۔

ایک کتاب ہے جو ہم نے تم پر نازل کی تا کہ تم لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر اجالے میں لاؤ۔

اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ باذن اللہ لوگوں کو ظلمت کفر سے نکال کر ایمان کی روشنی میں داخل کرتے ہیں کفر پر موت دخول دوزخ کا سبب ہے اور ایمان پر خاتمہ جنت کی ابدی نعمتوں کے حصول کا سبب جو کہ نبی کریم ﷺ کی برکت سے نصیب ہوتا ہے اور یہ ایک ایسا فائدہ ہے کہ اس کی انتہا نہیں۔

قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ۔

اور اللہ کا کام نہیں کہ ان پر عذاب کرے جب تک اے محبوب تو ان میں تشریف فرما ہے۔

معلوم ہوا کہ ہم لوگ جو عذاب الٰہی سے محفوظ ہیں تو اس کی وجہ نبی کریم ﷺ کی موجودگی ہے یہ نبی کریم ﷺ کا کتنا بڑا فائدہ ہے کہ آپ ﷺ کی برکت سے ہندو سکھ مرزائی یہودی عیسائی بدھ مذہب سے تعلق رکھنے والے اور دہریئے بھی عام عذابات سے بچے ہوئے ہیں۔

خدا فرماتا ہے۔

لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا۔

اگر وہ جدا ہو جاتے تو ہم ان میں سے کافروں کو دردناک عذاب میں گرفتار کرتے۔

مکہ معظمہ میں بہتر مسلمان تھے جو کسی مجبوری کی وجہ سے نہ اپنا ایمان ظاہر کر سکے اور نہ ہجرت کر سکے ان میں حضرت عباس اور حضرت امیر معاویہ بھی موجود تھے اگر یہ حضرات کفار سے الگ ہو جاتے تو خدا تعالیٰ کفار کو دردناک عذاب دیتا یہ ہے اولیاء کرام کی برکت کہ ان کی موجودگی میں کفار بھی عذاب سے محفوظ ہو گئے۔

ایک اور جگہ ہے۔

فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ.

تو ہم نے اس شہر میں جو ایمان والے تھے نکال لئے۔

حضرت لوط علیہ السلام اہلِ سدوم کے نبی بن کر تشریف لائے کفار کو دعوت ایمان دی لیکن آپ کی شب و روز محنت کے نتیجے میں صرف تیرہ نفوس ایمان لائے جب ان کفار پر عذاب نازل ہونے کا وقت آیا جنہوں نے حضرت لوط پر ایمان لانے سے انکار کر دیا تھا تو حضرت لوط اور مومنوں کو شہر سے باہر نکال لیا گیا جب شہر میں صرف کافر رہ گئے تو عذاب الٰہی نازل ہوا۔

جب تک حضرت لوط علیہ السلام اور مومن سدوم کی بستی میں موجود رہے کافروں کو یہ فائدہ رہا کہ وہ عذاب الٰہی سے بچے رہے۔

نوٹ:۔ من دون اللہ پر مکمل بحث دیکھنی ہو تو ہماری کتاب ”من دون اللہ کون ہیں“ دیکھو۔

ولن تفعلوا: تم ہرگز ایسا نہ کر سکو گے۔

آیت کے اس حصے میں خدا تعالیٰ نے آئندہ کے لئے ایک غیبی خبر دی ہے کہ دنیا بھر کے مشرک کبھی بھی قرآن جیسا کلام پیش کرنے کی جرأت نہ کر سکیں گے چنانچہ دیکھ لیجئے کہ آج تک کوئی ایک آواز بھی ایسی بلند نہیں ہوئی جو قرآن

کے اس چیلنج کو قبول کرے اور نہ آئندہ کوئی ایسی آواز بلند ہوگی اسی طرح قرآن نے کئی ایسی خبریں دی ہیں جو درست ثابت ہوئیں مثلاً

(ا) خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ.

اور اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔

چنانچہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسجد حرام میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ابولہب کی بیوی ام جمیل ہاتھ میں ایک بڑا پتھر لئے آپ کو تلاش کرتی ہوئی مسجد حرام میں آئی یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ سورہ ''تبت یدا ابی لھب'' نازل ہوئی جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ام جمیل کو آتے دیکھا تو عرض کی یارسول اللہ ﷺ کہیں وہ آپ ﷺ کو دیکھ کر نقصان نہ پہنچائے آپ نے فرمایا وہ مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گی اور آپ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا.

اور جب تو نے قرآن پڑھا تو ہم نے تیرے اور آخرت پر ایمان نہ لانے والوں کے درمیان ایک پوشیدہ پردہ کر دیا۔

اتنے میں وہ ام جمیل آ کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قریب کھڑی ہو گئی لیکن نبی کریم ﷺ کو دیکھ نہ سکی اور اس نے کہا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) میں نے سنا ہے کہ تیرے نبی نے میری مذمت بیان کی ہے آپ نے فرمایا اے ام جمیل قسم ہے رب کعبہ کی انہوں نے تمہاری مذمت بیان نہیں کی نبی کریم ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابوبکر ام جمیل سے پوچھو کیا تم میرے پاس کسی کو دیکھ رہی ہو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو ام جمیل نے کہا کیا تو مجھ سے مذاق کر رہا ہے خدا کی قسم میں تیرے پاس تو کسی کو نہیں دیکھتی پھر ام جمیل چلی

گئی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بڑے تعجب کی بات ہے کہ ام جمیل آپ کو دیکھ نہ سکی آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ کے ایک فرشتہ نے مجھے اپنے پروں میں چھپا لیا تھا۔ (ج 2 ص 195 دلائل النبوت)

ایک مرتبہ ابوجہل نے یہ قسم کھائی کہ اگر وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھے گا تو پتھر سے ان کا سر کچل دے گا پھر اس نے حضور ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا وہ اسی ارادہ فاسدہ سے ایک بڑا پتھر لے کر آیا جب اس پتھر کو اُٹھایا تو اس کے ہاتھ گردن میں چپکے رہ گئے اور پتھر ہاتھ کو لپٹ گیا اس حال میں وہ اپنے دوستوں کی طرف واپس ہوا اور ان سے واقعہ بیان کیا تو اس کے دوست ولید بن مغیرہ نے کہا یہ کام میں کرتا ہوں میں ان کا سر کچل کر ہی آؤں گا چنانچہ وہ پتھر لے کر آیا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابھی نماز پڑھ رہے تھے جب یہ قریب پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی سلب کر لی۔ حضور ﷺ کی آواز سنتا تھا لیکن آپ ﷺ کو دیکھ نہ سکتا تھا۔ یہ بھی پریشان ہو کر یاروں کی طرف واپس ہوا وہ بھی نظر نہ آئے انہوں نے ہی اسے پکارا اور اس سے پوچھا تو نے کیا کہا کہنے لگا میں نے ان کی آواز تو سنی لیکن مجھے وہ نظر نہ آئے اب ابوجہل کے ایک اور دوست نے دعویٰ کیا کہ یہ کام میں کروں گا وہ بڑے دعویٰ کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آگے بڑھا تھوڑی دور جانے کے بعد الٹے قدم بدحواس ہو کر بھاگا اوندھے منہ گر گیا اس کے دوستوں نے حال پوچھا تو کہنے لگا میرا حال بہت سخت ہے میں نے ایک بہت بڑا سانڈ دیکھا جو میرے اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان حائل تھا لات وعزیٰ کی قسم اگر میں ذرا بھی آگے بڑھتا تو وہ مجھے کھا جاتا اس واقعہ پر خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اِنَّا جَعَلْنَا فِيْ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝

ہم نے ان کی گردنوں میں طوق کر دیئے ہیں کہ وہ ٹھوڑیوں تک ہیں تو یہ اوپر کو منہ اُٹھائے ہوئے ہیں اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنا دی اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور انہیں اوپر سے ڈھانک دیا تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا۔

(ص 523 خزائن العرفان)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ طیبہ میں خبر پہنچی کہ بنی ثعلبہ اور بنی محارب نجد میں جمع ہو رہے ہیں اور ان کا ارادہ یہ ہے کہ مدینہ کے اطراف میں لوٹ ڈالیں حضور چار سو پچاس صحابہ کا لشکر لے کر ان کی سرکوبی کے لئے مدینے سے روانہ ہوئے وہ لوگ آپ کی خبر سن کر پہاڑوں میں منتشر ہو گئے کوئی مقابلے میں نہ آیا اور آپ بلا جنگ وجدال مدینہ کی طرف واپس ہوئے۔

اسی سفر میں یہ واقعہ پیش آیا کہ راستہ میں بارش ہو گئی لشکر اسلام کے کپڑے بھیگ گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بھیگے کپڑے سوکھنے کے لئے ایک درخت پر ڈال دیئے اور خود اس درخت کے نیچے لیٹ گئے وہاں کے دیہاتی آپ کو دیکھ رہے تھے انہوں نے اپنے سردار دعثور سے کہا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت اکیلے ہیں ان کے ساتھی منتشر ہیں تو جا کر ان کو قتل کر دے وہ ایک نہایت تیز تلوار لے کر چلا وہ ننگی تلوار لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا بتاؤ آج تم کو میری تلوار سے کون بچائے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بچائے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا تھا کہ جبرئیل نے اس کے سینے میں مکہ مارا اور اسی وقت تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔

محمد کا اعلیٰ مقام اللہ اللہ

ہے جبرئیل انکا غلام اللہ اللہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار پکڑ کر فرمایا اب تو بتا کہ میرے ہاتھ سے تجھے کون بچائے گا اس نے کہا، کوئی نہیں اور کلمہ شہادت پڑھ لیا۔

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد رسول الله

اور وعدہ کیا کہ میں آپ ﷺ کے خلاف آئندہ لشکر جمع نہ کروں گا آپ ﷺ نے دعثور کی تلوار اس کو واپس کر دی جب وہ قوم کے پاس ہوا تو انہوں نے کہا جس بات کے لئے تو گیا تھا وہ کہاں گئی اس پر دعثور نے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا میرا ارادہ تو تھا کہ میں آپ ﷺ کو قتل کروں لیکن:

نظرت الی رجل ابیض طویل فرفع فی صدری فوقعت لظهری فعرفت انه ملک و شهدت ان محمدا رسول الله

میں نے ایک سفید رنگ کا لمبا آدمی دیکھا اس نے میرے سینے پر مکا مارا میں پیٹھ کے بل گر پڑا میں نے پہچان لیا کہ یہ فرشتہ ہے میں نے گواہی دی کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں پھر اس نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی اس بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ اِذْهَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ.

اے ایمان والو اللہ کے اس انعام کو یاد کرو کہ جب ایک قوم نے یہ قصد کیا کہ تم پر ہاتھ چلائیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ روک دیئے۔

(ج 3 ص 168 دلائل النبوت، ج 2 ص 14 زرقانی)

قرآن کی اور غیبی خبر:

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ آيَاتِنَا لَغَافِلُوْنَ ٥

آج ہم تیرے بے جان جسم کو بچالیں گے تا کہ تو اپنے بعد میں آنے والوں کے لئے (عبرت) کا نشان ہو جائے اور بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے بہت غافل ہیں۔

جب فرعون دریا میں غرق ہو گیا تو چاہیے یہ تھا کہ فطرت کے عادی نظام کے مطابق دریا کی موجیں اسے دور کہیں بہا کر لے جاتیں لیکن دریا کی موجوں نے اسے باہر نکال پھینکا اس زمانے کے لوگوں نے اس کی لاش کو کوئی چیز لگا کر پہاڑ میں دفن کر دیا صدیاں گزر گئیں زمانے کی طوالت نے اسے لا پتہ کر دیا تورات وانجیل نے اس کی لاش برآمد ہونے کی کوئی خبر نہ دی صرف قرآن نے خبر دی جس کے مطابق محکمہ آثار نے کھدائی کر کے اس پہاڑ سے فرعون کی لاش کو نکال لیا جس کے صندوق پر لکھا تھا یہ وہ فرعون ہے جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کیا تھا اب بھی فرعون کی لاش مصر کے عجائب گھر میں رکھی ہے اور خدا کی قدرت کی ایک عجیب نشانی ہے اور لوگوں کے لئے ایک نشان عبرت ہے کہ دیکھ لو انجام اس شخص کا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا نیز یہ قرآن کی حقانیت پر بھی ایک زبردست دلیل ہے کہ جیسے قرآن نے غیبی خبر دی ویسے ہی ہوا۔

والحجارۃ : اس سے مراد بت ہیں قیامت کے مشرکین کے ساتھ ان کے جھوٹے معبود بت بھی جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ خدا فرماتا ہے۔

اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَہَنَّمَ.

تم اور جن کو خدا کے سوا پوجتے ہو جہنم کا ایندھن ہو۔

جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو دیکھا کہ مشرکوں نے کعبہ کے گرد اور اوپر تین سو ساٹھ بُت رکھے ہوئے ہیں آپ کے ہاتھ میں لکڑی کی ایک چھڑی تھی اس سے بتوں کی طرف اشارہ کر کے یہ آیت تلاوت فرماتے جاتے تھے۔

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا.

حق آ گیا باطل مٹ گیا اور باطل مٹنے ہی والی چیز ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بت زمین پر گرنے لگے ایک بڑا بُت بڑی مضبوطی کے ساتھ کعبہ کی چھت پر نصب تھا۔ حضرت علیؓ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ میرے کندھوں پر چڑھ کر اس کو گرا دے حضرت علی حضور ﷺ کے کندھے پر چڑھ گئے جب حضور ﷺ ان کو لے کر اُٹھے تو فرمایا اس وقت تیرا کیا حال ہے عرض کی مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ تمام پردے اُٹھا دیئے گئے ہیں اور میرا سر ساق عرش تک پہنچ گیا اور میں جس چیز کو چاہوں پکڑ سکتا ہوں جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بتوں کو زمین پر گرایا اور خود بھی زمین پر تشریف فرما ہوئے تو مسکرانے لگے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کی وجہ پوچھی عرض کی اتنی بلندی سے میں نے چھلانگ لگائی ہے اور مجھے کسی قسم کی اذیت نہیں ہوئی فرمایا جب کندھے نبی کے ہوں اور تجھے اتارنے والا جبرئیل ہو تو اذیت کیسی۔

بعض علماء نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس لئے اٹھایا کہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم خود کعبہ کی چھت سے بتوں کو نیچے گراتے تو اس میں آپ کا دست مبارک بتوں کو لگ جاتا اور ان پر دوزخ کی اثر نہ کرتی اور کلام الٰہی پر اعتراض ہوتا جیسے کہ ایک مرتبہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تنور میں روٹیاں لگا رہی تھیں۔ حضور علیہ السلام نے بھی چاہا کہ میں بھی چند روٹیاں تنور میں لگاؤں چنانچہ آپ ﷺ نے بھی تنور میں روٹیاں لگائیں لیکن وہ ساری کچی رہیں آگ نے ان پر اثر نہ کیا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بڑی حیران رہ گئیں کہ کیا وجہ ہے کہ ان روٹیوں پر آگ نے اثر نہیں کیا حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) تعجب کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ان روٹیوں کو میرے ہاتھ لگ گئے ہیں اور جو چیز میرے ہاتھوں سے چھو جائے اس پر آگ اثر نہیں کرتی۔ (ج 2 ص 384 مدارج النبوت)

جس طرح حضور ﷺ کے ہاتھ روٹیوں کو لگ گئے اور آگ نے اثر نہ کیا روٹیاں کچی رہ گئیں اسی طرح اگر حضور ﷺ کا ہاتھ بتوں کو لگ جاتا تو ان پر

دوزخ کی آگ اثر نہ کرتی اور خدا کے کلام کی صداقت ظاہر نہ ہوتی۔
پس ثابت ہوا کہ مشرکین کے بت جہنم کا ایندھن ہیں وہ مشرکوں کے ساتھ جہنم میں جل جائیں گے۔
اعدت للکافرین: جہنم کی آگ کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے کیونکہ جہنم کافروں کے لئے تیار ہوئی ہے لہٰذا جو گنہگار مسلمان دوزخ میں جائیں گے وہ اس میں ہمیشہ نہ رہیں گے بلکہ وہ وہاں عارضی طور پر رہیں گے آخرکار دوزخ سے نکل کر جنت میں جائیں گے چند امثلہ ملاحظہ ہوں۔
ترمذی شریف میں حدیث ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو دوزخی بڑے چلائیں گے خدا تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا ان دونوں کو دوزخ سے نکال لاؤ ان کو دوزخ سے نکالا جائے گا خدا فرمائے گا تم دونوں اتنا کیوں چیخ رہے تھے وہ کہیں گے اس لئے کہ شاید تو ہم پر رحم فرمائے خدا فرمائے گا کہ تم دونوں پر میری رحمت یہ ہے کہ تم جہاں سے نکلے ہو وہیں چلے جاؤ ان میں سے ایک جا کر دوزخ میں کود جائے گا اور دوزخ اس کے لئے سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جائے گی اور دوسرا وہیں کھڑا رہے گا خدا فرمائے گا تم نے اپنے آپ کو اپنے ساتھی کی طرح دوزخ میں کیوں نہیں ڈالا وہ عرض کرے گا یا اللہ مجھے یہ امید ہے کہ تو دوزخ سے نکالنے کے بعد دوبارہ مجھے دوزخ میں نہ ڈالے گا جا تیری امید پوری ہوگئی دونوں کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔
مسند امام احمد میں یہ حدیث ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا خدا کا ایک بندہ جہنم میں ایک ہزار سال تک یا حنان یا منان کہتا رہے گا اللہ تعالیٰ جبرئیل سے فرمائے گا جاؤ اس بندے کو میرے پاس لاؤ جبرئیل جا کر دیکھیں گے سب دوزخی سر نیچے کر کے رو رہے ہوں گے وہ آ کر خدا کی بارگاہ میں عرض کریں گے خدا فرمائے گا وہ آدمی فلاں جگہ ہے جاؤ اسے لاؤ اس بندے کو خدا کی جناب میں

حاضر کر دیا جائے گا اللہ فرمائے گا اے میرے بندے تو نے دوزخ کو کیسا پایا وہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار وہ تو بہت بری جگہ ہے اللہ فرمائے گا اے فرشتو اس کو وہیں لے جاؤ وہ عرض کرے گا یا اللہ مجھے تو یہ امید ہے کہ تو دوبارہ دوزخ میں داخل نہ کرے گا خدا فرمائے گا میرے بندے کو چھوڑ دو یعنی اسے جنت میں داخل کر دو۔ (ج 3 ص 230 مسند امام احمد)

امام احمد کی مسند میں حدیث ہے کہ جب خدا تعالیٰ اپنی مخلوق کا فیصلہ فرما دے گا تو مومن عرض کریں گے یا اللہ ہم اپنے کچھ ساتھیوں کو دیکھ نہیں رہے وہ ہمارے ساتھ نماز روزہ حج زکوٰۃ ادا کرتے تھے ہمارے ساتھ مل کر کافروں سے جہاد کرتے تھے اللہ تعالیٰ فرمائے گا دوزخ کی طرف جاؤ اپنے ساتھیوں میں سے جس کو پاؤ لے آؤ وہ اپنے اپنے اعمال کے مطابق آگ میں گرفتار ہوں گے کوئی قدموں تک کوئی پنڈلی تک کوئی گھٹنے تک کوئی کمر تک کوئی سینے تک اور کوئی گردن تک آگ میں گرفتار ہو گا لیکن ان کے چہرے آگ سے محفوظ ہوں گے یہ مومن ان کو دوزخ سے نکالیں گے اور ان کو نہر حیات میں ڈال دیں گے جس سے ان کے بدن بالکل درست ہو جائیں گے اور جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔

(ج 2 ص 11 مسند امام احمد)

❁❁❁❁

شمشیرِ بے نیام مقررِ ذی وقار ملک کا معتبر اسلامی خطیبِ پاکستان

علامہ مولانا محمد صدیق ملتانی صاحب مدظلہ العالی

کی دیگر بہترین کتب

باطل اپنے آئینے میں

اس کتاب کا دوسرا نام ایٹم بم ہے یہ وہ کتاب ہے جس نے باطل کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کر دیا ہے اس کتاب کو پڑھ کر کئی بد مذہب راہ راست پر آ گئے ہیں اس کتاب میں گستاخانِ رسول و گستاخانِ صحابہ و گستاخانِ اھلِ بیت پر کاری ضرب لگائی ہے ان کے ایسے سوالات کیے ہیں جنکا جواب آج تک نہیں دیا گیا یہ باطل فرقوں کے رد میں لاجواب کتاب ہے۔

بدر الکبریٰ

اس کتاب میں غزوۂ بدر بیان کیا گیا ہے نئی نسل کے ذہنوں میں جذبہ جہاد کو اجاگر کرنے کے لئے یہ کتاب ایک عظیم سرمایہ ہے مسلمانوں کے اسلاف کے مجاہدانہ کارناموں سے واقف کرانے کے لئے ایک بہترین کتاب ہے جہاد کی اہمیت اور ضرورت کو ذہن نشین کرانے کی سعی بلیغ ہے۔

خدا کی ہستی کے دلائل

یہ کتاب بین الاقوامی حالات کو پیشِ نظر رکھ کر لکھی گئی دنیا میں بہت سے لوگ ہیں جو حضرت سے خدا کی ہستی کے منکر ہیں اور اس جہاں کی نمود و نمائش کو زمانے کی پیداوار سمجھتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے یہ کتاب مشعل راہ بلکہ روشنی کا مینار ہے اس کتاب میں توحید باری تعالیٰ کے پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں خدا تعالیٰ کی ہستی کے آفاقی، نفسی اور عقلی دلائل قابلِ ستائش ہیں

کتاب التنویر

خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین فضائل اور خصائل عطا کئے ہیں آپ کے خصائص کو آٹھ اقسام پر منقسم کر کے اُن پر بحث کی گئی ہے مختلف اعتراضات کے جوابات دیئے گئے جن سے کتاب کی افادیت میں اضافہ ہوا ہے اس کتاب کے پڑھنے سے سینے میں الفت رسول کا دریا موجزن ہوتا ہے

دینِ فطرت

یہ کتاب اصلاح معاشرہ کی غرض سے لکھی گئی ہے اس کتاب میں پردے پر بڑا زور دیا گیا ہے کیونکہ بے پردگی اور عریانی دعوت گناہ ہے معاشرے کے مختلف پہلوؤں پر تبصرہ کیا گیا ہے جو برائیاں عام ہو چکی ہیں ان کو دور کرنے کے طریقوں پر بحث کی گئی ہے

مقام سجدہ

نماز کا سب سے اہم رکن سجدہ ہے اکثر نمازی سجدہ خلاف سنت کرتے ہیں اس کتاب میں سجدے کے فوائد اور حکمتوں پر حسین تبصرہ ہے اس میں کیا راز تھا مکمل بحث کی گئی ہے سجدہ نماز کا اہم رکن نماز ہے جو بندہ کو خدا کے قریب کر دیتا ہے

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد